مُدبّرِ پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم



قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت، خدمات اور پاکستان پر مشتمل

مُدبّرِ پاکستان

محمد علی جناحؒ

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت، خدمات اور پاکستان پر مشتمل

مُدبّرِ پاکستان

محمد علی جناحؒ

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

maablib.org

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں©

نام کتاب : مُدّبرِ پاکستان
مصنف : ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم
پبلشر : محمد عابد
مطبع : بی پی ایچ پرنٹرز
حروف نگار : محمد طارق طیب، ذوالفقار احسن
حروف خوانی : عطیہ افتخار
صفحات : ۲۰۰
قیمت : ۴۰۰ روپے
اشاعت : ۱۱ ستمبر ۲۰۱۸ء

برائے رابطہ
نظریۂ پاکستان اکادمی سرگودھا
بزمِ فکرِ اقبال سرگودھا
پاکستان ادب اکادمی سرگودھا
319-Y، علامہ اقبال کالونی سرگودھا
فون: 048-3711717، ای میل: drharoonsgd@gmail.com

اہتمام
مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد
+92-41-2615359- 2643841, Cell:0300-6668284
email: misaalpb@gmail.com
شوروم
مثال کتاب گھر صابریہ سینٹر، گلی نمبر 8، منشی محلہ، امین پور بازار، فیصل آباد

انتساب

☆ محمد علی جناحؒ کو اُصولوں کی پاسداری نے ''قائداعظم'' بنایا ہمارا ایک ہی نعرہ اپنا پرچم ایک، اپنا قائداعظم ایک!

☆ اندھیرے کو اندھیرا دور نہیں کر سکتا۔ روشنی اندھیرے کا خاتمہ کرتی ہے۔ نفرت کو نفرت سے نہیں، محبت سے ختم کیجئے۔

☆ انسان کے پورے وجود میں صرف ایک دل ہی ہے جو انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک آرام کیے بغیر کام کرتا ہے۔ اسے ہمیشہ خوش رکھیں۔ یہ آپ کا اپنا دل ہو یا آپ کے اپنوں کا۔

☆ کوشش کیجئے کے آپ دنیا میں رہیں، دنیا کا لالچ آپ میں سرایت نہ کرے کیوں کہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے، خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی کے اندر آجائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

☆ خلوص ایک ایسا خزانہ ہے جو ہزاروں قربانیوں سے حاصل کیا جاتا ہے مگر اس کے باوجود اس کی کوئی قیمت نہیں۔

☆ اللہ کے انصاف پر یقین کیجئے کہ محل کے بستر اور برہنہ زمین پر سونے والوں کے خواب ایک جیسے اور قبر ایک جیسی ہوتی ہے۔

حُسنِ قائد

maablib.org

قائداعظمؒ

وہ کون تھا جو نور ماہ حریت لٹا گیا
وہ کون تھا جو تیرگی میں دیپ سے جلا گیا

وہ کون تھا جو برق بن کے یوں لہو میں گھل گیا
کہ مدتوں سے بند باب آگہی بھی کھل گیا

وہ کون تھا جو اک گمان کو بنا گیا یقیں
وہ جس کی اک امانت حسیں یہ اپنی سر زمیں

لہو لہو تھا کارواں پگھل رہا تھا آسماں
بدن بدن پہ کھل رہے تھے آبلوں کے گلستاں

وہ غزنوی سرشت تھا بصیر خوب و زشت تھا
وہ حوصلوں کی ایک داستان گل نوشت تھا

وہ ظلموں کی گود میں سلگتا آفتاب تھا
وہ پتھروں کے درمیاں کھلا ہوا گلاب تھا

وہ آس تھا ، اُمنگ تھا ، محبتوں کا رنگ تھا
وہ بہری ساعتوں میں آگہی کا جل ترنگ تھا

وہ بے وجود روشنی پہ ذات کا لباس تھا
وہ بے زبان منزلوں کی گیت گاتی آس تھا

نحیف تھا ، نزار تھا ، دلیر جانثار تھا
وہ اپنی ذات میں خدا کا ایک شاہکار تھا

وہ کون تھا یہ داستان ہو گی جس گھڑی رقم
مؤرخین کے قلم ، بہ احترام ہوں گے خم

☆-☆-☆

maablib.org

بابائے قوم کے حضور نذرانۂ محبّت

۲۵ دسمبر کو مسیحی برادری حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا جنم دن مناتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے مردوں کو زندہ کر دکھایا۔ روحانی و جسمانی بیماریوں کے لیے وہ نویدِ زندگی ثابت ہوئے۔ ۲۵ دسمبر مسلمانانِ برِعظیم پاک و ہند کے لیے ایک مسیحا کی ضرورت تھی جو نیم بے ہوش قوم میں خونِ زندگی اور آزادی کی رمق پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی خطے پر مہربان ہوتا ہے تو اُن کی رہنمائی کے لیے اپنی پسندیدہ شخصیات بھیج دیتا ہے۔ ربِ کائنات نے اپنے بندوں کی ہمیشہ رہنمائی کی اور تاحشر کرتے رہیں گے۔ اقبال نے کہا ہے:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو ، زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تُو ہے

اللہ تعالیٰ نے برِعظیم پاک و ہند پر احسانِ عظیم کیا۔ کسے اندازہ تھا کہ ظلم و جبر کی چکی میں پسنے والوں کا ایک نجات دہندہ بروز پیر ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء بمطابق ۸ ذی الحج ۱۲۹۳ھ، جناح پونجا کے گھر میں جنم لے گا۔ وہ شخصیت محمد علی جناحؒ تھی۔ محمد علی جناح سے قائداعظم تک کا سفر اُن کی سخت اور جدوجہد کا ثمر ہے۔ اُنھوں نے برِعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کی قسمت بدلنے کے لیے خود کو قوم کے سپرد کر دیا۔ محمد علی جناحؒ بچپن ہی سے ذہین و فطین تھے۔ اُنھوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ وادیٔ مہران کی تاریخ کے اوراق میں کراچی کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ وہاں ۷۱۲ء کے بعد محمد بن قاسم کا ایک نیا روپ قائداعظم کی صورت میں نظر آئے گا۔ لڑکپن اور جوانی ہی سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کو گرد و پیش کے حالات میں دلچسپی کا شوق پیدا ہوا۔

۱۸۸۷ء میں اُنھیں سندھ مدرسۃ السّلام کراچی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کا موقع

ملا۔ پھر اُنھیں، اُن کے ماموں قاسم موسیٰ کے پاس بمبئی بھیج دیا گیا۔ انجمنِ اسلام ہائی سکول بمبئی میں داخل ہوئے لیکن والدہ کی خواہش پر صرف چھ ماہ بعد وہ کراچی لوٹ آئے اور بارِ دگر سندھ مدرسۃ السّلام میں داخل ہو گئے۔ اُنھوں نے کراچی کے کرسچن مشنری سوسائٹی ہائی سکول میں داخلہ لیا، ۵ جنوری ۱۸۹۱ء کو وہ مدرسہ سے فارغ ہوئے۔ اُنھوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا ہی تھا کہ اُن کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مراد جنوری ۱۸۹۲ء میں اُن کی شادی ایمی بائی سے انجام پائی۔ کچھ اہلِ زباں اسے امر بائی کا نام دیتے ہیں۔

محمد علی جناح کے والد نے اپنے دوست سر لی کرافٹ کے مشورے پر اُنھیں اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان بھجوا دیا۔ لندن کی لنکن اِنز میں محمد علی جناحؒ نے داخلے کا فیصلہ اس لیے کیا کہ اُس کی پیشانی پر محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا نامِ مبارک سب سے بڑے قانون ساز کے طور پر رقم تھا۔ ابھی کامیابی کی شمع روشن ہو رہی تھی کہ پریشانیوں کی ہوا چلنے لگی۔ اُن کی اہلیہ کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا۔ ابھی اس غم سے سنبھال نہ پائے تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ دوستوں کا کہنا ہے کہ وہ اس غم سے نڈھال ہو گئے اور دنوں تک سسکیاں لے کر روتے رہے۔ دیارِ غیر اُنھیں تسلّی دینے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ ۱۸۹۵ء میں بیرسٹری کے بعد قائدِاعظم محمد علی جناحؒ برِّعظیم پاک و ہند واپس تشریف لے آئے۔ بحیثیت وکیل اُنھوں نے امانت، دیانت، شرافت، صداقت، عدل اور انصاف کی وہ مثالیں قائم کیں کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ بمبئی کی ایک سیٹھ نے دو ہزار روپے ماہانہ کی ملازمت پیش کی تو محمد علی جناحؒ نے کہا کہ اتنی رقم تو روزانہ میرے پاؤں کی خاک چومتی ہے۔ قائدِاعظم محمد علی جناحؒ ایثار و قربانی کے پیکر تھے۔

۱۸۹۶ء میں جب بمبئی پہنچے تو اندازہ ہوا کہ عدالتوں پر انگریزوں اور پارسی وکیل چھائے ہوئے ہیں۔ وہ روزانہ اپنے گھر سے عدالت کا پیدل سفر کرتے اور مایوس لوٹ آتے۔ اُنھوں نے بمبئی ہائی کورٹ میں اپنا نام تو درج کروا لیا لیکن ۳ سال تک عزم و استقلال سے ناکامیوں سے ٹکراتے رہے۔ ایک دن اچانک اُن کی ملاقات ۱۸۹۹ء میں قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل جان میک فرسن سے ہوئی، وہ محمد علی جناح سے بہت متاثر ہوئے اور اُنھوں نے قائدِاعظم کو اپنے ساتھ وکالت کرنے کی دعوت دی۔ محمد علی جناح نے ایڈووکیٹ جنرل میک فرسن کی لائبریری سے بھرپور استفادہ کیا۔ محمد علی جناح نے چھ ماہ (مئی تا نومبر ۱۹۰۰ء) پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے طور پر کام کیا۔ سر چارلس اولیونٹ اُن کی قابلیت سے بہت متاثر ہوا۔ یہ ملازمت محمد علی جناح کے مزاج کے مطابق نہ تھی۔ وہ

محکمانہ پابندیاں پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی تنخواہ ۱۵۰۰ روپے ماہوار کے مقابلہ میں اتنی رقم روز کمانا چاہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُن کی خواہش پوری ہوئی اور اُن کی وکالت کے چرچے ہونے لگے۔ اُنھوں نے اُصولوں کی جنگ پر کبھی سودے بازی نہ کی۔ وہ جو معاوضہ طے کرتے اُس پر قائم رہتے۔ اُن کی اخلاقی اقدار، احساسِ ذمہ داری اور وقت کی پابندی نے لوگوں کے دل مسخر کر لیے۔ اُنھوں نے اپنے وقار اور اُصولوں کے سامنے کسی کو مداخلت کی اجازت نہ دی۔ ایک مقدمے کی پیروی کے دوران ایک ہندو مجسٹریٹ نے کہا کہ مسٹر جناح آپ کسی تیسرے درجے کے مجسٹریٹ کے سامنے بحث نہیں کر رہے تو محمد علی جناحؒ فوراً بولے کہ آپ بھی کسی تیسرے درجے کے وکیل کا سامنا نہیں کر رہے ہیں۔

۱۹۰۲ء میں محمد علی جناح کے والد جناح پونجا بمبئی میں انتقال کر گئے۔ تمام مصائب کے باوجود محمد علی جناح نے ہمت نہ ہاری۔ اُن کی شہرت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ سیاسی حلقے بھی اُنھیں قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ محمد علی جناح نے ۱۹۰۴ء میں پہلی بار کانگرس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شرکت کی۔ محمد علی جناح نے ستمبر ۱۹۰۵ء میں انڈین نیشنل کانگرس میں شمولیت کر لی اور پھر مسٹر گوپال کرشنا گوکھلے (۹ مئی ۱۸۶۶ء۔ ۱۵ فروری ۱۹۱۵ء) کے ساتھ انگلستان روانہ ہو گئے۔ اُنھوں نے ۱۹۰۶ء میں دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ کے سیکرٹری کے طور پر اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا۔ دادا بھائی نوروجی سے محمد علی جناح کی ملاقات لندن میں ہوئی تھی۔ اُنھوں نے بمبئی آتے ہی اُنھیں اپنا سیکرٹری منتخب کیا۔ دسمبر ۱۹۰۹ء میں سپریم امپریل لجسلیٹو کونسل کے لیے بمبئی کے حلقۂ انتخاب سے مسلمانوں کی مخصوص نشست پر بلا مقابلہ کامیاب ہوئے۔ ہندوستان کے وائسرائے بھی اُن کی فہم وفراست کے قائل ہو گئے۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۶ء میں میثاقِ لکھنؤ میں محمد علی جناح کا مؤثر کردار رہا۔ ممتاز شاعر وادیب، سیرت نگار سید سلیمان ندوی نے برملا کہہ دیا۔

بادۂ حبِ وطن کچھ کیف پیدا کر سکے
دور میں گرچہ یونہی یہ ساغر و مینا رہا
ہر مریض قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ اُمید
ڈاکٹر اس کا اگر مسٹر علی جینا رہا

محمد علی جناح اور موہن داس کرم چند گاندھی کی پہلی ملاقات بمبئی میں ہوئی۔ محمد علی جناح

نے مسلمانوں کے ایک نمائندے کی حیثیت میں اُن سے دوٹوک بات کی۔ محمد علی جناح کی شہرت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ بمبئی کے ایک جلسہ میں اُن کی ملاقات ۱۷ سالہ خاتون رتن بائی سے ہوئی۔ اُس وقت محمد علی جناح ۴۱ سال کے تھے۔ رتن بائی کا تعلق پارسی خاندان سے تھا۔ اُن کے والد پارسی سر ڈنشا بمبئی میں غیر معمولی شہرت کے حامل تھے۔ محترمہ رتن بائی، قائداعظم کی اُصول پرستی پر اپنا دل قربان کر چکی تھی۔ رتن بائی اپنے خوابوں کی تکمیل کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔ اُن کے والد سرڈنشا یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے کہ اُن کی ۱۷ سالہ دختر ایک عمر رسیدہ مسلمان سے شادی کرے۔ اس ضمن میں اُنھوں نے عدالت سے قائداعظم کے خلاف حکم امتناعی حاصل کر لیا جس کے مطابق دونوں کو ایک برس تک ملنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ رتن بائی شبِ فراق اور تنہائی کے باوجود محمد علی جناح کی محبت میں تارے گنتی رہی۔ آخر کار جوں ہی وہ ۱۸ سال کی ہوئی تو قانونی طور پر خود مختار ہوگئیں۔ والدین کی مرضی کے خلاف رتن بائی نے پہلے اسلام قبول کیا اور پھر قائداعظم سے ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء کو شادی کر لی۔ رتن بائی کا اسلامی نام ''مریم جناح'' رکھا گیا۔ شادی کے ضمن میں محمد علی جناح کا یہ واقعہ بہت مقبول ہے کہ جب عدالت میں مجسٹریٹ نے رتن بائی سے پوچھا کہ اُنھیں محمد علی جناح کی کس خوبی سے متاثر ہو کر شادی کرنے پر مجبور کیا۔ رتن بائی نے عدالت کو جواب دیا:

> ''جناب والا! آپ نے شاید ملاحظہ نہیں کیا کہ ابھی مسٹر جناح کو چھینک آئی تو اُنھوں نے کس انداز سے ''سوری پلیز'' کہا پھر اپنی قمیض سے رومال نکال کر کس نفاست ونزاکت سے اپنی ناک پر رکھا اور پھر اسی ادا سے اس کو اپنی قمیض میں واپس رکھ لیا۔ کیا آپ نے اس میں کوئی بات محسوس نہیں کی؟''

یاد رہے کہ مریم جناح ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئیں اور جب وہ زندگی کے ۲۹ پھولوں کی خوشبو محسوس کر چکی تھیں اور اپنی سالگرہ منانے کی تیاری میں تھیں کہ اچانک ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو اُن کا انتقال ہوگیا۔ علالت کے دوران وہ کچھ عرصہ ہسپتال میں داخل رہیں جہاں محمد علی جناح خود ان کی تیمارداری و عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور مریضوں کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا وہی محمد علی جناح اپنی اہلیہ کے ہمراہ تناول فرماتے۔ مریم جناح کو بمبئی کے آرام باغ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ محمد علی جناحؒ نے ان کے مرقد کو اطالوی سنگِ مرمر سے آراستہ کروایا اور مزار پر سنگ مرمر کا کتبہ نصب کروایا۔ قیامِ پاکستان کے وقت ۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو محمد علی جناحؒ، مرحومہ کے مرقد پر تشریف لے گئے

اور دُعائے مغفرت کی۔ ان کے بطن سے محمد علی جناح کی ایک دختر دینا جناح، ۱۵راگست ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئیں۔ اس کی شادی کے بعد تنہائی کی تمام زندگی میں ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح نے محمد علی جناحؒ کا پوری عمر خیال رکھا۔

اُنھوں نے انگریزوں، ہندوؤں اور سکھوں کی چالبازیوں کو بھانپ کر مسلمانوں کو بیداری کا پیغام دے کر آزادی کی راہ دکھائی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دبلے پتلے، نحیف، نزار جسم کے ساتھ ولولۂ تازہ سے مسلمانوں کو متحد کر دیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کی آزادی کے لیے سر سید احمد خان کا زاویۂ نظر اپنے سامنے رکھا۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے خطبۂ الٰہ آباد نے اُن کی فکری توانائیوں میں اضافہ کر دیا۔ اُن کی خود اعتمادی اور غیر متزلزل عزائم کے سامنے کسی کو آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نام مصورِ پاکستان کے خطوط نے تحریکِ آزادی کو کوہِ ہمالیہ کی طرح بلند کر دیا۔ محمد علی جناحؒ نے کردار کی پختگی، عزم واستقلال اور طوفانی اندازِ فکر سے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کو متحدہ ہندوستان کا گورنر جنرل بنانے کی پیش کش کی تو اُنھوں نے اُسے نوکِ پا سے ٹھکرا دیا۔ وہ صرف مسلمانوں کے لیے الگ اور خود مختار مسلم ریاست کی تشکیل چاہتے تھے۔ اُنھوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ مسلمان ایک ملت ہے جو فوج کی مانند ہے، اس فوج کا سردار حقیقی معنوں میں قائداعظم ہے جس کے ہاتھوں میں اُمتِ مسلمہ کے تحفظ کی تلوار ہے۔ اللہ کریم نے اُنھیں کردار کی ایک منفرد دولت اور پختہ ذہن ودیعت کیا تھا۔ اُنھوں نے وقت بدلا، مسلمانوں کا چلن بدلا، سلگتا ہوا چمن بدلا، مسلمانوں کا وطن بدلا حتیٰ کہ دنیا کا نقشہ بدلا۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا؟

اُن کے فنِ خطابت کے سامنے ہندوؤں اور سکھوں کے قائدین کانپنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ وہ برطانوی سامراج کو اپنے مشاہدے اور تجربے سے لاجواب کر دیتے تھے۔ اُصولوں کی سیاست پر کاربند محمد علی جناحؒ کو انگریز حراساں کر سکے اور نہ ہی پسِ دیوارِ زنداں بھیج سکے۔ اُن کی طبع بلند ذہانت وفراست میں یکتا تھی۔ اُنھوں نے گھٹیا لفظوں، اشتعال انگیزی یا نفرت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کئی دانشور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قائداعظمؒ اور ہندو کی نکتہ چینی میں ایسا ہی تفاوت ہے جو

ایک طبیب اور عطائی میں ہوتا ہے۔ محمد علی جناحؒ نے ایک ماہر وکیل کی طرح مسلمانانِ برِعظیم کا مقدمہ لڑا۔ انگریز، ہندو، سکھ اور دیگر مخالفین قائداعظمؒ کو مذاکرات کی میز پہ شکست نہ دے سکے۔ وہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے دیے گئے خاکہ میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے مخالفین سے ٹکراتے رہے۔ اُنھوں نے مسلمانوں کے امراض کا نہ صرف جائزہ لیا بل کہ اُن کا علاج بھی کر دکھایا۔ دستِ فطرت نے اس مردِ مجاہد کے سینے میں ایسا دل لگا دیا تھا جو صرف مسلمانوں کے لیے دھڑکتا تھا۔ اُنھوں نے انگریزوں کی غلامی کے تاریک سینے سے آزادی کے چراغ روشن کیے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قائداعظمؒ کا بچپن بے مثال، جوانی باکمال اور عمر کا آخری حصہ لازوال ثابت ہوا۔ آج عالمی سطح پر سیاست کا معیار قائداعظم محمد علی جناحؒ کو تصور کیا جاتا ہے جس نے بے سروسامانی کے باوجود مسلمانوں کی ڈگمگاتی کشتی کو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ تاریخ یہ تسلیم کر چکی ہے کہ جناحؒ مسیحائے ملت تھے۔ ہماری قوم کا عیسیٰ تھے جو اپنے گلے کو ارضِ مقدس تک لے گئے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے علامہ محمد اقبالؒ کے تحریر کردہ خطوط میں برِعظیم پاک و ہند کے مسائل کا جائزہ لیا اور اُن کا حل تلاش کرنے کے لیے سرگرداں ہو گئے۔ جب مسلمانانِ برِعظیم نے نعرہ لگایا ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ“ تو مخالفین کی نیندیں اُڑ گئیں۔ یہ نعرہ لبوں سے نہیں دل سے اُٹھا تھا۔ ۳۷-۱۹۳۶ء کی کانگریسی وزارتوں کی درندگی اور سفاکی نے اُن کے قائدین کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر دیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی کاوشوں سے ۱۹۳۸ء مسلمانوں کے لیے بیداری کا سال ثابت ہوا۔ مصورِ پاکستان ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء بروز جمعرات ہم سے بچھڑ گئے اور قائداعظمؒ کی کاوشوں کا ثمر نہ دیکھ سکے۔ محمد علی جناحؒ مسلمانوں کی پہچان بن گے۔ دہلی سے جاری ہونے والے اخبار ”الامان“ کے مدیر مولانا مظہر الدین نے محمد علی جناحؒ کو ”قائداعظم“ کے خطاب سے نوازا۔ مولانا صاحب نے چوں کہ یہ عوام کے دلوں کی ترجمانی کی اس لیے قائداعظم خطاب ہر طرف گونجنے لگا۔

دوسری جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء مسلمانوں کے لیے مولا کریم کا ایک چھپا ہوا خزینہ ثابت ہوئی۔ انگریز دہری مصیبت میں گھر گئے۔ کانگریسی وزارتیں ختم کر دی گئیں۔ مسلمانوں نے ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو یومِ نجات مناتے ہوئے شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ تحریکِ پاکستان نے زور پکڑا۔ شمعِ آزادی کے پروانے قربانیاں دے کر رہے۔ ظلم جتنا بڑھتا گیا، آزادی کا راستہ اُتنا آسان ہوتا گیا۔ الختصر یہ کاروانِ آزادی قراردادِ لاہور تک پہنچ گیا۔ بروز جمعۃ المبارک ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء قائداعظم

محمد علی جناحؒ لاہور تشریف لائے تو اُنھوں نے اقبال پارک میں ایک تاریخی جلسے سے خطاب فرمایا۔ بعد از نمازِ جمعہ اس خطاب میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دوقومی نظریے کی بھرپور تشریح کی۔ اُنھوں نے حکومت پر واضح کر دیا یہ دوقومیں ایک جگہ نہیں رہ سکتیں۔ ان کا طرزِ زندگی مختلف ہے، تاریخ مختلف ہے، ثقافت مختلف ہے، حتیٰ کہ سوچ مختلف ہے۔ مسلمان آزادی چاہتے ہیں۔ اس تاریخی خطبے کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء بروز ہفتہ قراردادِ لاہور پیش ہوئی جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

> ''آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء زیر صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ منظور کی گئی یہ قرارداد، اے کے فضل حق نے پیش کی۔ اس قرارداد میں ''پاکستان'' کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ بعد میں یہ قرارداد، قراردادِ پاکستان کے نام سے موسوم کی جانے لگی تو یومِ پاکستان کی تقاریر سے پہلے تو حاضر خدمت ہے یہ قرارداد۔ ملاحظہ فرمائیں۔''

اس قرارداد پر اتوار ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو دستخط کیے گئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اور مجلس عاملہ کی ان قراردادوں کی توثیق کرتا ہے جو دستور کے بارے میں ۲۷/اگست، ۱۸/اور ۱۷/اگست اور ۲۲/اکتوبر ۱۹۳۹ء اور ۳ فروری ۱۹۴۰ء کو منظور کی جا چکی ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس پُر زور طریقے سے اس امر کا اعادہ کرتا ہے کہ انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء کے تحت وفاقی طرز حکومت اس ملک کے حالات کے پیشِ نظر نامناسب اور غیر ممکن العمل ہے اور مسلمان اسے قبول نہیں کر سکتے۔

یہ اجلاس نہایت شدت کے ساتھ اپنے اس خیال کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت برطانیہ کی طرف ۱۸/اکتوبر ۱۹۳۹ء کو وائسرائے کے جاری کردہ اعلان کے اس حصے سے ہندوستان کے مسلمان مطمئن نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان کے اقلیتی فرقوں اور مختلف جماعتوں کے مشورے سے اس پر دوبارہ نئے سرے سے غور کیا جائے مگر اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ جب تک سارے دستور پر نئے سرے سے غور نہ کیا جائے اور یہ مسودہ مسلمانوں کی مرضی کے مطابق تیار نہ کیا جائے۔ وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی تجویز ہے کہ کوئی دستوری مسودہ اس وقت تک مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول اور اس ملک میں قابلِ عمل نہ ہوگا جب تک اس میں بنیادی اُمور کو شامل نہ کیا

جائے۔ جغرافیائی لحاظ سے متصل وحدتوں کی اس طرح حد بندی کی جائے اور ایسا تغیّر وتبدل کیا جائے کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خود مختار ریاستیں قائم ہو جائیں اور ان میں سے ہر وقت آزاد اور خود مختار ہو۔

ان وحدتوں میں آباد اقلیتی فرقوں کے مذہبی، ثقافتی، سیاسی، انتظامی اور دوسرے معاملات کے تحفظ کے لیے اُن کے مشورے سے دستور میں تسلی بخش اور کافی انتظامات کیے جائیں اس طرح ہندوستان کے جن خطوں میں مسلمانوں کی اقلیت ہے وہاں دستور میں ان کے اور دوسری اقلیتوں کے مشورے سے ایسے انتظامات کیے جائیں تا کہ ان کے مذہبی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی نیز دوسرے مفادات کا تحفظ ہو سکے۔ یہ اجلاس مجلس عاملہ کو اختیار دیتا ہے کہ مذکورہ بالا بنیادی اُصولوں کے تحت ایک ایسا دستوری منصوبہ تشکیل دے جس میں آخر کار ان مجوزہ علاقوں کو دفاع، اُمور خارجہ، رسل و رسائل اور محصولات نیز دوسرے ضروری اُمور کے مکمل اختیار حاصل ہوں۔

تجویز کنندہ: مولوی ابوالقاسم فضل حق (بنگال)

تائید کنندگان

چودھری خلیق الزماں (یوپی)	مولانا ظفر علی خاں (پنجاب)
سردار اورنگزیب خاں (سرحد)	سر عبداللہ ہارون (سندھ)
قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)	عبدالحمید خاں (مدراس)
آئی آئی چندریگر (بمبئی)	ڈاکٹر محمد عالم (پنجاب)
نواب محمد اسماعیل خان (یوپی)	سید عبدالرؤف شاہ (سی پی)
سید ذاکر علی (یوپی)	بیگم مولانا محمد علی جوہر (یوپی)
مولانا عبدالحامد بدایوانی (یوپی)	

نوٹ: احباب کا کہنا ہے کہ بیگم مولانا محمد علی جوہر نے اس موقع پر اس قرارداد کو ''قراردادِ پاکستان'' سے تعبیر کیا۔ قراردادِ لاہور کے بارے میں ہندو اخبارات نے خوب واویلا مچایا کہ یہ قراردادِ پاکستان ہے۔ ''زبانِ خلق کو نقارہِ خدا سمجھو'' کے مصداق یہ قرارداد بعد ازاں ''قراردادِ پاکستان'' ہی ثابت ہوئی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی روحانی قوت کا اندازہ عام لوگ نہیں کر سکتے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کو جب نیشنلسٹ علماء نے کافر قرار دیا تو کئی مسلم اکابر نے محمد علی جناح سے وابستہ اپنے بہت سے خواب سنائے۔ اُس وقت کے عالم دین، دانش ور، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنا ایک خواب اشتہارات کے ذریعے عوام الناس خصوصاً مسلمانوں تک پہنچایا۔

''میں نے نصف شب کے بعد ایک اہم خواب دیکھا کہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دربار لگا ہوا تھا ان کے پاس خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں قائداعظمؒ اس مقدس مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انھیں اپنے سینے سے لگایا۔ خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے ایک داڑھی مونڈے شخص کو سینے سے لگانے کا سبب دریافت فرمایا جس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ظاہری شکل وصورت اور لباس کو مت دیکھو بلکہ اس کے سینے میں جھانک کر دیکھو کہ اس میں ملتِ اسلامیہ کا بے پناہ درد موجود ہے۔''

اس خواب نے مسلمانانِ برعظیم کے دلوں میں قائداعظم کی محبت اُجاگر کردی۔ قائداعظمؒ کی مخالفت کرنے والے خود ساختہ مولویوں کو ندامت اُٹھانا پڑی۔ تحریکِ پاکستان کے بطلِ جلیل اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے دستِ راست حمید نظامی نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو روزنامہ نوائے وقت جاری کر کے تحریکِ پاکستان کو سرعت عطا کی۔ نظریۂ پاکستان کی حقیقی روح بیدار کرنے میں حمید نظامی اور اُن کے ساتھیوں کا کردار قابلِ تعریف ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلمانوں نے اپنا نشانِ منزل سامنے رکھتے ہوئے سروں سے کفن باندھ لیے۔ انگریزوں نے اس تحریک کو دبانے کے لیے تمام حربے استعمال کیے۔ ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محمد علی جناحؒ ایک خاکسار کارکن رفیق صابر کے کیے گئے قاتلانہ حملے میں بال بال بچ گئے۔ قائداعظمؒ نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۳ء کو ایک غیر ملکی صحافی کو دوٹوک فیصلہ سنا دیا کہ ہندوستان کے مسائل کا حل صرف ''پاکستان'' کو تسلیم کرنے میں ہے۔

۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو مسلم لیگ کے ۳۱ ویں سالانہ اجلاس میں شریک ہو کر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے تحریکِ پاکستان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے واضح کیا کہ پاکستان کا مطلب ہمارا تحفظ، ہماری نجات اور ہمارا مستقبل ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو یومِ پاکستان کے موقع پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کو حصولِ مقصد کی طرف گامزن ہونے کی تلقین کی۔ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کی طالبات سے

۲۷ مارچ ۱۹۴۴ء جب کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۴ء کو ایف سی کالج لاہور کے طالب علموں سے محمد علی جناحؒ کا خطاب قابلِ ذکر ہے۔ جب قائداعظم محمد علی جناحؒ نے محسوس کیا کہ اب مسلمان ''آزادی یا موت'' کا راستہ اختیار کر رہے ہیں تو اُنھوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ قائداعظمؒ نے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۴ء کو گاندھی کے نام اپنے خط میں لکھا:

> ''ہم اس بات کے قائل ہیں اور اس پر کاربند ہیں کہ قوم کی کسی بھی تعریف یا معیار کے مطابق مسلمان اور ہندو، دو بڑی قومیں ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں جو دس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم ایک قوم ہیں اور ہمارا جداگانہ تمدن اور تہذیب ہے، زبان اور ادب، فنونِ لطیفہ اور فنِ تعمیر، نام اور نام رکھنے کا طریقہ، شعور اقتدار، نسب و وراثت قوانین، اخلاقی ضابطے، رسوم اور جنتری، تاریخی روایات، رجحانات اور اُمنگیں مختصر یہ کہ ہمارا زندگی پر اور زندگی کے بارے میں خصوصی نقطہ نظر ہے بین الاقوامی قانون کے جملہ ضوابط کی رو سے ہم ایک قوم ہیں۔''

دوسری جنگِ عظیم کے بعد ہندو اور انگریز بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے۔ محمد علی جناحؒ کی بصیرت درست ثابت ہوئی کہ ۱۹۴۵ء کے موسم سرما میں مرکزی اسمبلی اور بعد میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوں گے۔ مسلم لیگ کے مستقبل کا دارومدار عوام کے حسنِ انتخاب اور اس کے منشور پر منحصر ہوگا۔ مسلم لیگ نے یہ انتخابات اسلام اور پاکستان کے نام پر لڑے۔ ان دنوں مسلم عوام کے دو نعروں سے سارا ہندوستان گونج رہا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا: 'لا الٰہ الا اللہ' اور 'مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'۔ قائداعظمؒ نے مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ اُن کی بقا اور پاکستان کے حصول کا تمام تر دارومدار مسلم لیگ کی کامیابی پر ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے کسی قربانی کو عظیم تر تصور نہ کیا جائے میں ہر مسلمان پر زور دیتا ہوں کہ وہ مصیبت اٹھانے اور ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو اس نازک مرحلے پر اجتماعی مفاد اور قومی مقصد کی خاطر ذاتی مفاد، آسائش اور اقتدار کی خواہش کو ترک کر دے۔

دسمبر ۱۹۴۵ء میں مرکزی اسمبلی کے نتائج سے واضح ہو گیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ ۳۰ مسلم نشستوں میں سے تمام نشستیں مسلم لیگ کے حصے میں آئیں۔ یہ

نتائج مسلم لیگ اور مسلم عوام کے لیے انتہائی مسرت خیز جب کہ کانگریس اور دیگر مخالفین کے لیے انتہائی پریشان کن تھے۔ خود قائداعظمؒ نے بمبئی کی مسلم نشست سے انتخاب لڑا اور اپنے حریف حسین بھائی لال جی کو 127 کے مقابلے میں 2602 ووٹوں سے ہرایا۔ اُن کے مخالف کی ضمانت تک ضبط ہوگئی۔ مسلم لیگ کی اس شاندار کامیابی پر قائداعظمؒ نے قوم کو سجدۂ شکر بجا لانے اور 11 جنوری 1946ء کو 'یومِ فتح'' منانے کی تلقین کی۔ یہ امر مزید فخر کا باعث ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ کو تاریخ ساز کامیابی حاصل ہوئی۔ مسلم لیگ نے 492 مسلم نشستوں میں سے 434 پر کامیابی حاصل کرلی۔ اس تاریخی معرکہ نے دنیا پر واضح کردیا کہ اب ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد منزل 'پاکستان' ہے۔ مسلم لیگ کی یہ کامیابی قائداعظمؒ کی قیادت پر اعتماد کی دلیل تھی۔ قائداعظمؒ نے صرف دس سال کے مختصر عرصہ میں بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک تسبیح میں پرو دیا۔ اُن کی بے لوث، بصیرت افروز قیادت اور جدوجہد نے مسلمانوں کو نہ صرف منظم کیا بل کہ اُنھیں آزادی کا نصب العین سکھا کر آگے بڑھنے کی تلقین کی۔

وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن مارچ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان پہنچے اور اُنھوں نے 3 جون ۱۹۴۷ء کو تقسیمِ ہند کے منصوبے کا اعلان کیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ریڈیو پر خطاب کرتے ہوئے پاکستان زندہ باد کا نعرہ بھی بلند کیا۔ محمد علی جناحؒ کو کشمیر پر ہونے والے مظالم کا علم تھا۔ اُنھوں نے یہ بات برملا کہہ دی کہ کشمیر سیاسی وسماجی اعتبار سے پاکستان کی شہ رگ ہے اور کوئی غیرت مند قوم اپنی شہ رگ کو دشمن کے حوالے نہیں کرسکتی۔ اللہ کی فتح ونصرت سے پاکستان 14 / اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آگیا۔ 27 رمضان المبارک 1366ھ، جمعرات کی شب تلاوت قرآن پاک کی آواز میں ہمیں یہ عطیۂ خداوندی میسر آیا۔

پاکستان بنتے ہی قائداعظمؒ کو گمبھیر مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ نوزائیدہ مملکت کے مسائل ایک بچے کے مسائل سے کم نہ تھے۔ مہاجرین کی آبادکاری، نئی مملکت کا انتظام وانصرام نیز پاکستان کی بقاء وسلامتی کی فکر میں قائداعظمؒ کی صحت پر بہت منفی اثر ڈالا۔ معیارِ معیشت، سماجی انصاف کی بحالی اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے انتھک کوشش کی۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب کی داستان مختلف کتابوں میں موجود ہے۔ اس موقع پر اُنھوں نے وقت کی پابندی کا فقید المثال مظاہرہ کیا۔ تاخیر سے آنے والے مقتدرہ شخصیات کو کھڑے

ہو کر تقریب میں شریک ہونا پڑا۔30 /اگست ۱۹۴۸ء کو ناگزیر حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کرنا پڑا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کو آرام کے لیے زیارت (کوئٹہ) جانا پڑا جہاں یکم ستمبر ۱۹۴۸ء کو اُن کی صحت بگڑنا شروع ہوگئی۔ 9 ستمبر ۱۹۴۸ء اُن کی حالات تشویش ناک ہوگئی۔ اُنھیں پاکستان سے باہر لے جانے کا مشورہ بھی دیا گیا لیکن بابائے قوم نے اُسے مسترد کر دیا۔ قائداعظمؒ نے چودھری محمد علی (سیکرٹری جنرل حکومت پاکستان) کو کوئٹہ بلوایا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کو پاکستان کی فکر لاحق تھی کیوں کہ بھارت کی ریشہ دوانیاں بڑھ رہی تھیں۔ کشمیر کے حالات بھی نہ گفتہ بہ ہو رہے تھے۔ گہری سوچ اور پریشانیوں نے قائداعظمؒ کی نقاہت میں اضافہ کر دیا۔ کرنل الٰہی بخش، ڈاکٹر ریاض علی شاہ، ڈاکٹر محمد عالم اور ڈاکٹر غلام محمد نے طبی معائنے جاری رکھے۔ وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان بھی قائداعظم کی عیادت کے لیے زیارت پہنچے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کو ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو سوا چار بجے سہ پہر کوئٹہ سے ماڑی پور کراچی لایا گیا۔ کرنل الٰہی بخش نے اُنھیں تقویت پہنچانے کا انجکشن لگاتے ہوئے کہا کہ خدا کو منظور ہوا تو زندہ سلامت رہیں گے لیکن قائداعظمؒ بولے کہ نہیں اب میں نہیں بچوں گا۔ ہوائی اڈے سے گورنر جنرل ہاؤس تک کے سفر میں قائداعظمؒ کی حالات مزید بگڑ گئی۔ ایمبولینس بھی جواب دے گئی۔

چشمِ فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جس عظیم قائد نے پاکستان حاصل کیا وہ حبس بے جا میں گھری ہوئی ایمبولینس میں آخری سانسیں لے رہا تھا۔ دوسری ایمبولینس لائی گئی اور اُنھیں گورنر جنرل ہاؤس کراچی منتقل کیا گیا۔ یہ مختصر سفر ۲ گھنٹے پر مشتمل تھا۔ قائد 6 بج کر ۳۰ منٹ پر گورنر جنرل ہاؤس پہنچے۔ برِعظیم پاک و ہند کے مسیحا سفرِ آخرت کے قریب جا رہے تھے۔ اُنھوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو اپنے قریب بلایا اور کہا:

''فاطی! پاکستان زندہ آباد''

۱۰ بج کر ۲۵ منٹ پر قائداعظم محمد علی جناحؒ ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئے۔ ریڈیو پاکستان نے ۱۱ اور ۱۲ ستمبر کی درمیانی رات اپنی معمول کی نشریات روک کر قائداعظمؒ کی رحلت کی خبر شائع کی۔ شکیل احمد یہ خبر نشر کرتے ہوئے آب دیدہ ہوگئے۔ ۱۲ ستمبر کو ظہر کی آذان کے وقت اُنھیں غسل دیا گیا۔ ۳ بجے سہ پہر اُن کا جنازہ فوجی اعزاز کے ساتھ توپ خانے کی گاڑی پر رکھا گیا۔ جنازے میں سرڈگلس گریسی (بری فوج)، ایئر وائس مارشل ایل آر اے چرے (فضائی فوج)، جیفورڈ

جیمز ولفریڈ (بحری فوج) کے سربراہان شامل تھے۔ یہ جنازہ ہیولاک روڈ، وکٹوریہ روڈ، انورائٹی روڈ، الفنسٹن سٹریٹ، گارڈن روڈ اور بندر روڈ سے ہوتا ہوا منزلِ مقصود تک پہنچا۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ۶ بج کر ۲۰ منٹ پر نواب زادہ لیاقت علی خان، نواب زادہ صدیق علی خان اور یوسف عبداللہ ہارون نے قائداعظمؒ کے جسدِ مبارک کو لحد میں اُتارا۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز ہفتہ سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کراچی میں آسودۂ خاک ہیں۔ اُن کے انتقال پر جاری ہونے والا سرکاری اعلان اِن الفاظ پر مشتمل ہے۔

"کابینہ پاکستان کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان انتہائی رنج وملال اور غم واندوہ سے اس خبر کا اعلان کرتی ہے کہ موت نے ہمارے محبوب رہنما بابائے پاکستان، حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کو ہم سے چھین لیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، حکومتِ پاکستان ہر ایک مسلمان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس جانکاہ صدمے پر صبر وتحمل، بردباری، نظم ونسق سے کام لے اس پُر آشوب دور میں جب کہ ہمیں قائداعظمؒ کی رہنمائی کی اشد ضرورت تھی۔ قائداعظمؒ ہمیں داغِ مفارقت دے کر جنت الفردوس کو چل دیئے۔ کابینہ پاکستان اس حادثہ جانکاہ پر محترمہ مس فاطمہ جناح اور قائداعظمؒ کے دیگر رشتہ داروں اور ساری قوم سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔"

پاکستان قائداعظمؒ کی ہمارے پاس ایک بڑی امانت ہے۔ ہمیں ایمان داری اور دیانت داری سے اس امانت کی حفاظت کے لیے اُسی جذبے سے کام کرنا چاہیے جس جذبے سے بانیٔ پاکستان شبانہ روز جدوجہد کرتے رہے۔

اپنا پرچم ایک، اپنا قائداعظم ایک ہے

کس کو ہے تیری عظمت و رفعت سے انحراف
روشن ہے مثل شمع تو گھر گھر مرے جناح

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسّم
۷-۳۱۹، علامہ اقبال کالونی سرگودھا
drharoonsgd@gmail.com

۱۱ ستمبر ۲۰۱۸ء

☆-☆-☆

پاکستان کی ضرورت کیوں ہے؟
قائداعظمؒ کا تاریخ ساز خطاب

قائداعظم محمد علی جناحؒ بروز جمعہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء لاہور تشریف لائے۔ انھوں نے لاہور میں مصروف ترین دن گزارا' خاکسار تحریک کے زخمی کارکنوں کی عیادت کی' انتظامیہ کے سخت رویے کا نوٹس لیا' مسلم لیگ کے بزرگ قائدین سے ملاقاتیں کیں اور پھر سہ پہر اڑھائی بجے موجودہ اقبال پارک میں ایک تاریخ ساز جلسے سے خطاب کیا۔ ان کا یہ خطاب سیاسی بصیرت اور قائدانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پاکستان حاصل کرنے کے نمایاں خدوخال' مسلم قومیت کی خاص ترکیب' دوقومی نظریہ' ہندوؤں اور سکھوں کی منافقانہ چالبازیوں اور نظریۂ پاکستان کی نمایاں جھلکیاں اس خطاب کا محورومرکز ہیں۔ قرارداد پاکستان کا حقیقی نچوڑ اس تقریر میں موجزن ہے۔ تقریر کچھ یوں ہے۔

''آج ہم اپنے اس اجلاس میں ۱۵ مہینے کے بعد مل رہے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا پچھلا اجلاس ۳۸ء میں پٹنہ کے مقام پر منعقد ہوا تھا۔ میں سب سے پہلے مختصر طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ پٹنہ کے اجلاس کے بعد سے مسلم لیگ کو کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو یہ یاد ہوگا کہ ایک کام جو ہمارے ذمہ تھا اور جواب تک تکمیل سے بہت دور ہے یہ تھا کہ تمام ہندوستان میں مسلم لیگیں قائم کی جائیں۔ اس راہ میں گزشتہ پندرہ مہینے کے اندر ہم نے بہت بڑی ترقی کی۔ میں مسرت کے ساتھ آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ ہم نے ہر صوبہ میں صوبہ لیگیں قائم کر دی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لجسلیٹو اسمبلیوں کے انتخابات میں ہم کو ہر جگہ طاقتور حریفوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ میں مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان تمام آزمائشوں اور امتحانوں میں انھوں نے کمال جرات اور جوش کا اظہار کیا۔ کسی ایک

انتخاب میں بھی مسلم لیگ کے امیدوار کے مقابلہ میں ہمارے حریف کامیاب نہیں ہو سکے۔ یو پی کی کونسل یعنی ایوان اعلیٰ کے انتخابات میں مسلم لیگ کی فتح سو فیصدی رہی۔ میں آپ کو مسلم لیگ کی ترقیوں کی تفصیلات سنا کر تھکانا نہیں چاہتا۔ بس اتنا ہی بتا دینا کافی ہے کہ مسلم لیگ قدم قدم نہیں بل کہ جستوں اور زقندوں سے ترقی کر رہی ہے۔

جنوری ۱۹۳۹ء سے لے کر اعلان جنگ تک ہمیں بہت سی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ناگپور میں ودیا مندر، تمام ہندوستان میں واردھا سکیم، بعض دیسی ریاستوں میں جیسے جے پور اور بھاؤنگر میں مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکیاں کی گئیں۔ کانگریس نے راجکوٹ کو ایک امتحان گاہ قرار دیا۔ اس کا ایک تہائی ہندوستان پر اثر پڑنے والا تھا۔ اس طرح مسلم لیگ کو اعلان جنگ تک طرح طرح کے مسائل حل کرنے پڑے اور طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اعلان جنگ سے قبل جو سب سے بڑا خطرہ مسلم لیگ کے بالمقابل تھا، وہ مرکزی حکومت میں وفاقی سکیم کے نفاذ کا امکان تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا کیا سازشیں ہو رہی تھیں۔ مگر مسلم لیگ ہر سمت مصائب و خطرات اور سازشوں کا مستعدی اور مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کر رہی تھی۔ ہم نے یہ محسوس کیا کہ مرکزی فیڈرل گورنمنٹ کی اس سکیم کو ہرگز منظور نہیں کر سکتے جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں درج ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت برطانیہ کو اس سکیم کے التواء پر آمادہ کرنے میں ہماری کوششوں کو کچھ کم دخل نہیں تھا۔ بلاشبہ مسلم لیگ نے اس میں بڑا کام کیا۔

آپ جانتے ہیں کہ انگریز بڑی سخت قوم ہے۔ وہ بہت ہی قدامت پسند بھی ہیں۔ اگرچہ وہ بڑے ہوشیار ہیں مگر بطی الفہم ہیں۔ جب اعلان جنگ ہو گیا تو فطرتاً وائسرائے نے مسلم لیگ کی مدد چاہی۔ یہ صرف اس وقت ہوا جب انھوں نے یہ سمجھا کہ واقعی مسلم لیگ بھی ایک طاقت ہے۔ آپ کو یہ یاد ہو گا کہ اعلان جنگ تک وائسرائے کو میرا خیال کبھی نہ آیا۔ ان کے خیال میں سوائے گاندھی کے اور کوئی نہ تھا۔ میں ایک عرصہ سے لجسلیٹو اسمبلی میں ایک پارٹی کا لیڈر تھا۔ وہ پارٹی مسلم لیگ کی پارٹی سے بڑی تھی۔ جس کی قیادت لجسلیٹو اسمبلی میں مجھے اس وقت بھی عزت حاصل ہے۔ اس پر بھی وائسرائے کو کبھی میرا خیال نہ آیا۔ لہٰذا جب مسٹر گاندھی کے ساتھ میرے پاس بھی وائسرائے کا دعوت نامہ آیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ یہ مجھے یکا یک عروج کیوں ملا اور بالآخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کا جواب ہے آل انڈیا مسلم لیگ! جس کا میں صدر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سخت ترین صدمہ

ہے جو کانگریس کو پہنچا اور وہ اس لیے کہ اس سے اس کے دعوے کا انکار لازم آتا تھا کہ وہ تمام ہندوستان کی طرف سے بولنے کا اختیار رکھتی ہے اور اب یہ مسٹر گاندھی اور کانگرس ہائی کمانڈ کے طرزعمل سے اچھی طرح نمایاں ہے کہ وہ اس صدمہ سے اس قدر متاثر ہیں کہ ابھی تک ان کے حواس بجا نہیں ہیں۔ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنی تنظیم کی قدر و قیمت اور نتائج سے آگاہ ہوں۔ اب میں اس مسئلہ پر اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔

مگر ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ میں جو کچھ دیکھتا ہوں اس بنا پر مجھے یقین ہے کہ اب مسلم ہندوستان بیدار ہے ہوش میں ہے اور اب مسلم لیگ ایک ایسی طاقتور تنظیم ہو گئی ہے کہ اسے خواہ وہ کوئی ہو، مٹا نہیں سکتا۔ لوگ آئیں، لوگ جائیں لیکن مسلم لیگ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اب سنئے کہ اعلان جنگ کے بعد ہماری کیا حالت تھی۔ ہمارے ایک طرف گہرا سمندر تھا اور دوسری طرف عفریت خونخوار۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اب بہرحال ہماری حالت یہ ہے کہ ہم غیر مبہم طور پر ہندوستان کی آزادی ہونی چاہیے کسی ایک عنصر کی نہیں اور اس سے بھی بدتر یہ نہیں کہ صرف کانگریس کی ایک ٹولی آزاد ہو۔ مسلمان اور دوسری اقلیتیں غلام بنیں۔

اپنی اس حیثیت کے اعتبار سے جو ہندوستان میں ہمیں حاصل ہے، فطرتاً ماضی کے متعلق ہمارے تجربات ہیں جو کانگریسی صوبوں میں ڈھائی سال کے اندر صوبہ جاتی دستور کے عمل کے سلسلہ میں ہوئے ہیں۔ ہم نے ان سے بہت سے سبق لیے ہیں۔ اس لیے ہم بہت بدگمان ہیں اور کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ عاقلانہ اصول ہے کہ کسی پر زیادہ اعتماد نہ کیا جائے۔ بعض اوقات ہم اس پر مائل ہوتے ہیں کہ لوگوں پر اعتماد کریں مگر جب واقعی یہ تجربہ میں آجاتا ہے کہ ہمارے اعتماد توڑا گیا تو پھر آدمی کے لیے یہ ایک سبق ہونا چاہیے کہ جس نے اعتماد توڑا ہے اس پر آئندہ اعتماد نہ کرے۔

خواتین و حضرات! یہ بات ہمارے ذہن میں کبھی نہ آئی تھی کہ کانگریس ہائی کمانڈ یہ کرے گی جو واقعی اس نے ان صوبوں میں کیا جہاں کانگریس کی حکومتیں تھیں۔ میرے تصور میں بھی نہیں آتا تھا کہ کانگریس پستی کی اس سطح تک گرے گی۔ میں یہ کبھی باور نہیں کر سکتا کہ کانگریس اور گورنمنٹ کے درمیان یہ جنٹلمین ایگریمنٹ ہوگا۔ ہم گلے پھاڑ پھاڑ کر فریاد کرتے کرتے تھک جائیں گے اور گورنر بت بنے بیٹھے رہیں گے اور وائسرائے لاچار۔ ہم نے ان کو ان کی وہ خاص ذمہ داریاں یاد دلائیں جو ہمارے اور دوسری اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق ان پر عائد ہیں اور وعدے یاد دلائے جو انھوں نے ہم

سے کئے تھے۔ مگر یہ سب دفتر منسوخ ہو کر رہ گئے۔ خوش نصیبی سے خدا نے ہماری مدد کی اور جنٹلمین ایگریمنٹ پارہ پارہ ہو گیا اور خدا کا شکر ہے کہ کانگریس اقتدار سے محروم ہو گئی۔ میرا خیال ہے کہ اب کانگریس والے اپنے اپنے استعفوں پر بہت پچھتا رہے ہیں۔ ان کی دھمکی بے اثر ثابت ہوئی۔ یہ بہت اچھا ہے۔ اب میں دلی جوش کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی اس طرح تنظیم کریں کہ آپ کو سوائے اپنی طاقت کے کسی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے پس اپنے اوپر بھروسہ کیجئے اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی طرف سے ہم اپنے دل میں برائی رکھیں یا ان سے ناراض رہیں بل کہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے آپ کو اپنے اندر وہ طاقت پیدا کرنی چاہیے جس کے ذریعہ آپ حملوں اور دست درازیوں کے مقابلے میں اپنی مدافعت کر سکیں۔ بس یہ ایک بات ہے کہ جو میں آپ کو اچھی طرح جتانا چاہتا ہوں۔

اب آئندہ دستور حکومت کے معاملہ میں ہماری حیثیت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جس وقت حالات اجازت دیں یا زیادہ سے زیادہ جنگ ختم ہونے کے فوراً بعد ہندوستان کے آئندہ دستور کے مسئلہ کی نئے سرے سے جانچ کی جائے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ ہم حکومت برطانیہ سے اعلانات کرنے کے لیے کہنا نہیں چاہتے۔ یہ اعلانات فی الحقیقت کسی کام کے نہیں ہوتے۔ اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ آپ صرف اعلانات کی درخواستیں کر کے حکومت برطانیہ کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں۔ وائسرائے نے کہا ''میں نے اعلان کر دیا۔'' کانگریس نے کہا: نہیں ہم اور طرح کا اعلان چاہتے ہیں۔ تمھیں اب فوراً یہ اعلان کرنا چاہیے کہ ہندوستان آزاد اور خود مختار ہے اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ ایسی کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے ذریعے اپنا دستور مرتب کرے جو ہر بالغ کے ووٹ کے اصول پر وسیع ترین حق رائے پر منتخب کی گئی ہو۔ اس اسمبلی سے اقلیتیں اپنے جائز مطالبات کی وجہ سے آپ سے آپ مطمئن ہو جائیں گی۔ مسٹر گاندھی نے کہا کہ اگر اقلیتیں مطمئن نہ ہوئیں تو وہ اس پر راضی ہو جائیں گے کہ بہترین قسم کی اور غیر جانب دارانہ ثالثی عدالت کے سامنے معاملہ پیش کر دیا جائے تا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ ہو جائے۔ اب اس سے قطع نظر کہ یہ تاریخی اور آئینی طور پر لغو ہے کہ حاکم وقت سے یہ کہا جائے کہ وہ دستور ساز اسمبلی کے حق میں حکومت کے اختیار سے دستبردار ہو جائے۔ فرض کیجئے کہ ہم اس اصول رائے دہندگی سے اختلاف کریں۔ جس پر دستور ساز اسمبلی منتخب ہونے والی ہے' یا فرض کیجئے کہ ہم تمام مسلم

نمائندوں کی مجموعی جمعیت دستور ساز اسمبلی ہندو اکثریت سے اتفاق رائے نہ کرے تب کیا ہوگا؟ یہ کہا گیا ہے کہ سوائے ان معاملات کے جن کا تعلق اقلیتوں کے تحفظات سے ہے، تمھیں کسی اور کے معاملہ میں بولنے کا حق نہیں ہے۔ اس عظیم درجہ دوم کے لیے دستور ساز اسمبلی کیسا ہی دستور مرتب کر دے، تمھیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ گویا ہمیں اس طرح صرف یہ رعایتی حق دیا گیا ہے کہ صرف ان معاملات میں جو محض اقلیتوں کے حقوق اور مفاد کے متعلق ہیں، اختلاف کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ رعایتی حق بھی دیا گیا ہے کہ ہم اپنے نمائندے بطریق انتخاب جداگانہ منتخب کر کے بھیجیں۔ یہ تجویز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ جیسے ہی آئین نافذ العمل ہوگا۔ برطانیہ کا ہاتھ مفقود ہو جائے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں اس کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔ بیشک مسٹر گاندھی یہ فرماتے ہیں کہ آئین یہ فیصلہ کرے گا کہ برطانیہ کا ہاتھ رہے یا نہ رہے اور کسی حد تک دوسرے الفاظ میں ان کی تجویز کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے مجھے یہ یقین دلاؤ کہ ہم آزاد اور خود مختار قوم ہیں، پھر ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ تمھیں اس میں سے کیا واپس کر دیں۔ جب مسٹر گاندھی اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں تو یہ کیسے سمجھا جائے کہ وہ واقعی ہندوستان کے لیے کامل آزادی چاہتے ہیں لیکن انگریز یہاں سے جائیں یا نہ جائیں، یہ نتیجہ تو صاف ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کی طرف بہت وسیع اختیارات منتقل کر دیے جائیں گے۔ اوّل یہ کہ اگر دستور ساز اسمبلی کی اکثریت اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات ہوا تو 1- ثالثی عدالت مقرر ہو بھی گئی ایک ثالثی عدالت اس نے اپنا فیصلہ دے بھی دیا کیا میں جان سکتا ہوں کہ اس وقت یہاں وہ کون ہوگا جو اس فیصلہ کی تعمیل کرائے؟ اور اس کی شرائط پوری کرے گا؟ اور جیسا کہ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ برطانوی تو اپنا کل یا زیادہ سے زیادہ اختیار ہندوستانیوں کے حوالے کر ہی چکیں گے، ۲۔ اس صورت میں اس فیصلہ کا احترام کرنے والا کون ہوگا۔ پشت پر وہ کون سی طاقت ہوگی جو اسے نافذ کرے گی؟ ہم پھر اسی جواب پر واپس آتے ہیں کہ ''ہندو اکثریت کرائے گی'' مگر وہ کس طاقت کے زور سے، برطانوی سنگینوں کے یا گاندھی جی اہنسا کے؟ کیا ہم ان پر ابھی اور اعتماد کر سکتے ہیں؟

خواتین وحضرات! اس سے قطع نظر کیا یہ بات آپ کے تصور میں آتی ہے کہ معاہدہ عمرانی کا اس قدر اہم معاملہ جس پر نو کروڑ مسلمانوں کے مستقبل کا مدار ہے، دیوانی عدالت کے ذریعہ سے طے ہو سکتا ہے؟ مگر پھر بھی کانگریس کی یہ تجویز ہے۔

اس سے قبل کہ میں اس پر بحث کروں جو مسٹر گاندھی نے چند ہی روز قبل کہا ہے۔ میں

چاہتا ہوں کہ کانگریس کے ان دوسرے لیڈروں کے اقوال کے متعلق کہہ دوں جو سب بالکل مختلف آوازوں میں بولتے ہیں۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ سابق وزیر اعظم مدراس کہتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد واحد ذریعہ مخلوط طریق انتخاب ہے۔ یہ نسخہ گویا ان کا تجویز کردہ ہے جو کانگریس میں کانسٹی ٹیشن کے بڑے ڈاکٹر ہیں (قہقہہ) بابو راجندر پرشاد نے ابھی چند روز ہوئے فرمایا ہے کہ "یہ مسلمان آخر اس سے زیادہ اور چاہتے کیا ہیں"؟ میں آپ کو خود ہی ان ہی کے الفاظ سناتا ہوں۔ اقلیت کے مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "اگر برطانیہ ہمارا حق خود اختیاری دے دے تو یہ تمام اختلافات مٹ جائیں" ہمارا اختلاف کیسے مٹ جائے گا یہ انھوں نے کچھ نہیں بتایا۔ وہ پھر فرماتے ہیں۔ "لیکن جب تک برطانیہ موجود ہے اور اختیار رکھتی ہے یہ اختلافات قائم رہیں گے۔ کانگریس نے یہ واضح کر دیا کہ آئندہ دستور خود کانگریس ہی نہیں بنائے گی۔ بل کہ تمام پارٹیوں اور مذہبی گروہوں کے نمائندے بنائیں گے۔ کانگریس اس سے بھی اور آگے بڑھی اور اگر چہ کانگریس انتخاب جداگانہ کو ایک برائی تصور کرتی ہے۔ اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ اقلیتیں اپنے نمائندے بطریق انتخاب جداگانہ منتخب کریں۔ یہ جو فیصلہ کرنے والے ہوں گے بلا تخصیص و استثناء ہر مذہب و ملت و سیاسی پارٹی کے نمائندے ہوں گے۔"

پس بابو راجندر پرشاد کے قول کے مطابق "جیسے ہی ہم اس اسمبلی میں داخل ہوں گے یکبارگی ہماری سیاسی، مذہبی اور ہر طرح کی تفریقیں مٹ جائیں گی۔ ہم وہاں بیٹھ کر صرف ہندوستان کے مستقبل کا فیصلہ کر رہے ہوں اور باتوں کا نہیں اقلیتوں کو اس سے بہتر اور کیا ضمانت مل سکتی ہے۔" یہ وہ اعلان ہے جو ۱۸ مارچ ۱۹۴۰ء کو بابو راجندر پرشاد نے فرمایا۔

اب وہ سنیے جو ۲۰ مارچ کو مسٹر گاندھی فرماتے ہیں۔ "میرے لیے ہندو، مسلمان، پارسی، ہریجن سب یکساں ہیں۔ میں اوچھا نہیں ہوسکتا" مگر میرا خیال ہے کہ وہ اوچھے ہیں۔ "جب میں قائداعظم محمد علی جناح کے متعلق گفت گو کرتا ہوں تو میں اس وقت اوچھا بن نہیں سکتا۔ وہ میرے بھائی ہیں۔" صرف ایک ہی فرق ہے کہ بھائی گاندھی کے پاس تین ووٹ ہیں اور میرے پاس صرف ایک (قہقہہ) مسٹر گاندھی آگے فرماتے ہیں "مجھے واقعی مسرت ہو اگر وہ مجھے اپنی جیب میں رکھ سکیں۔" میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کی اس نئی فرمائش کے متعلق کیا کہیے۔ پھر فرماتے ہیں۔ "ایک زمانہ تھا جب کوئی ایسا مسلمان نہ تھا جس کا مجھے اعتماد حاصل نہ ہو۔ یہ میری بدنصیبی ہے کہ اب یہ بات نہیں ہے۔

خواتین وحضرات! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ انھوں نے یہ اعتماد کیوں کھودیا؟

پھر مسٹر گاندھی لکھتے ہیں ''اردو اخبارات میں جو کچھ شائع ہوتا ہے' وہ میں سب نہیں پڑھتا لیکن شائدان میں مجھ پر بہت گالیاں پڑتی ہیں۔ مجھے اس پر افسوس نہیں ہے۔ مجھے اب یقین ہے کہ بغیر مسلم ہندو اتحاد کے سوراجیہ نہیں مل سکتا۔''

مسٹر گاندھی گزشتہ بیس برس سے یہی کہہ رہے ہیں اور آگے چل کر مسٹر گاندھی فرماتے ہیں ''آپ شاید مجھ سے پوچھیں گے کہ پھر اس حالت میں جنگ کی گفت گو کیوں کرتا ہوں۔ میں یہ گفت گو اس لیے کرتا ہوں کہ یہ جنگ دستور ساز اسمبلی کے لیے ہوگی۔ مسٹر گاندھی انگریزوں سے لڑ رہے ہیں۔ مگر میں مسٹر گاندھی اور کانگریس کو بتاؤں کہ وہ اس دستور ساز اسمبلی کے لیے لڑ رہے ہیں جس کے متعلق مسلمان کہتے ہیں کہ ہم کو قبول نہیں کہ وہاں ہم تین کے مقابلے میں صرف ایک ہوں گے اور جس کے متعلق مسلمان کہتے ہیں کہ اس میں سر گننے کے طریقہ پر ہم اس قابل نہ ہوسکیں گے کہ ایسا سمجھوتہ کریں اور جو دل سے ہو اور جس سے ہمیں دوستانہ طریقہ پر مل کر کام کرنے کا موقعہ ملے۔ لہٰذا دوسرے اعتراضات سے قطع نظر دستور ساز اسمبلی کا خیال اس وجہ سے بھی قابل اعتراض ہے لیکن پھر بھی مسٹر گاندھی دستور ساز اسمبلی ہی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ مسلمانوں سے ہرگز نہیں۔

مسٹر گاندھی فرماتے ہیں۔ ''میں یہ اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ یہ لڑائی دستور ساز اسمبلی کے لیے ہوگی۔ وہ مسلمان جو دستور ساز اسمبلی میں آئیں گے۔'' ذرا الفاظ پر توجہ کیجئے۔ ''وہ مسلمان جو کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی میں مسلم ووٹوں سے آئیں گے۔'' مسٹر گاندھی ہمیں دستور ساز اسمبلی میں آنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ''اگر یہ اعلان کر دیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی چیز مشترک نہیں ہے۔ اس وقت میں تمام امیدوں سے ہاتھ اٹھالوں گا لیکن میں ان سے اس وقت بھی اتفاق کروں گا کیوں کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور میں نے بھی اس کتاب کا کچھ مطالعہ کیا ہے۔'' (قہقہہ)

پس مسٹر گاندھی مسلمانوں کی رائے معلوم کرنے کے لیے دستور ساز اسمبلی چاہتے ہیں اور جب اس وقت مسلمان اتفاق رائے نہ کریں گے تب مسٹر گاندھی تمام امیدیں توڑ دیں گے لیکن اس وقت بھی وہ ہم سے اتفاق کرلیں گے۔ (قہقہہ)

خواتین وحضرات! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مسٹر گاندھی کے دل میں مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنے کی خواہش ہے بھی تو کیا اس کے اظہار کا یہ طریقہ ہے؟ (آوازیں ''نہیں، نہیں'')

مسٹر گاندھی کیوں نہیں ایمانداری کے ساتھ تسلیم کر لیتے ہیں کہ کانگریس ایک ہندو تنظیم ہے اور وہ (مسٹر گاندھی) سوائے ہندوؤں کی ٹھوس جماعت کے اور کسی کی نیابت نہیں کرتے۔ مسٹر گاندھی اس پر نازاں کیوں نہیں ہیں اور کیوں نہیں کہتے کہ "میں ہندوؤں اور کانگریس کو ہندو قوم کی ٹھوس تائید حاصل ہے۔؟" میں تو یہ کہنے میں ذرا بھی نہیں شرماتا میں مسلمان ہوں (پر جوش نعرے اور تالیاں)۔ میں صحیح کہتا ہوں اور مجھے امید ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو وہ بھی جو بالکل اندھا ہے۔ اس کا قائل ہو گیا ہے کہ مسلم لیگ کو تمام مسلمانان ہند کی ٹھوس تائید حاصل ہے (نعرے اور تالیاں)۔ پھر یہ فریب کاریاں کیوں؟ یہ سازشیں کیوں؟ یہ برطانویوں کو مجبور کر کے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں؟ یہ عدم تعاون کیوں؟ یہ سول نافرمانی کی دھمکیاں کیوں؟ اور یہ دستور ساز اسمبلی کے لیے اس غرض سے جنگ کیوں؟ کہ مسلمانوں کی رائے عامہ معلوم کی جائے کہ آیا وہ رضامند ہوتے ہیں یا نہیں؟ مسٹر گاندھی اپنی قوم کے نمائندے کی حیثیت سے اس پر نازاں کیوں نہ ہوں اور میں اس پر نازاں ہوں کہ مسلمانوں کا نمائندہ ہوں (نعرے اور تالیاں)۔ کانگریس کے متعلق مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ یہ ہے۔

جہاں تک حکومت برطانیہ کا تعلق ہے' آپ کو معلوم ہے کہ اس سے ہماری گفت وشنید ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ ہم نے بعض معاملات کے متعلق اس سے یہ چاہا تھا کہ وہ ہمیں اطمینان دلا دے۔ کم سے کم ایک معاملہ کے متعلق ہم نے کچھ ترقی کی ہے اور وہ یہ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کو نظر انداز کر کے ہندوستان کے آئندہ آئین حکومت کے مسئلہ از سر نو جانچ کی جائے۔ اس کے متعلق ملک معظم کی گورنمنٹ کی سند کے ساتھ وائسرائے کا جواب یہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے الفاظ میں نہیں بل کہ میں انہی کے الفاظ میں اس کو نقل کر دوں۔ ان کا وہ جواب جو ہمیں ۲۳ دسمبر کو موصول ہوا' یہ ہے۔ آپ کے سوال پر میرا جواب یہ ہے کہ میں نے ملک معظم کی منظوری سے ۱۹/ اکتوبر کو جو اعلان کیا تھا اس سے "ذرا" الفاظ کو ملحوظ رکھیے" قانون ۱۹۳۵ء کے کسی جز و یا اس کی پالیسی اور خاکہ کی جس پر وہ مبنی نہیں' جانچ کرنا خارج نہیں ہے۔" (تالیاں)

دوسرے معاملات کے متعلق ہم ابھی گفت وشنید کر رہے ہیں۔ اہم معاملات یہ ہیں۔

ہندوستان کے آئندہ دستور کے متعلق ہماری منظور اور رضامندی کے بغیر ملک معظم کی گورنمنٹ کوئی اعلان نہ کرے (تالیاں) اور ہماری پیٹھ پیچھے کسی مسئلہ کے متعلق کسی فریق سے سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ (تالیاں)۔ جب تک اس کے متعلق ہم اپنی رضامندی اور منظور نہ دے دیں۔

اس کے بعد فلسطین کا معاملہ تھا۔ہم سے کہا گیا کہ عربوں کے قومی مطالبات پورے کرنے کے لیے کوششیں اور مخلصانہ کوششیں جاری ہیں۔ بہت خوب' مگر ہم مخلصانہ کوششوں سے' پر جوش کوششوں سے اور بہترین کوششوں سے مطمئن نہیں ہو سکتے (قہقہے) ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت برطانیہ حقیقت میں اور واقعی فلسطینی عربوں کے مطالبات پورے کرے (تالیاں) پھر افواج بھیجنے کا مسئلہ تھا۔اس معاملہ میں کچھ غلط فہمی ہے لیکن بہر حال ہمارا جو مقصد ہے وہ ہم نے صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ یہ ہم کبھی نہیں چاہتے کہ ہندوستان کی فوجوں کو خود اپنے ہی ملک کی حفاظت کے لیے پوری طرح استعمال نہ کیا جائے۔اگر اس معاملہ میں کوئی غلط فہمی یا پریشانی ہے تو وہ غلط ہے۔ ہمارے مطالبہ کے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہے کہ اس قسم کی غلط فہمی حق بجانب نہیں ہے۔ہم نے اس معاملہ میں جو کچھ چاہا ہے' وہ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ ہمیں یقین دلائے کہ ہندوستانی فوجیں کسی مسلم ملک یا مسلم حکومت کے خلاف نہیں بھیجی جائیں گے۔(نعرے تالیاں) ہمیں یہ امید کرنا چاہیے کہ وہ اب بھی حکومت برطانیہ ان معاملات کی مزید وضاحت کرا سکیں گے۔

اب حکومت برطانیہ کے متعلق صورت حالات یوں ہے۔ورکنگ کمیٹی کے گزشتہ اجلاس نے وائسرائے سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ اپنے ۲۳ دسمبر کے خطرے پر نظر ثانی فرمائیں اور اس کو ملحوظ خاطر رکھ کر جو ورکنگ کمیٹی کے ریزولوشن مورخہ ۲ فروری کے تحت ان کو واضح کیا گیا ہے' ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ وائسرائے اس معاملہ پر توجہ کے ساتھ غور فرما رہے ہیں۔

خواتین وحضرات! جنگ کے بعد 3 فروری تک ہم اس مقام پر ہیں۔

اب رہی ہماری داخلی حالت' ہم اس کا بھی معائنہ اور جانچ کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ بہت سی سکیمیں ہیں جو ہمیں باخبر لوگوں نے اور ایسے حضرات نے بھیجی ہیں جو ہندوستان اور اس کے مستقبل سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ہم نے بھی ان سکیموں کی تفصیلات کی جانچ کرنے کے لیے جواب تک موصول ہوئی ہیں' ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے' لیکن بات بالکل صاف ہے۔ غلطی سے یہ بات مسلمہ سمجھی گئی ہے کہ مسلمان اقلیت میں ہیں اور ہم اس کو سننے کے اتنے عرصے سے عادی ہو گئے ہیں کہ ان قائم شدہ توہمات کو دور کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ مسلمان ایک قوم ہیں اور اس تعریف کے مطابق جس کی بنا پر برطانوی حکومت بالخصوص کانگریس یہ کہتی ہے کہ ''اچھا! آپ بہر حال اقلیت ہیں۔ آپ اب چاہتے کیا ہیں۔'' اور جیسا کہ بابو راجندر پرشاد کہتے ہیں ''اس

کے علاوہ اقلیتیں اور چاہتی کیا ہیں''، لیکن مسلمان یقیناً اقلیت نہیں ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے برطانوی نقشہ کے مطابق بھی ہم ہندوستان کے ایسے بڑے حصہ پر قابض ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان۔ اب سوال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ کا بہترین حل کیا ہے؟ یہ ہم سوچ رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا مختلف تجاویز پر غور کرنے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے لیکن دستور کی آخری سکیم کچھ ہی ہو میں آپ کے سامنے اپنے خیالات پیش کر دوں گا اور اس کی تصدیق میں آپ کو لالہ لاجپت رائے کا ایک خط پڑھ کر سناؤں گا جو انھوں نے مسٹر سی۔ آر۔ داس کو لکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اب سے بارہ پندرہ سال قبل لکھا گیا تھا اور اب اس کو کسی شخص مسمّی اندر پرکاش نے شائع کیا ہے۔ اس طرح یہ خط پھر روشنی میں آیا ہے۔ جو نہایت ہوشیار ماہر سیاست اور پکے مہا سبھائی لالہ لاجپت رائے نے لکھا ہے لیکن اس سے قبل کہ میں آپ کو یہ خط پڑھ کر سناؤں اس سے یہ واضح ہے کہ اگر اور تم ہندو ہو تو ہندو ہونے سے بچ نہیں سکتے (قہقہے) لفظ قوم بازیگران سیاست کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن گیا ہے۔ اب سنئے وہ فرماتے ہیں:

ایک مسئلہ اور ہے جو مجھے عرصہ سے بہت پریشان کر رہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس پر اچھی طرح غور کریں۔ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئلہ ہے۔ گزشتہ چھ ماہ کے اندر میں نے اپنا بیشتر وقت مسلمانوں کی تاریخ اور مسلم قانون کے مطالعہ میں صرف کیا ہے اور اب میں یہ سوچنے کی طرف مائل ہوں کہ یہ ناممکن ہے اور ناقابل عمل بھی۔ تحریکِ عدم تعاون میں مسلمان لیڈروں کے اخلاص کو مان کر اور تسلیم کر کے بھی میرا خیال ہے کہ کسی اس قسم کی چیز (اتحاد) میں ان کا مذہب مانع ہے۔

آپ کو وہ گفت گو بھی یاد ہو گی جو مجھ سے اور حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر کچلو سے ہوئی تھی جس کا میں نے آپ سے کلکتہ میں ذکر کیا تھا۔ حکیم اجمل خان سے بہتر اور ستھرا مسلمان ہندوستان میں کوئی دوسرا موجود نہیں ہے لیکن کیا کوئی مسلمان لیڈر قرآن کے خلاف عمل سکتا ہے؟ میں صرف یہ امید ہی کر سکتا ہوں کہ اسلامی قانون کا میرا جو مطالعہ ہے وہ غلط ہو۔''

میرا خیال ہے کہ ان کا مطالعہ بالکل صحیح تھا (قہقہے)

خط کا مضمون: ''مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز باعث راحت نہیں ہو گی کہ وہ ایسا ہے۔ لیکن

اگر میرا مطالعہ صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اگرچہ ہم برطانویوں کے خلاف متحد ہو سکتے ہیں لیکن برطانوی طرز کے مطابق ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے ہم متحد نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان میں جمہوری طرز پر حکومت کرنے کے لیے ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

خواتین وحضرات! جب لالہ لاجپت رائے نے یہ کہا کہ ہندوستان میں جمہوری طرز کی حکومت نہیں کر سکتے تو وہ ٹھیک تھا۔ جب 18 ماہ ہوئے میں نے یہی بات کہنے کی جسارت کی تو میرے اوپر نکتہ چینیوں اور حملوں کی بوچھاڑ ہونے لگی مگر لالہ لاجپت رائے نے پندرہ برس قبل کہا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یعنی ہم ہندوستان میں جمہوری طرز پر حکومت نہیں کر سکتے۔ اب اس کا علاج کیا ہے؟ کانگریس کے نزدیک اس کا علاج یہ ہے کہ ہم کو اقلیت میں اور اکثریت کی حکومت کا ماتحت رکھے۔ لالہ لاجپت رائے اس سے آگے فرماتے ہیں۔ "پھر اس کا علاج کیا ہے۔"

خط کا مضمون: "میں سات کروڑ مسلمانوں سے نہیں ڈرتا لیکن ہندوستان کے مسلمان اور ان کے ساتھ افغانستان، وسطی ایشیا، عرب، عراق، ترکی کے مسلح دل بادل ناقابلِ مدافعت ہیں (قہقہے) میں اخلاص سے ہندو مسلم اتحاد پر عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں مسلمان لیڈروں پر بھی پورا اعتماد کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن قرآن اور حدیث کے فرمان کا کیا علاج ہے؟ لیڈر ان سے سرتابی نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیا ہماری قسمت پر مہر لگ گئی۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا ذی علم اور ذی شعور دماغ اس دشواری کا کوئی حل نکالے گا۔

خواتین وحضرات! یہ تو محض ایک خط تھا جو ایک بڑے ہندو لیڈر نے دوسرے بڑے ہندو لیڈر کو اب سے پندرہ برس قبل لکھا تھا۔ اب ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھ کر جو مجھے محسوس ہو رہا ہے، اس کے مطابق اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کئی قرن سے برطانوی گورنمنٹ اور پارلیمنٹ اور ان سے بھی زیادہ برطانوی قوم ہندوستان کے مستقبل کے متعلق ان معین خیالات کے ساتھ پرورش پا رہی ہے جو ان سرگرمیوں پر مبنی ہیں جو خود ان کے ملک میں جاری رہی ہیں اور جن سے یہ برطانوی دستور بنا ہے جو اس وقت ایوان ہائے پارلیمنٹ اور وزارت کے طرز کے ذریعہ عمل کر رہا ہے۔ ان پارٹیوں کا تخیل جو سیاسی خاکوں کے مطابق عمل کرتا ہے ان کے لیے ایک آئیڈیل (مثال) بن گیا ہے جس کو وہ ہر ملک کے لیے بہترین طرز حکومت تصور کرتے ہیں اور ایک طرف طاقتور پراپیگنڈے نے جو طبعاً برطانویوں پر اثر کرتا ہے، ان کو ایک سخت غلطی میں مبتلا کر دیا جس سے یہ

دستور حکومت پیدا ہوا جس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1953ء کی صورت اختیار کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کے بڑے سے بڑے مدبر جن کا دماغ ان خیالات سے معمور ہے۔ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اپنے بیانات میں کہتے ہیں اور امید ظاہر کرتے ہیں کہ آنے والے زمانہ سے ہندوستان کے متضاد عناصر موافق اور ہموار ہو جائیں گے۔

انگلستان کے ایک بہت بڑے اخبار "لندن ٹائمز" نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء پر دوران تنقید کہا ہے کہ بلاشبہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ محدود معنی میں صرف مذہب ہی کا نہیں بل کہ قانون اور کلچر کا بھی ہے اور اس درجہ تک ہے کہ یہ دونوں دو مختلف تہذیبیں ہیں۔ بہر کیف جیسے جیسے زمانہ گزرے گا یہ توہمات فنا ہوتے جائیں گے اور تمام ہندوستان ایک قوم کی صورت اختیار کر لے گا۔ (گویا لندن ٹائمز کے خیال میں یہ تمام دشواریاں توہمات جو ان بنیادی' مذہبی' اقتصادی' کلچرل' معاشی اور سیاسی اختلافات کو جن کی جڑیں بہت ہی گہری ہیں۔ نرمی کے ساتھ توہمات کہہ کر ٹال دیا گیا۔ لیکن یقیناً یہ کہنا کہ یہ محض توہمات ہیں براعظم ہندوستان کی گزشتہ تاریخ اور اسلامی اور ہندو سوسائٹی کے تصورات کو بری طرح نظر انداز کرنا ہے۔ وہ قومیں جو ایک ہزار برس یکجا رہیں اور جن کے درمیان تعلقات کے اعتبار سے قریب ترین اتصال رہا اب تک ایسی ہی الگ الگ اور دور ہیں جیسی ہمیشہ تھیں۔ وہ محض جمہوری دستور کے ماتحت آ کر اور برطانوی پارلیمنٹری آئین کے ذریعہ غیر طبعی اور مصنوعی ذرائع سے زبردستی یکجا کر کے ایک قوم نہیں بن سکتیں۔ یہ بات ناقابل تصور نہیں ہے کہ یہ مختلف قومیں جو اس براعظم میں آباد ہیں۔ کسی رضامندی اور وفاداری سے ایک گورنمنٹ کے احکام اور فرامین کی تعمیل کریں گی۔ سوائے اس حالت کے کہ ان کہ پشت پر مسلح حکومت ہو۔

ہندوستان کا مسئلہ فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں بل کہ بین الاقوامی ہے اور اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ بھی ہونا چاہیے جب تک یہ بنیادی حقیقت تسلیم نہ کی جائے گی۔ جو دستور بھی بنے گا وہ تباہی پر منتج ہوگا۔ تباہ کن اور مضر ثابت ہوگا۔ صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بل کہ برطانویوں اور ہندوؤں کے لیے بھی۔ اگر برطانوی حکومت واقعی اس براعظم ہندوستان کے باشندوں کے لیے اخلاص اور توجہ کے ساتھ امن اور خوشحالی چاہتی ہے تو ہم سب کے لیے اس کی ایک ہی تدبیر ہے۔ وہ یہ کہ ہندوستان کو خود اختیار قومی حکومتوں میں تقسیم کر کے بڑی قوموں کے لیے قومی وطن معین کر دیے جائیں۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ دونوں قومیں آپس میں دشمنی رکھیں اس کے برخلاف ان کی رقابتیں اور ہر ایک

کی طرف سے یہ طبعی خواہش اور کوشش رفع ہو جائے گی کہ دوسرے پر اجتماعی حیثیت میں اور گورنمنٹ کے اندر سیاسی غلبہ حاصل کرے۔ بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعہ وہ طبعی رضامندی کی طرف مائل ہوں گی اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ پورے پورے امن کے ساتھ رہ سکیں گی۔ مزید یہ کہ اس سے اقلیتوں کے معاملہ میں باہمی انتظام اور دوستانہ رضا و تفہیم کے ذریعہ ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان کے درمیان دوستانہ سمجھوتہ کی طرف رہنمائی ہوگی' اس سے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے حقوق و مفاد کا زیادہ موثر اور بہتر طریقہ پر تحفظ ہو جائے گا۔

یہ جاننا بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندویت کی اصل حقیقت سمجھنے سے عاری کیوں ہیں۔ یہ لفظ مذاہب کے حقیقی معنی میں مذہب نہیں ہیں۔ بل کہ واقعی دو مختلف معاشرتی اور عمرانی نظام ہیں۔ یہ محض ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک قوم بنیں گے۔ ہندوستانی قوم کے متعلق یہ غلط فہمی اب حد سے گزر گئی ہے۔ یہی ہماری بہت سی دشواریوں اور تکلیفوں کا باعث ہے اور اگر ہم جلد ان خیالات پر نظر ثانی کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو ہندوستان کو بربادی کی طرف لے جائے گی۔ ہندو اور مسلمانوں کا دو مختلف مذہبی حلقوں' معاشرتی رسموں اور ادبیات سے تعلق ہے۔ نہ وہ آپس میں بیاہ شادیاں کرتے ہیں' نہ ساتھ کھاتے ہیں' درحقیقت ان کی دو مختلف تہذیبیں ہیں جو دو بڑے اصولوں کے اعتبار سے متضاد خیالات اور افکار پر مبنی ہیں۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ ہندو اور مسلمان دو مختلف تاریخی ذرائع سے افکار' جذبات اور تمنائیں حاصل کرتے ہیں ان کا کارنامے مختلف ہیں۔ ان کے حوادث مختلف ہیں اور ان کے ہیرو (بڑے آدمی جو قوم میں ممدوح کی حیثیت اختیار کریں) مختلف ہیں۔ اکثر ایک کا ہیرو دوسرے کا دشمن ہے اور ایک کی فتح دوسرے کی شکست ہے۔ ایسی قوموں کی ایک حکومت کے جوئے میں جوتنا' ایک کو اقلیت کی حیثیت سے اور دوسری کو اکثریت کی حیثیت سے یقیناً بڑھی ہوئی بے چینی کی طرف لے جائے گا اور ایسی گورنمنٹ کے لیے جو نظام بھی بنایا جائے گا' وہ اس سے تباہ ہو جائے گا۔

تاریخ نے ہمارے سامنے اس کی بہت سی مثالیں پیش کر دی ہے جیسے برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ' چیکوسلاویکیا اور پولینڈ۔ تاریخ نے ہمارے سامنے ایسے بہت سے جغرافیائی علاقے بھی پیش کر دیے ہیں جو ایک ملک ہو سکتے ہیں لیکن میں جتنی قومیں آباد ہیں اتنی ہی ان میں حکومتیں قائم کی گئی ہیں۔ جزیرہ نمائے بلقان میں سات یا آٹھ خود مختار حکومتیں ہیں۔ جزیرہ نمائے آئی بیریا میں پین

اور پرتگال الگ الگ حکومتیں ہیں' اس کے مقابلہ میں وسیع ہندوستان کی وحدت ملکی اور وحدت قومی کا حیلہ پیش کر کے مرکزی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے حالاں کہ صاف ظاہر ہے کہ بارہ سو برس کی تاریخ ہندوستان میں یہ اتحاد پیدا نہ کر سکی اور اس نے دیکھا کہ اس طویل زمانہ میں ہندو' ہندوستان اور مسلم ہندوستان الگ الگ رہے۔ ہندوستان کی موجودہ مصنوعی وحدت صرف برطانوی دور کی پیداوار ہے اور وہ بھی صرف برطانوی سنگینوں کے زور سے قائم رہی لیکن برطانوی حکومت کا اعلان جو ملک معظم کی حکومت کے حالیہ بیانات کی رو سے قطعی ہے' بالکل علیحدگی اور ایسی بری قسم کی تباہی کا پیش خیمہ ہوگا جو ایک ہزار برس میں مسلم حکومت کے ماتحت کبھی نہیں ہوئی۔ یقیناً یہ ورثہ ایسا نہیں جسے برطانیہ ڈیڑھ سو برس کی حکومت کے بعد ہندوستان کے لیے چھوڑے اور نہ ہندو مسلمان اتنے بڑے فتنہ کا خطرہ مول لینا گوارا کریں گے۔

مسلم ہندوستان ہرگز ایسا دستور منظور نہیں کرے گا جو ہندو اکثریت کی حکومت پر منتج ہو۔ اسے جمہوری طرز حکومت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو یکجا کرنے کے معنی جو اقلیتوں پر زبردستی مسلط کیا گیا ہو' سوائے ہندو راج کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ یہ جمہوریت جس کے عشق میں کانگریس ہائی کمانڈ مبتلا ہے' ان سب چیزوں کی قطعی بربادی کے مترادف ہے جو اسلام میں سب سے زیادہ بیش بہا ہیں۔ ہمیں گزشتہ ڈھائی سال کے اندر صوبجاتی خود اختیاری کا اچھی طرح تجربہ ہو چکا ہے اور ایسی حکومت کا دوبارہ قیام یقیناً خانہ جنگی اور اس قسم کی نجی فوجوں کی بھرتی پر منتج ہوگا جو مسٹر گاندھی نے سندھ کے ہندوؤں کے لیے تجویز کی ہیں یعنی انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ ان کو چاہیے کہ بلا تشدد یا بہ تشدد اپنی حفاظت کریں۔ ضرب کے جواب میں ضرب لگائیں اور ان سے یہ نہ ہو سکے تو ترکِ وطن کریں۔

جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ کوئی دیکھے اس وقت برطانوی نقشے کے مطابق بھی گیارہ صوبوں میں سے چار صوبوں میں سے جہاں کم بیش مسلمانوں کی اکثریت ہے' اس کے باوجود بھی ان کی حکومتیں قائم ہیں اور چل رہی ہیں۔ گویا کانگریس نے عدم تعاون کا فیصلہ کر لیا ہے اور سول نافرمانی کی تیاری کر رہی ہے۔ مسلمان ایک قوم ہیں اور قوم کی ہر تعریف کے مطابق ان کا وطن ہو چاہیے۔ ان کا علاقہ ہونا چاہیے اور ان کی حکومت ہونی چاہیے۔ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ بحیثیت آزاد اور خودمختار قوم کے امن و آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم روحانی' کلچرل' اقتصادی' سیاسی غرض ہر شعبہ حیات میں اسی طرح ترقی کرے' جیسے ہم بہتر

سمجھیں اور اپنے تصورات اور اپنے مزاج کے مطابق دیانت اور اپنی قوم کے کروڑوں نفوس کا مفاد ہم پر یہ پاک فرض عائد کر رہا ہے کہ ہم کوئی ایسا باعزت اور پر امن حل نکالیں جو سب کے لیے منصفانہ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سن لیا جائے کہ دھمکیوں کے ذریعہ ہم اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہمیں تمام مشکلات اور نتائج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہئے اور اس کے مقصد اور مطمع نظر کو حاصل کرنے کے لیے اسے ہم نے اپنے سامنے رکھ لیا ہے۔ ہمیں ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

خواتین و حضرات! یہ کام ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں نے حد سے زیادہ وقت لے لیا۔ بہت سی باتیں ہیں جو میں آپ کو بتانا پسند کرتا ہوں مگر میں نے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کر دیا ہے جس میں وہ سب کچھ درج ہے جو میں نے کہا ہے اور کہتا رہتا ہوں۔ وہ آپ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر سے لے سکتے ہیں۔ اس کو اپنے مقاصد کا صاف صاف اندازہ ہو جائے گا۔ اس میں مسلم لیگ کے بہت سے اہم ریزلیوشن اور بیانات درج ہیں۔ بہر حال میں نے وہ سب کام آپ کو بتا دیا جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ کو اندازہ ہے کہ وہ کس قدر عظیم ہے۔

آپ اس کا اندازہ کریں کہ آپ آزادی اور خود مختاری محض دلائل سے حاصل نہیں کر سکتے۔ میں تعلیم یافتہ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں پر ملک میں آزادی کی ہر تحریک کا مقدمۃ الجیش رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کے دل کو نہ لگے اور آپ آستین چڑھا کر قربانی اور بے نفسی کے ساتھ' اخلاص کے ساتھ اور جوش کے ساتھ اپنی قوم کے لیے کام کرنے کو تیار نہ ہو جائیں آپ کبھی اپنا مقصد حاصل نہ کر سکیں گے۔

دوستو! اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ قطعی عزم کریں اور تدبیریں نکالیں' اپنی قوم کو منظم کریں' اپنی تنظیم کو مضبوط کریں اور تمام ہندوستان میں مسلمانوں کو مستحکم بنائیں۔ میرا خیال ہے کہ عوام اچھی طرح بیدار ہیں۔ وہ صرف آپ سے رہنمائی اور ہدایت چاہتے ہیں۔ اسلام کے خدمتگاروں کی طرح آگے آؤ اور اپنی قوم کو اقتصادی حیثیت سے' معاشرتی حیثیت سے' تعلیمی اور سیاسی حیثیت سے منظم کرو۔ پھر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی طاقت ہوں گے جس کو سب تسلیم کریں گے۔ (نعرے، تالیاں)

☆-☆-☆

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے پاکستان کی اکہتّر سالہ فتوحات

قوموں کی زندگی میں ۷۱ سال بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔الحمدللہ! ۱۴راگست ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۶۔۲۷رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ دنیا کے خطے پر ایسی مملکت رونما ہوئی جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔۱۴راگست ۲۰۱۸ء میں اس مملکتِ خداداد کی عمر ۷۱ سال ہو چکی ہے۔دنیا میں دو عظیم ریاستوں کا قیام نظریۂ اسلام پر ہوا۔ریاستِ مدینہ کے بعد پاکستان کا قیام ایک نظریاتی تسلسل کی تکمیل ثابت ہوا۔عمرِ رواں کے ۷۱ سال گزرنے کے بعد ہم سب کا پاکستان ایک اہم ترین مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔اس منزل تک پہنچتے ہوئے ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔پاکستان سے پیار کرنے والوں کی کمی نہیں ہے اور ویسے بھی اصولِ فطرت ہے کہ انسان ماں کی گود اور جنم بھومی سے دلی پیار کرتا ہے۔ماں کی گود اس کی پہلی تربیت گاہ اور وطن کی آغوش اس کے لیے پروان چڑھنے کا زینہ ہے۔اگر نامساعد حالات میں وطن چھوڑنا پڑے تو انسان دل خراش جذبے محسوس کرتا ہے۔وطن کے کانٹے بھی پلکوں پر سجانے سے دریغ نہیں کیا جاتا، پردیسی پھول تو سوتیلی ماں کی طرح بے وفا ہوتے ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ وطن سے پیار کرنے والے کہیں بھی چلے جائیں؛ انھیں وطن کی یاد ستاتی ہے۔

تاجدارِ عالم، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو مکہ سے روانگی کے وقت آپ ﷺ بہت اداس تھے لیکن دین الٰہی کی تبلیغ کے لیے آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔اسلام دین حق ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسلام کی فطرت میں لچک دی ہے، یہ اتنا ہی زیادہ ابھرتا ہے جتنا اسے دبایا جائے۔مسلمانانِ برعظیم پاک و ہند اپنی کوتاہی، لاپرواہی، اسلام سے روگردانی، فرائض سے غفلت کی سزا کے طور پر اپنے ہی وطن میں مقید ہو گئے۔

مغلیہ سلطنت کے ارباب نے طاؤس ورباب کی محافل سجائیں، راہ حق سے ہٹے تو اپنے ہی گھر میں حاکم سے محکوم ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد تو مسلم اقتدار کا چراغ ہی گُل ہو گیا۔ اس سانحہ پُر ملال کے بعد مسلمانوں کو اپنی غلطیوں کا احساس دامن گیر ہوا۔ انھوں نے انگریزوں کو برِعظیم پاک و ہند سے باہر نکال پھینکنے کا عزم کیا۔ مسلمان جاگتی آنکھوں میں بھی آزادی کے سپنے دیکھنے لگے۔ فطرت قوموں کی اجتماعی کاوشوں کو رائیگاں جانے نہیں دیتی۔ بہ کرمِ رب العالمین مسلمانوں کے خواب حقیقت میں بدل گئے۔ اسلام کے نام پر شروع ہونے والی تحریک منزلِ مراد تک پہنچی۔ چشم فلک نے دیکھا کہ اسلامی انقلاب دبانے والے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام قوت اسلام کا مظہر ثابت ہوا۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا خواب، قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں شرمندۂ تعبیر ہوا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو لیلتہ القدر کی نعمتوں میں مسلمانوں کو پاکستان ایک نعمت خداوندی کی صورت میں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو لاتعداد نعمتوں سے سرفراز کیا۔ مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں جتنی قربانیاں دیں، اللہ پاک نے اس سے کہیں زیادہ انعام و اکرام سے نوازا۔ اللہ کریم محنت کرنے والوں کا دوست ہے۔ اللہ رحیم کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ انگریز، ہندو اور سکھ پاکستان کے مطالبے کو خواب کہتے تھے لیکن یہ خواب حقیقت ثابت ہوا جسے دنیا نے تسلیم کیا۔ اس خواب کی تعبیر کے لیے جو قربانیاں دی گئیں وہ انسانی تاریخ کا اہم باب ہیں۔ اہلِ پاکستان ۷۱ سال سے ربِ کائنات کی عطا کردہ نعمتوں سے سرفراز ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں سبھی کچھ ہے۔ لہلہاتی فصلیں، سرسبز کھیت، دل فریب و دل پذیر نظارے، فلک بوس چوٹیاں، پُرکشش وادیاں، برف پوش پہاڑیاں، گنگناتی ندیاں، گیت گاتی آبشاریں، صحت افزا مقامات، قیمتی معدنیات، جواہرات، سوئی گیس، ٹھاٹھیں مارتا سمندر، رواں دواں دریا، مسکراتی فضائیں، آزاد ہوائیں، مست خرم بہاریں، نکھرتی چاندنی، مجاہدین کا بانکپن، گلوں کا حسین پیرہن، حقیقتوں کی نغمگی، درختوں کی شگفتگی، جذبہ زندگی، تابندگی، حقِ بندگی، پُرلطف شبِ تاریک، صبح روشن میرے وطن کی مانگ کا سندور ہیں۔

پاکستان غیرت ملی کا پاسباں ہے، یہ وطن جنت نشاں ہے، یہ اپنی ذات میں گلستاں ہے، یہ نور کا پیامبر، اک مسکراتی کہکشاں ہے، یہ رحمت یزداں کا دلکش ارمغاں ہے، یہ کوشش پیہم کا اک

بر نہاں ہے‘ یہ عدو کے سر پر لہراتی تیغِ برّاں ہے۔ پاکستان جذب وعمل کی داستاں ہے‘ یہ مرے ماضی کا ترجماں ہے‘ یہ جانبِ منزل مثل کارواں ہے‘ پاکستان ہر پاکستانی کا امتحاں ہے‘ یہ ایک سائباں ہے‘ یہ ہمارا اپنا مکاں ہے۔ آزادی کے وقت ہمارے دفاتر میں کامن پن تک دستیاب نہیں تھی۔ لائل پور میں صرف دو کارخانے مسلمانوں کی ملکیت تھے۔ دو ریڈیو اسٹیشن، چند ریلوے اسٹیشن، ٹوٹی پھوٹی سڑکیں، ناقص نظام مواصلات۔ شرح خواندگی بہت کم، الغرض شاہراہِ ترقی اندھیروں میں گم تھی۔

آزادی کے بعد پاکستان نے مجموعی طور پر اپنا تشخص بڑی تیزی کے ساتھ پوری دنیا میں قائم کیا۔ بلا مبالغہ عالم اسلام پاکستان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ مغربی دنیا ہماری صلاحیتوں کا اعتراف کر رہی ہے۔ ہماری جیو اور جینے دو کی حکمتِ عملی کامیابی سے رواں دواں ہے۔ خارجہ پالیسی کے بل بوتے پر لاتعداد پاکستانی دنیا کے مختلف خطوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مشرق وسطیٰ‘ وسط ایشیا اور دنیا کے دیگر خطوں میں پاکستان نے ایک پُرامن ملک کی حیثیت سے اپنا سکہ منوایا۔

عرب‘ الجزائر‘ کشمیر‘ کویت‘ شام‘ اردن‘ افغانستان‘ ایران‘ چیچنیا اور دیگر ممالک میں نظریۂ اسلام پاکستان کے اصولوں کے مطابق دنیا کے جس خطے میں ضرورت پیش آئی‘ وہاں پاکستانیوں نے سروں سے کفن باندھ کر جذبہ اخوت کا اظہار کیا۔

پاکستان نے حالات کی رنگینی اور سنگینی میں بہ حیثیت مجموعی قومی یک جہتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اپنے سے دس گنا بڑے ملک سے نبرد آزما ہو کر مجاہدوں نے میدان بدر کی یاد تازہ کر دی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی جرات وشجاعت کا مظاہرہ کرنے میں کوئی کمی نہیں تھی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ایک سیاسی چال اور بھارتی جارحیت کی وجہ سے ہوئی۔ اپنوں اور بیگانوں نے مل کر پاکستان کا ایک بازو کاٹ دیا۔ بصورت دیگر فوج یا عوام کے جذبہ بہادری میں کوئی کمی نہیں تھی۔

قیامِ پاکستان سے پہلے غیر ملکی تسلط میں مسلمان اقتصادی طور پر کچلے ہوئے تھے۔ یہ پاکستان کا کمال ہے جس نے ہمیں اپنی معیشت دی‘ کارخانے اور فیکٹریاں عطا کیں۔ آج ہم بھارت کے مقابلہ میں زیادہ خوشحال اور فعال ہیں۔ پاکستان کے طفیل ہی لمبی لمبی اور قیمتی کاریں‘ بنک ڈیپازٹ‘ آسماں سے باتیں کرتی کوٹھیاں‘ بڑے بڑے عہدے‘ اونچے اونچے مرتبے‘ شاہی انداز زندگی اور آزاد فضا میسر آئی۔ ہندو کی سرشت ہے کہ جہاں وہ اقلیت میں رہے نہایت بااخلاق‘ سگھڑ‘ حلیم الطبع رہے لیکن جہاں اکثریت میں رہے وہاں انھوں نے وہ ظلم ڈھائے کہ ہلاکو خان اور چنگیز خان بھی

مات کھا گئے۔ پاکستان نے ہمیں تعلیم دی' نوکریاں دیں۔ آج مجموعی طور پر ہر پاکستانی دولت کی فراوانی میں پاکستان سے آگے نکل چکا ہے۔ اخبارات میں شائع ہونے والے پاکستان اور بھارت تقابلی جائزوں سے پتا چلتا ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں بھارت سے زیادہ خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری معیشت بھارت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ قیامِ پاکستان سے آج تک پاکستان میں ثقافت' سیاست' تجارت' کھیل' تعمیرات' صحافت' سیاحت' سفارت' مواصلات' بلدیات' معدنیات' نوادرات' ابلاغیات' اقبالیات' ادبیات' لسانیات' ماحولیات اور دیگر شعبہ جات میں بے مثل ترقی ہوئی ہے۔

موٹروے کی تعمیر سے تجارتی انقلاب آرہا ہے۔ میٹرو بس، اورنج ٹرین اور سی پیک (چائنہ پاکستان اکنامک کوری ڈور) ایسے قومی منصوبوں نے خوش حال پاکستان کا راستہ ہموار کیا ہے۔ راقم الحروف (ہارون الرشید تبسّم) کو جولائی ۲۰۱۷ء میں ملک کے کئی بڑے شہروں میں تقریبات کے سلسلہ میں جانا پڑا تو خوب صورت اور تعمیرات کے فن سے مزین سڑکات دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پاکستان کے طفیل ہم نے فاصلے سمیٹ لیے ہیں۔ سرگودھا سے لاہور کا سفر پانچ گھنٹے کا ہوا کرتا تھا، آج دو گھنٹوں سے بھی کم وقت میں سمٹ آیا ہے۔ موٹروے کی وجہ سے پشاور سے کراچی تک کا سفر آسان، آرام دہ اور کم وقت میں ہونے لگا ہے۔ کئی بڑی بڑی شاہراہوں پر کام مکمل ہونے سے معیشت مزید خوش حالی کی توقع ہے۔ کالا باغ ڈیم کو اگر سیاسی آنچ نہ دی جائے تو اس کی تعمیر کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔ ملک کے کئی بڑے شہروں میں پل' کارخانہ جات اور تعلیمی اداروں کی تعمیر ہو رہی ہے۔ سمندری تجارت کے علاوہ ڈرائی پورٹ کی وجہ سے بہت سی سہولتیں میسر ہیں۔ ہوائی سروس نے پوری دنیا کو پاکستان سے رابطے کی زنجیر میں جکڑ رکھا ہے۔

کھیلوں کی دنیا میں بھی پاکستان کسی سے کم نہیں ہے۔ ہاکی، کرکٹ، سنوکر، سکواش، کبڈی، باکسنگ اور کئی دیگر کھیلوں میں پاکستان اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۹۲ء بروز بدھ بمطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ، پاکستان نے کرکٹ کا ورلڈ کپ جیت کر ہمارا سر فخر سے بلند کیا۔ ۴ دسمبر ۱۹۹۴ء کو پاکستان نے سڈنی میں منعقدہ ہاکی کا آٹھواں عالمی ہاکی کپ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ یاد رہے! پاکستان نے یہ اعزاز ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۲ء میں بھی حاصل کیا تھا۔ اتوار ۲۱ جون ۲۰۰۹ء کو لندن میں منعقدہ دوسرے ورلڈ ٹوئنٹی ٹوئنٹی کرکٹ ٹورنامنٹ میں پاکستان کی

کرکٹ ٹیم نے سری لنکا کو ۸ وکٹوں سے شکست دے کر ٹورنامنٹ جیت لیا۔ اتوار ۱۸ جون ۲۰۱۷ء بمطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ، کو پاکستان نے اپنے روائتی حریف بھارت کو عبرت ناک شکست دے کر چیمپئنز ٹرافی جیت لی۔ پوری دنیا میں پاکستان کی اِن فتوحات سے ہماری صلاحیتوں کا اعتراف ہونے لگا۔

قیام پاکستان کے وقت چند ہسپتال، گنتی کے سکول، چند بینک، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کی تعداد بھی مایوس کن تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گزشتہ ۷۱ سال میں ہر شعبہ اپنی الگ تاریخ رکھتا ہے۔ ادبی اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستان کسی بھی ملک سے پیچھے نہیں ہے۔ پاکستان کی ترقی کے ۷۱ سال کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں فوج اور دفاعی ترقی، آئینی ارتقاء، سکولز، کالجز، یونی ورسٹیوں، مواصلات، زرمبادلہ، صحت، کھیل، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، آب پاشی، معیشت (بینکاری وغیرہ)، تجارت، سیاحت، ادب، صحافت (اخبارات، رسائل، ٹی وی وغیرہ)، خارجہ اُمور، ملکی ترقی میں خواتین کا کردار، ریلوے، ڈاکخانہ، عالمی امن اور پاکستان کا کردار، سماجی اداروں، مذہبی اداروں اور دیگر ترقیاتی شعبہ جات کا الگ الگ جائزہ لینا ہوگا۔ قیامِ پاکستان کے وقت خواتین کو سرکاری ملازمتوں سے دور رکھا جاتا تھا۔ آج پاکستان میں خواتین اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر بہت آگے آچکی ہیں۔ پاکستان کی ۵۵ فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ تمام شعبہ جات میں خواتین نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا ہے۔ تعمیرِ وطن میں خواتین کے کردار کو کسی طور بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جہاں تک سائنس اور ٹیکنالوجی کا تعلق ہے پاکستان نے اس شعبہ میں حیران کن ترقی کی ہے۔ پاکستان کے سائنس دانوں نے دنیا کے کئی ممالک میں اپنی برتری حاصل کی ہے۔ ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو بھارت کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے پاکستان نے ایٹمی تجربہ کر کے عالمِ اسلام میں پہلی ایٹمی قوت ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا ہے۔ پاک فوج نے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے دنیا بھر کی افواج میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے ہماری اُمیدوں کی تکمیل کی ہے۔ مختلف میزائلوں کے تجربات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے اور اس طرح آج پاکستان عنزہ، غوری، شاہین، سام، ہومنگ، ابدالی، حیدر، ہتف، غزنوی، بابر کروز، لانگ رینج، ڈرون، براق اور کئی دیگر میزائلز کا حامل ہے۔ یونی ورسٹیوں اور میڈیکل کالجوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان کے ۷۱ سال ہماری کامیابی وکامرانی کے گواہ ہیں۔ اگر ہم متحد ہوکر پاکستان کی ترقی کے لیے کام کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

یاد رہے! کہ حالات کا تغیّر و تبدل فطری امر ہے۔ مختلف ممالک میں سیاسی بدامنی ہمارے سامنے ہے۔ ہمارا ملک بھی اس سے محفوظ نہیں۔ دہشت گردی پاکستان کے لیے ایک چیلنج ہے۔ منفی سوچ رکھنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ ذاتی مفاد کی خاطر ملکی مفادات داؤ پر لگانے والوں کی ہمارے ہاں بھی کمی نہیں ہے۔ محبانِ وطن آج بھی وطن کی آن پر قربان ہونے کے لیے تیار ہیں۔ پاکستان پائندہ باد کا نعرہ لگا کر مملکت خداداد کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیے میں جان ہو گی وہ دیا رہ جائے گا

آج نوجوانوں کو مایوسی کے گرداب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اُن میں احساسِ تفاخر اُجاگر کرنا ہمارا فرضِ عین ہے۔ اس احساسِ تفاخر کو اساتذۂ کرام اور ہمارے میڈیا کے ارکان ہی منظرِ عام پر لا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس سبھی کچھ ہے لیکن احساسِ تفاخر کی کمی ہے۔ ۷۰ سال کا سفر نامساعد حالات کے باوجود روشنی کا ایک سفر ہے۔ اس روشن پاکستان کو مزید روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری سوچوں میں مثبت اندازِ فکر ہونا چاہیے۔ آنچل، پرچم اور کفن ایک ہی تار سے بنتا ہے۔ کپڑا ایک ہی ہے لیکن انداز مختلف ہیں۔ سوچ کے انداز بدلنے اور عمل سے مٹی سونا اُگلتی ہے۔ ہمیں دوسروں کی ذات میں اچھائی کشید کرنی چاہیے۔ پولیس ایک ہی قسم کی ہے لیکن عام شہروں اور موٹر وے پولیس میں زمین آسمان کا فرق کیوں ہے؟ ہم غلطیاں خود کرتے ہیں موردِ الزام دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔ ہم مسلمان ہونے کا دعویٰ لیکن اپنے ہی بھائیوں کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ وہ مسلمان نہیں جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہوں۔ اگر ہم عصرِ حاضر میں اپنی معاشرتی رویوں کا جائزہ لیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ہم دوسروں سے نیکی اور خیر خواہی کی توقع کرتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔ ہماری ہر نصیحت صرف دوسروں کے لیے ہے۔ کاش ہم اپنے گریبان میں جھانکتے ہوئے خود احتسابی کے عمل سے گزرنے کی کوشش کریں۔

اہلِ وطن کا فرض ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کو پاکستان کے نام منسوب نہ کریں۔ اپنی کوتاہیوں کا احتساب کرتے ہوئے روشن پاکستان کے لیے کام کریں۔ ہم پاکستان کا موازنہ مغربی ممالک سے کرتے ہیں، اپنی ملت پر قیاس نہیں کرتے۔ ہم میں لاکھوں خرابیاں ہیں، ہم غافل و کاہل ہیں لیکن اس میں قصور پاکستان کا نہیں، ہمارا اپنا ہے۔

قیامِ پاکستان سے آج تک جتنی کامیابیاں و کامرانیاں ہم نے حاصل کیں وہ بفضلہٖ تعالیٰ ہیں۔ جتنی ناکامیاں ہوئیں وہ ہماری کوتاہیوں کا نتیجہ ہیں۔ ہمیں کسی طور پر بھی پاکستان کو بُرا نہیں کہنا چاہیے۔ کوئی طعنہ، کوئی مذاق اور کوئی الزام وطن کے نام نہیں کرنا چاہیے۔ ہم خود احتسابی کر کے ارض وطن کو گلزار بنا سکتے ہیں۔ آئیے! اپنا سب کچھ وطن کے نام کرنے کا عزم کر لیں کہ ہماری انفرادی بقا پاکستان کی بقا سے وابستہ ہے جیسا کہ پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں کہ پاکستان ہمیں اپنی ماں کی طرح عزیز جان ہونا چاہیے۔ ماں بیمار ہو تو اس کے ساتھ ہمارا سلوک نازیبا نہیں ہونا چاہیے۔ ماں جس بھی حالت میں ہو اس کا احترام ہم پر فرض ہے۔ جس کی ادائیگی قرض کی طرح ادا کرنا ضروری ہے۔ آج پاکستان کا سیاسی پیش منظر و پس منظر مخدوش ہے۔ طرح طرح کی بولیاں سن رہے ہیں لیکن ان آوازوں میں پاکستان کی آواز سب سے بلند ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

خاور کی امیدوں کا یہ خاک ہے مرکز
اقبال کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

پاکستان سب کے لیے ہے۔ یہاں سب کچھ ہے۔ ان شاء اللہ، اہل وطن پاکستان پر آنچ آنے نہیں دیں گے۔ یہ قوم بہادر ہے، زلزلے میں تباہ شدہ علاقہ جات کی تعمیر، سیلاب زدگان کی بحالی، خشک سالی میں گھرے ہوئے افراد کی امداد، دہشت گردوں کے ستائے ہوئے لاکھوں افراد کی کفالت، بیماروں کی صحت یابی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ اگر ہم حق مانگتے ہوئے اپنا فرض بھی ادا کریں تو پاکستان جنت نظیر بن سکتا ہے۔ ۲۵ جولائی ۲۰۱۸ء کے الیکشن کے بعد پاکستان میں تبدیلی کا عمل شروع ہوا ہے۔ ۱۸/اگست ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ وزیرِ اعظم پاکستان عمران خان نیازی نے نئے پاکستان کی تعمیر کا اعلان کیا ہے۔ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ ریاست کا مقدم اور مستحکم ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب عمران خان نے پاکستان میں تبدیلی کا جو سفر شروع کیا ہے وہ پُر خار ہے۔ اُنھوں نے قوم کو نئے پاکستان کا جو نقشہ پیش کیا ہے، قوم اُس کی عملی شکل دیکھنے کی منتظر ہے۔ تبدیلی عمل سے ممکن ہے۔ اُمید ہے کہ وزیرِ اعظم پاکستان قوم کے اعتماد پر پورا اُتریں گے۔ اُن کے سامنے لوڈ شیڈنگ، سوئی گیس کی فراہمی، پیٹرول کی فراوانی، کالا باغ اور دیگر ڈیمز کی تعمیر، نظامِ تعلیم کی درستی، صحت کی سہولیات، غریبوں کی فلاح و بہبود اور دہشت گردی ایسے چیلنج ہیں۔ پاکستان میں ہر کام کے بعد ایک لفظ زبانِ زدِ عام ہو چکا ہے "تبدیلی آگئی ہے"۔ حکومت کی طرف سے تبدیلی کا

عمل اُسی صورت میں کامیاب ہوسکتا ہے کہ جب عوام بھرپور تعاون کریں۔ ۱۸/اگست ۲۰۱۸ء سے تادمِ تحریر (۲۷/اگست ۲۰۱۸ء) عوام نے اپنی فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں کون سی تبدیلی پیدا کی ہے۔ عوام۔ کے طرزِ عمل سے ہی حکمران تبدیل ہوسکتے ہیں۔ ہمیں ایک سچے کھرے پاکستانی کی طرح اپنا فرض ادا کرنا ہوگا۔

ہماری عدالتوں اور خصوصاً سپریم کورٹ سے پہلی مرتبہ قوم رجوع کر رہی ہے۔ مسلح افواج نہ صرف سرحدی دفاع میں مصروفِ عمل ہیں بل کہ پاکستان کو پُرامن بنانے کے لیے مستعد انداز میں کام کر رہی ہیں۔ بھارت کے جنگی جنون کو لگام دینے کے لیے پوری قوم کو متحد ہو جانا چاہیے۔ تحریکِ انصاف کی حکومت کو مخالف سیاسی جماعتوں کے ساتھ افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ جناب عمران خان کو فاسٹ باؤلنگ کے بجائے سپنر باؤلر کی طرح اپنی فتح کی طرف گامزن ہونا چاہیے۔ پاکستان کی ترقی کا راز صبر و تحمل اور برداشت میں مضمر ہے۔ اس بات پر پاکستان کا بچہ بچہ متفق ہے کہ ملک میں احتساب کا عمل جاری و ساری رہنا چاہیے۔ جو قومیں اپنا احتساب کرتی ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتیں۔ یہ مت سوچیں کہ لوگ ہمیں کیا کہتے ہیں ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ہم حق مانگتے ہیں لیکن فرض اور قرض ادا نہیں کرتے۔ پاکستان کی دولت چند خاندانوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو رہا ہے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے لیکن ایک دوسرے احساس کی کمی ہے۔ قائداعظمؒ کی روح آج ہم سے سوال کرتی ہے کہ اُس کے پاکستان کے ساتھ ہم نے وہی سلوک کیا ہے جو ایک نافرمان بیٹا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس کی جائیداد سے کرتا ہے۔ آج کے سیاستدانوں کے لیے رول ماڈل لیڈر صرف ''قائداعظم محمد علی جناحؒ'' ہیں۔ اُن کی فہم و فراست کا اُصول کام، کام اور بس کام۔ اتحاد، تنظیم، ایمان پاکستان کی ترقی کا راز ہے۔ اُمت مسلمہ کے سپہ سالارِ اعظم، خاتم النبیین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیاسی بصیرت ہمارے لیے ایک آئینے کی مانند ہے۔ آئیے! اس آئینے میں ہم اپنا چہرہ ملاحظہ کریں کہ ہم کس حد تک ایک دوسرے کے ساتھ مخلص ہیں۔

☆-☆-☆

اسلام،عرب اور برعظیم پاک و ہند

قرآن،احادیث،سنن اور مختلف روایات سے عرب،اسلام اور ہند کا تعلق بڑا واضح ہے۔ چند مثالیں عربی اور ترجمہ کے ساتھ پیش ہیں۔

☆ **عن ثوبان مولی رسول اللّٰه ، ﷺ قال: قال رسول ﷺ : "عصابتان من اُمتی احرزهما اللّٰه من النار : عصابة تغزو الهند، وعصابة تکون مع عیسی ابن مریم علیهما السلام "**(سنن النسائی:۳۱۷۵)

۱) حضرت ثوبانؓ جو نبیٔ پاک ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں سے روایت ہے۔اُنھوں نے فرمایا: فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے ،میری اُمت کی دو جماعتیں ایسی ہیں،جن کو محفوظ رکھیں گے اللہ تعالیٰ آگ سے،ایک جماعت جو جہاد کرے گی ہندوستان میں اور ایک جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام کے ساتھ ہوگی۔

☆ **عن ابنِ عباسؓ: "اَن آدم علیه السلام حج علی رجلیه من الهند اَربعین حجة** (شعب الایمان:۳۷۰۲)

۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: آدم علیہ السّلام نے چالیس مرتبہ ہندوستان سے پیدل حج کیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السّلام نے ایک ہزار مرتبہ ہندوستان سے پیدل چل کر حج ادا کیا۔(فضائل حج: شیخ زکریاؒ)

☆ **عن ابی هریرةؓ قال: وَعَدَنَارَسُولُ اللّٰه ﷺ غَزْوَةَ الهِنْدِ،فان اُدْرِکْهَا انفُدُ فِیها**

نَفْسِی ومالی فَاِنْ اُقتَلْ کُنُتُ مِنْ افضلِ الشُهَداء،واِنْ اَرْجِع فانا ابو هریرة المُحَرر (السنن الکبری للنسائی: ۴۳۶۷)

۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: وعدہ لیا ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان میں جہاد کا۔لہٰذا اگر میں اس جہاد کو پالوں تو اس میں اپنی جان و مال کو کام میں لاؤں گا اور اگر میں قتل کر دیا جاؤں۔تو میں شہداء میں سے افضل ہوں گا اور اگر لوٹ آؤں تو میں آزاد کیا ہوا ابوھریرہؓ ہوں گا۔

☆ **عبدالرزاق عن بن عیینة عن فرات القزاز عن أبی الطفیل عن علی قال خیر وادیین فیی الناس ذی مکة ووادفیی الھند ھبط منه آدم علیه السلام فیه ھذا الطیب الذی تطیبون به وشروادیین فی الناس وادی الأحقاف وواد بحضر موت یقال له برھوت وخیر بئر فی الناس زمزم وشر بئر فی الناس بلھوت وھی بئر فی برھوت تجتمع فیه أرواح الکفار** (مصنّف عبدالرزاق: ۹۱۱۸)

۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لوگوں کی وادیوں میں سے سب سے بہتر مکہ ہے اور ہندوستان کی وہ وادی جس میں آدم علیہ السّلام کو اُتارا گیا، یہ وہ خوشبو ہے، جس کے ذریعے تم خوشبو حاصل کرتے ہو اور لوگوں کی وادیوں میں سے سب سے بری وادی احقاف اور وادی حضرموت ہے۔جس کو برھوت کہا جاتا ہے اور لوگوں کے کنوؤں میں سے سب سے بہتر زم زم ہے اور سب سے بُرا کنواں بلھوت ہے اور وہ کنواں برھوت میں ہے۔جس میں کفار کی روحیں جمع کی جاتی ہیں۔

☆ **وبھذا الاسناد حدثنا یونس ، عن ثابت بن دینار ، عن عطاء ، قال: " اُھبط آدم بالھند، فقال : یارب مالی لا اسمع صوت الملائکة کما کنت اسمعھا فی الجنة ؟فقال له: بخطیئتک یا آدم ، فانطلق فابن له بیتا فتطوف به کما رایتھم یتطوفون ، فانطلق حتی اتی مکة ، فبنی البیت، فکان موضع قدمی آدم قری وأنھارا وعمارة ، وما بین خطاه مفاوز ، فحج آدم علیه السلام البیت من الھند اربعین سنة "** (شعب الایمان: ۳۷۰۱)

۵) بیان کیا ہمیں یونسؒ نے ثابت بن دینارؒ سے اُنھوں نے عطاء سے وہ فرماتے ہیں: اُتارا گیا

آدم علیہ السّلام کو ہندوستان میں، تو انھوں نے فرمایا: اے میرے رب مجھے کیا ہوگیا۔ میں فرشتوں کی آواز نہیں سن پارہا، جیسا کہ میں جنت میں سنتا تھا۔ تو اللہ نے فرمایا: تیری لغزش کی وجہ سے ہے۔ اے آدم، جا کر اللہ کے لیے ایک گھر تعمیر کرو۔ پھر تو طواف کر اس کا جیسا کہ میں نے دیکھا ان کو طواف کرتے ہوئے۔ پس وہ چلے یہاں تک کہ وہ مکہ آئے، پھر تعمیر کیا بیت اللہ کو، پھر آدم علیہ السّلام کے قدم جہاں جہاں لگے وہاں پر بستیاں، باغات آباد ہوئے اور نہریں جاری ہوئیں۔ اُن کے قدموں کے درمیان بیابان اور جنگل اُگے۔ پھر آدم علیہ السّلام نے بیت اللہ کا حج ہندوستان سے چالیس سال کیا۔

☆ **حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ، ثنا الحسن بن على بن عفان العامرى، ثنا ابو يحيىٰ الحمانى ، ثنا النضر ابو عمر الخزاز، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال: " كان بين نوح وهلاك قومه ثلاث مائة سنة ، وكان قد فار التنور فى الهند وطافت سفينة نوح بالكعبة أسبوعا" هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه** (مستدرک للحاکم:۳۳۱۱)

۶) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا نوح علیہ السّلام اور ان کی قوم کی ہلاکت کے درمیان تین سو سال کا عرصہ تھا اور تندور کے اُبلنے کا واقعہ ہندوستان میں پیش آیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی نے کعبہ کے سات چکر لگائے۔

☆ **حدثنا محمد بن الحسن الكارزى، ثنا على بن عبد العزيز، ثنا حجاج بن منهال، ثنا حماد بن سلمة ، عن حميد، عن يوسف بن مهران ، عن ابن عباس رضى الله عنهما، قال: قال على بن ابى طالب: "أطيب ريح فى الارض الهند، أهبط بها آدم عليه الصلاة والسلام فعلق شجرها من ريح الجنة" هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه** (مستدرک للحاکم:۳۹۹۵)

۷) حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے: حضرت علیؓ نے فرمایا: " زمین میں سب سے زیادہ پسندیدہ خوشبو ہندوستان کی ہے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السّلام کو ہندوستان میں اُتارا گیا۔ جس کے درختوں میں جنت کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔

☆ **عن ابن عباسؓ، عن النبى ﷺ ، قال: أجرى الله عزوجل من الجنة الى**

الارض خمسة أنهار: سيحون، وهو نهر أهل الهند، وجيحون، وهو نهر بلخ، ودجلة والفرات، وهما نهرا العراق، والنيل، وهو نهر أهل مصر، أنزلها من عين واحدة من عيون أهل الجنة، من أسفل درجة من درجا تها على جناحي جبريل عليه السلام ، فاستودعها الجبال، واجراها في الارض ، وجعل فيها منافع للناس في أصناف معايشهم (الکامل فی ضعفاء الرجال)

۸) حضرت ابن عباسؓ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: جاری کی اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین کی طرف پانچ نہریں۔ سیحون یہ ہندوستان کی نہر ہے اور جیجون یہ بلخ کی نہر ہے۔ دجلہ اور فرات دونوں عراق کی نہریں ہیں اور نیل مصر والوں کی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن (پانچ نہروں) کو جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ بنایا۔ جو جنت کا سب سے نچلا درجہ ہے، جبرائیل علیہ السّلام کے دو پروں پر ہے۔ پھر ان کے پاس پہاڑوں کو گاڑا اور زمین میں اُن نہروں کو بہایا اور اُن پانیوں میں لوگوں کے کئی قسم کے منافع بخش روزگار وابستہ کردیے۔

☆ **وحدثني أبو العباس قال: ثنا عبداللّٰه ، عن عمرو، عن أسباط، عن السدي قال: " هبط آدم عليه السلام بالهند وأنزل معه الحجر الأسود ، وأنزل معه قبضة من ورق الجنة فنثرها بالهند فنبت شجر الطيب ، فأصل مايؤتى به من الطيب من الهند من الورق، وانما قبض آدم عليه الصلاة والسلام القبضة أسفا على الجنة حيث أخرج منها "** (اخبار مکۃ للفاکھانی: ۱۸)

۹) حضرت سدیؒ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السّلام کو ہندوستان میں اُتارا گیا۔ ان کے ساتھ حجر اسود کو بھی اتارا گیا اور اُن کے ساتھ مٹھی بھر جنت کے پتے جنھیں ہندوستان میں پھیلا دیا گیا۔ جس سے خوشبو کے درختوں کی پیداوار ہوئی۔ ہندوستان سے درآمد شدہ خوشبو کا سرچشمہ یہی تھے اور حضرت آدم علیہ السّلام جنت سے نکالے جانے پر اظہار افسوس کے طور پر ایک مٹھی پتوں کی ساتھ لے آئے تھے۔

مذکورہ روایات سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ برِعظیم پاک و ہند کا یہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والوں کا مسکن ہے۔ یہاں نبیٔ پاک ﷺ کی بشارتوں اور اشارتوں کے تمام اثرات نظر آتے ہیں۔ اس خطے پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ایک فطری بات ہے۔ خالقِ کائنات نے

اشاعتِ توحید و رسالت کے لیے اس خطے کا انتخاب کیا۔ جیسا کہ اُوپر سطور میں تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی خطے سے کئی مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ برعظیم پاک و ہند کی خوشبو کو جنت کے باغوں کی خوشبو سے تعبیر کیا گیا۔ اس اعتبار سے یہ جنتِ ارضی ہے۔ اس جنتِ ارضی پر اللہ کا پیغام، اللہ کے بندوں کے ذریعے عالمِ انسانیت تک پہنچا۔ اللہ کے نیک بندے خالقِ کائنات کا پیغام لیے یہاں گھومتے پھرتے رہے۔ ترویجِ حق کے لیے محسنِ انسانیت ﷺ نے مشرق اور اہلِ مشرق کے حوالے سے بہت کچھ ارشاد فرمایا۔ کئی کتابوں میں بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کا قیام بشارتِ رسول ﷺ کا ثمر ہے۔ وسعتِ مطالعہ اور دینِ متین سے محبت رکھنے والے اِن امور کی نشانیاں ڈھونڈنے میں مستغرق رہتے ہیں۔ نشانِ منزل اُنھی لوگوں کو ملتا ہے جو اُس کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضرت احمد بن حنبل، المسند میں رقم طراز ہیں:

> ''میری اُمت میں مشرق کی جانب سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا اور ان میں سے شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا وہ (فوجی آپریشن کی صورت میں) ختم کر دیا جائے گا۔ ان میں سے شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا (ریاستی ادارے) ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ (قطع کے معنی مرادی ہے۔ قطع کر دئے جانے کی معنوی مناسبت فوجی آپریشن کے ساتھ زیادہ بنتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یوں بھی دس دفعہ سے بھی زیادہ بار دہرایا اور فرمایا ان میں سے شیطانی گروہ جب بھی نکلے گا اسے کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان ہی کی باقی ماندہ نسل میں دجال نکلے گا۔'' (احمد بن حنبل، المسند)

فخرِ موجودات ﷺ نے اسلام کی آبیاری کے لیے چار مقامات کا تذکرہ فرمایا:

۱) ہند ۲) سندھ ۳) مشرق ۴) عرب

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں عرب ہوں لیکن عرب مجھ میں نہیں۔ میں ہند نہیں لیکن ہند (برعظیم یعنی پاکستان) مجھ میں ہے۔ (الطبرانی، ال اسٹ)

''اِس اُمت کے دستے سپہ سالاری کرتے ہوئے سندھ اور ہند کی جانب بڑھیں گے۔'' (المسند)

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ فخرِ انسانیت نے فتوحات کے ضمن میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوا۔ سرایا ہوں یا غزوات، منصوبہ بندی ہو یا معاہدے، اُن کے دوررس نتائج

سامنے آئے۔ اسلامی تعلیمات ایک نقطہ پر مرکوز نہیں ہیں بل کہ یہ زندگی کے ہر دور میں ہمارے لیے مشعلِ آفاق ہیں۔ جن لوگوں نے تعلیماتِ رسول ﷺ کو حرز جاں بنایا کامیابی نے اُن کے قدم چومے۔ راقم الحروف کی اس کتاب کا مقصد یہی ہے کہ دنیا کو باور کروایا جائے کہ یہ خطہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی بصیرت اور بشارت کے آئینے میں منظرِ عام پر آیا۔ اس خطے کی حفاظت، اسلام کی حفاظت ہے۔ اس خطے کا دفاع، دفاعِ اسلام ہے۔ اس خطے (پاکستان) کا پرچم، پرچمِ اسلام ہے۔ زندگی مسلسل امتحان ہے، تجربات، ٹھوکریں اور ہر قلب میں ذکرِ رسول ﷺ مسلمان کی کامیابی کے زیور ہیں۔ ہر موڑ پر ایک امتحان، ہر مرحلے پر ایک سبق اور ہر کام میں ایک تجربہ اہلِ اسلام کو کشتیٔ مراد تک لایا۔ حسن و جمالِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

> ''تمھارے خزانے پر تین افراد لڑیں گے اور تینوں بادشاہوں کے بیٹے ہوں گے۔ پھر وہ خزانہ ان میں سے کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ اس کے بعد مشرق کی طرف سے سیاہ علم بردار برآمد ہوں گے پھر وہ تم سے ایسی جنگ لڑیں گے کہ کبھی کسی قوم نے نہ کی ہوگی۔'' (ابوداؤد)

اذا رایتم الرایات السود جائت من قبل خراسان فاتوھا ولو حبوا علی الثلج فان فیھا خلیفة اللّٰہ المھدی (رواہ احمد والبیہقی)

جب تم دیکھو سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ برف کے اُوپر گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا۔ اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ (مجاہدین) ان ہندوؤں کے بادشاہوں (حاکموں) کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ (اس جہادِ عظیم کی برکت سے) ان (مجاہدین) کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر جب وہ مسلمان واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابنِ مریم کو شام میں پائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ''اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا کردی اور ہم واپس پلٹ آئے، تو میں ایک آزاد ابو ہریرہؓ ہوں گا۔ جو ملک شام میں (اس شان سے آئے گا) کہ وہاں عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو پائے گا۔ یارسول اللہ ﷺ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ ان کے پاس پہنچ کر انھیں بتاؤں کہ

میں آپ ﷺ کا صحابی ہوں۔'' (راوی کا بیان ہے) کہ حضور ﷺ مسکرا پڑے اور ہنس کر فرمایا: ''بہت مشکل، بہت مشکل'' (کتاب الفتن، نعیم بن حماد رح)

علماء و مشائخ نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اللہ کا دین پھیلانے کے لیے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ تصوف اور اہلِ تصوف کے بارے میں لاتعداد کتب منظرِ عام پر ہیں۔ برعظیم پاک و ہند میں نغمہ حق انہی بزرگانِ دین کے دم قدم سے ہوا۔ شاعرِ مشرق، شاعرِ اسلام، مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن اور ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے آزاد پاکستان تو نہیں دیکھا لیکن اُنھوں نے برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کی عروقِ مردہ میں خونِ زندگی دوڑانے کا فریضہ انجام دیا۔ انھوں نے جہاں عالمِ انسانیت کو اخوت و مروت کا پیغام دیا وہاں مسلمانوں کو عظمتِ رفتہ یاد دلوا کر آزادی کا درس دیا۔ وہ فرماتے ہیں:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

ایک غیبی قوت مسلمانوں کے ساتھ رہی۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کی ہندوستان سے پاکستان ہجرت کے ایک ہی مقاصد ہیں۔ اسلامی ریاست اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قیام۔ ریاستِ مدینہ اور اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے مقاصد میں غضب کی مماثلت ہے۔ دونوں کا مقصد پرچمِ اسلام اور نظریۂ اسلام کا فروغ ہے۔ مدینہ سے مکہ تک مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کر کے باطل کو نیست و نابود کر دیا۔ برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں نے ایک اللہ تعالیٰ، ایک ختم الرسل ﷺ اور ایک کتاب قرآن پاک کے نام پر دس لاکھ سے زیادہ جانوں کا نذرانہ دے کر اسلامی فتح و نصرت کا پرچم بلند کیا۔ مدینہ اور مکہ میں اہم تر فتوحات رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ہوئیں اور پاکستان بھی ۲۶۔۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ میں معرضِ وجود میں آیا۔ دنیا لاکھ انکار کرے لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ پاکستان کا قیام کالی کملی والے ﷺ کے حسبِ منشاء ہوا۔ تاریخ کا یہ باب بھی اہم ہے کہ پاکستان سے غداری کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں عبرت ناک سزا دی ہے۔ مجیب الرحمٰن، بھاشانی، لارڈ ماؤنٹ بیٹن، ریڈ کلف، روی شاستری، اندرا گاندھی، راجیو گاندھی اور ایسے ہی پاکستان سے بغض رکھنے والے اپنے انجام کو پہنچے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے سوال کیا گیا کہ آپؒ نے قائداعظمؒ کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھائی؟

تو انھوں نے جواب دیا کہ قائداعظمؒ کا جب انتقال ہوا تو میں نے رات کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قائداعظمؒ کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ قائداعظمؒ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرا مُجاہد ہے۔ حضور سرورِ کون و مکاں ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''جب جنگوں پر جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ غیر عرب اقوام میں سے ایک قوم کو اُٹھا کر کھڑا کرے گا۔ وہ شہ سواری میں عربوں سے بہتر اور اسلحہ میں ان سے برتر ہوں گے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا۔'' (داؤد شریف)

ممتاز صحافی اور دانش ور ملک محمد معظم توصیف نے اپنے ایک مضمون (نوائے وقت، تجارت، وفاق میں شائع شدہ) میں لکھتے ہیں کہ

''میں بابائے قوم محمد علی جناحؒ کی روحانی عظمت کا ایک ایسا واقعہ قلم بند کر رہا ہوں جس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ شاید یہ پہلے بہت کم لوگوں کے علم میں ہے۔ میں سیال شریف میں حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ میرے ہمدم دیرینہ ممتاز عارف، ہارون الرشید تبسم اور صاحبزادہ محمد سعید کاظمی بھی موجود تھے۔ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ نے اپنی گفت گو کا رخ تحریک پاکستان کی طرف کیا تو مجھے موقع مل گیا کہ میں کئی سالوں سے اپنے دل میں کلبلاتے ہوئے ایک سوال کا جواب حاصل کر سکوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور خانوادہ سیال شریف کی تحریک پاکستان کے لیے خدمات اظہر من الشمس ہیں اور شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ نے قیام پاکستان کے لیے عملی جہاد فرمایا۔ آپ نے پنجاب اور صوبہ سرحد کے طول وعرض کے طوفانی دورے فرمائے۔ اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کو قیام پاکستان کے لیے متحرک فرمایا۔ حتیٰ کہ سلہٹ کے ریفرنڈم میں قیام پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ مسلم لیگ ضلع سرگودھا کے صدر رہے۔ لیکن جب حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کی قیام پاکستان کے دوران تقاریر اور محمد علی جناحؒ کے نام آپ کی خط وکتابت پڑھتا اور دیکھتا ہوں تو آپ نے کہیں بھی محمد علی جناحؒ کو قائد اعظم نہیں لکھا خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ میرے اس سوال پر قدرے تبسم آویز ہوئے تو مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔ حضرت خواجہ فخر الدین سیالویؒ نے فرمایا کہ چلو تمھیں

اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے اور محمد علی جناحؒ کی روحانی عظمت کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی اور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ دن رات مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر سرگرم عمل تھے تو اس وقت ضلع سرگودھا خوشاب اور سرگودھا پر مشتمل تھا اور یہاں سیال شریف کے مریدوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی خاص طور پر موجودہ تحصیل شاہ پور ہمارے مریدین کا گڑھ تھی اور یہاں سے یونینیسٹ پارٹی کا سربراہ اور متحدہ پنجاب کا وزیر اعظم ملک خضر حیات ٹوانہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں حصہ لے رہا تھا۔ شیخ الاسلام صاحب کی مسلم لیگ کی قیادت وحمایت کرنے پر اسے اپنی شکست اور مسلم لیگ کی جیت یقینی نظر آرہی تھی۔ ملک خضر حیات ٹوانہ نے اس سے قبل بھی حضرت صاحب کو مسلم لیگ کی حمایت سے روکنے کے لیے تمام حربے استعمال کئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں لیکن آپ قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کے فیصلے پر چٹان بن کر ڈٹے رہے۔ ٹوانہ خاندان کی کثرت کثیرہ سیال شریف کے مریدین پر مشتمل تھی۔ اس طرح ملک خضر حیات ٹوانہ کو اپنی برادری کے اندر سے مخالفت کا سامنا تھا۔ چناں چہ اس نے آخری حربے کے طور پر اپنے خاندان کی خواتین کو میلہ کی صورت سیال شریف بھیجا۔ (پنجاب کی ایک روایت ہے کہ جب کسی شخص سے کوئی بات منوانی ہو یا اس کی ناراضی دور کرنی ہو تو بہنوں اور بیٹیوں کو بھیجا جاتا ہے جسے بہنوں، بیٹیوں کا میلہ کہا جاتا ہے) ملک خضر حیات ٹوانہ کی طرف سے بھجوائے گئے اس میلہ میں شریک خواتین ننگے پاؤں سیال شریف آئیں اور حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہم سب آپ کی مرید ہیں۔ بیٹیاں اور بہنیں ہیں آپ مہربانی فرمائیں اور ملک خضر حیات ٹوانہ کی الیکشن میں حمایت کا اعلان کریں یا حمایت کا وعدہ فرمائیں یا پھر آپ مسلم لیگ ن کی حمایت نہ کریں اور قیام پاکستان کی تحریک میں حصہ نہ لیں اور خاموشی فرمالیں۔ اس پر حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کی آنکھیں بھر آئیں اور آپ نے خواتین سے فرمایا کہ پیر سیال کی بارگاہ میں آنے والا کبھی خالی نہیں گیا۔ کبھی کوئی نامراد نہیں لوٹا۔ اپنی چادریں سروں پر لے لو، میں مجبور ہوں کہ تمھیں

آج خالی جھولی اور خالی ہاتھ ہی جانا ہوگا۔تم میری بچیاں ہو، بہنیں ہو، میں تمھیں کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتا لیکن آج تمھیں خالی ہاتھ بھیجنے کی وجہ بھی بتا دیتا ہوں کہ تمھیں تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے لیے میری حمایت کے اٹل فیصلہ کی اصل وجہ بھی معلوم ہو سکے۔ حضرت خواجہ قمرالدین سیالویؒ نے فرمایا کہ میں رات کو سیال شریف میں اپنے حجرے میں محو خواب تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں اور ہندوستان کے تمام زعماء، علماء، فضلاء، اولیاء اور لاکھوں عوام کا اجتماع میدان عرفات میں ہے اور ہم سب ایک اونچے بنے ہوئے سٹیج کی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے ہم سب کو کسی کی آمد کا انتظار ہے۔ پھر اس سٹیج پر آقائے دو جہاں سرور کائنات محبوب خدا نبی پاک ﷺ اپنے چاروں خلفائے راشدینؓ کے ہمراہ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔سب سے آگے آپ قیام فرما ہیں اور آپ ﷺ سے پیچھے ہٹ کر دائیں جانب خلفائے راشدینؓ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک میں ایک جھنڈا ہے۔ چند لمحوں کے بعد حضور نبی کریم صاحب لولاک ﷺ فرماتے ہیں کہ محمد علی جناحؒ کہاں ہیں؟ ہم سب مجمع میں دیکھنے لگ جاتے ہیں جیسے ہمیں معلوم ہو کہ محمد علی جناحؒ ہم میں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ دفعتاً محمد علی جناحؒ مجمع کو چیرتے ہوئے اس اونچے بنے ہوئے سٹیج کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ہم سب ان کو دیکھ رہے ہیں۔وہ نبی پاک ﷺ کے سامنے نگاہیں نیچی کر کے باادب کھڑے ہو جاتے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرماتے ہیں کہ جھنڈا لاؤ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ آپ ﷺ وہ سبز ہلالی پرچم محمد علی جناحؒ کو عطا فرماتے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی اور اگلی صبح میں نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔''

قبل ازیں نبیٔ پاک ﷺ کی روایت کے مطابق ''ہند کی جانب سے ٹھنڈی ہوا کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے چار الفاظ اس خطے کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لفظ ''ہند'' استعمال فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بڑی مشہور حدیث مبارکہ ہے کہ ''میں عرب ہوں لیکن عرب مجھ میں سے نہیں ہے۔ میں ہند میں سے نہیں ہوں لیکن ہند مجھ میں سے ہے۔''

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔'' (مسلم)

تو ہند کی ایک اصطلاح ہے جو رسول اللہ ﷺ استعمال فرماتے رہے ہیں۔ غزوۂ ہند آپ ﷺ نے استعمال فرمائی دوسری اصطلاح جو آپ ﷺ نے اس خطے کے لیے استعمال فرمائی وہ سندھ ہے۔

ایک حدیث شریف ہے جس میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''میری فوج کے لشکر سندھ اور ہند پر حملے کریں گے۔''

محمد بن قاسم (۹۳ ہجری بمطابق ۷۱۲ عیسوی) سندھ پر آئے تھے۔ اس وقت سندھ تقریباً آدھا پاکستان تھا۔ محمد بن قاسم ملتان تک فتوحات کرتے چلے گئے اور یہ علاقہ آپ نے فتح کیا تھا۔

پھر جو لفظ آپ ﷺ نے اس خطے کے لیے استعمال فرمایا وہ مشرق ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''اسلامی لشکر اٹھیں گے کہ جن میں امام مہدی ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ کئی فتنے بھی یہیں سے اُٹھیں گے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ غیر اسلامی اور انتہا پسندی کے فتنے اسی علاقے سے اُٹھ رہے ہیں اور پاکستانی فوج اِن کی سرکوبی کر رہی ہے۔

اذا رایتم الرایات السود جائت من قبل خراسان فاتوها ولو حبوا علی الثلج فان فیها خلیفة اللّٰہ المهدی (رواہ احمد والبیہقی)

جب تم دیکھو سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ برف کے اُوپر گھٹنوں کے بل چلنا ہی کیوں نہ پڑے کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوں گے۔

قبل: پہلے، پہلے سے (ایک اسم جو وقت ظاہر کرتا ہے اور کبھی کبھی جگہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔)

قِبَلَ: (اسم) طرف، جہت، طاقت، سامنے

یعنی خراسان سے پہلے یا خراسان کی جانب یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں اور ایک حدیث میں خراسان کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جو پاکستان کا شمالی حصہ ہے سو اگر تینوں طرح سے ترجمہ لے لیں۔ خراسان لے لیں۔ خراسان کی جانب لے لیں۔ خراسان سے پہلے لے لیں۔ جو بھی ترجمہ آپ لیتے ہیں اس میں سارا شمالی پاکستان شامل ہو جاتا ہے اور مشرق جب وہ کہتے ہیں تب

بھی پاکستان شامل ہوتا ہے۔ ہند جب کہتے ہیں تب بھی پاکستان شامل ہوتا ہے کیوں کہ ہند اب تقسیم ہو کر مشرک ہند اور مسلم ہند میں تبدیل ہو گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا خراسان کی جانب پھر آپ ﷺ نے فرمایا مشرق کی جانب پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہند کی جانب کیوں کہ خراسان کی احادیث مبارکہ کو آپ غزوہ ہند کی احادیث سے الگ نہیں کر سکتے یہ علاقہ پاکستان میں ہے۔ آپ کسی صورت میں رسول اللہ کی وہ احادیث مبارکہ جو رسول اللہ ﷺ نے ہند کے بارے میں فرمائی ہیں۔ ان کو الگ نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ سارا علاقہ ایک ہی ہے۔ ہند، مشرق اور خراسان کی احادیث مبارکہ آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔

ہند کے بارے میں بڑی مشہور حدیث مبارکہ ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان کا تذکرہ کیا اور فرمایا ضرور تمھارا لشکر ہندوستان سے جنگ کرے، اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ (مجاہدین) ان ہندوؤں کے بادشاہوں (حکمرانوں) کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ (اس جہاد عظیم کی برکت سے) ان مجاہدین کی مغفرت فرما دے گا۔ پھر جب وہ مسلمان پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریمؑ کو شام میں پائیں گے۔'' (کتاب الفتن، نعیم بن حمادؒ)

رسول اللہ ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ آیندہ آنے والے وقتوں میں کیا ہوگا۔ مسلمانوں کی ایک فوج ہندوستان سے جنگ کرے گی اور پوری دنیا اس بات سے واقف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ فوج پاک فوج ہے۔ یہ پاکستان رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا یہ بات ہم اعتماد سے کہتے ہیں۔ بہت سے پاکستانیوں، علمائے کرام اور زائرین حرم شریف کا کہنا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کے گردونواح کا عمیق نظری سے جائزہ لیا جائے اور حرم شریف کے قرب وجوار میں موجود مقام ابراہیمؑ، حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کا مشاہدہ کریں تو اِن کے رخ مجموعی طور پر مشرق یعنی پاکستان کی طرف نظر آتے ہیں۔ حرم شریف کا دروازہ تو بالکل ہی مشرق کے روبرو ہے۔ اِن مقاماتِ مقدسہ کے سامنے جو بھی پاکستانی جاتا ہے اُسے یقیناً یہ خیال بھی دامن گیر ہو جاتا ہے کہ اِن کی شعاعیں پاکستان کو بقعہ نور بنا کر رکھتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ حرم، اہلِ حرا کا تعلق سرزمینِ پاک (پاکستان) سے ہے۔ گنبدِ خضریٰ اور پاکستانی پرچم کا رنگ بھی ایک یعنی سبز ہے۔ گنبدِ خضریٰ کے قرب وجوار میں جو ستارے بنائے گئے ہیں۔ اُن کی مماثلت بھی ہمارے چاند تاروں سے ہے۔

بلوچستان کے کئی سردار آزادی کا پرچم بلند کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اُنھیں بلوچی

ہونے پر زیادہ فخر تھا۔ کچھ ایسے احباب بھی تھے۔ جنھوں نے قیام پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا کیوں کہ اُن کا سرداری نظام سخت متاثر ہو رہا تھا لیکن سچے کھرے مسلمانوں نے یہاں شمعِ اسلام کو گل نہ ہونے دیا۔ تاریخ نے دیکھا ہے کہ ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء میں پاکستان کا ایٹمی تجربہ بلوچستان کی پہاڑیوں کے لیے باعثِ اعزاز ہوا کیوں کہ یہ عالمِ اسلام کا پہلا ایٹم بم ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر، ڈاکٹر ثمر مبارک اور اُن کی پوری ٹیم نے مجاہدین اسلام کی طرح اسی خطے سے عالم اسلام کو ایٹمی قوت بنایا۔ وہ لوگ بھی زندہ ہیں۔ جنھوں نے بابائے قوم محمد علی جناحؒ کے مسکن کو نذرِ آتش کر دیا۔ خان آف قلات بلوچستان ، پاکستان سے الگ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اُنھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اب اُن کے پوتے نے ایکسپریس نیوز چینل پر مبشر لقمان کے پروگرام میں کھل کر کہا کہ ہمیں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ بلوچستان کو پاکستان سے ملاؤ پاکستان بن رہا ہے۔ بلوچستان کا صوبہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے جڑا ہے۔

بابائے قوم محمد علی جناحؒ کو نبی معظم ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں حضورِ پاک ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ ہندوستان جا کر مسلمانوں کی آزادی کے لیے کام کریں۔ ایک دانش ور نے باب قوم محمد علی جناحؒ سے استفسار کیا کہ کیا آپ علامہ اقبالؒ کے خطوط سے متاثر ہو کر برعظیم پاک و ہند آئے ہیں۔ محمد علی جناحؒ نے کہا کہ ایک وجہ تو اقبالؒ کے خطوط ہیں لیکن اُس سے بڑی وجہ میں اُس شرط پر بتا سکتا ہوں کہ میری زندگی میں یہ بات کسی اور تک نہ پہنچے۔ قائداعظم نے اُس دانش ور کو بتایا کہ ایک دن وہ (قائداعظم) لندن کے ایک ہوٹل میں گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ اچانک اُن کی چارپائی کو جھٹکا لگا، وہ بے دار ہو گئے۔ اِدھر اُدھر دیکھا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ قائداعظم بارِ دیگر بسترِ استراحت پر دراز ہو گئے کہ پھر چارپائی ہلتے ہوئے محسوس ہوئی۔ قائداعظم باہر نکلے زلزلے کے بارے میں استفسار بھی کیا لیکن چارپائی ہلنے کا معمّہ حل نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ چارپائی ہلی اور ایک غیبی آواز نے قائداعظم محمد علی جناح کو بیدار کرتے ہوئے کہا کہ وہ مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے ہندوستان چلے جائیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی تمام تر سرگرمیاں معطّل کر کے سایۂ رحمت اللعالمین ﷺ میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ، خود مختار اور اسلامی مملکت کے قیام کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ پروفیسر حنیف شاہد ماہر تعلیم، ماہرِ اقبالیات اور مخلص پاکستانی دانش ور ہیں، اُنھوں نے ''عید میلاد النبی ﷺ اور قائداعظمؒ'' اور ''قائداعظمؒ اور قرآن فہمی'' میں قائداعظم اور رحانی اقدار کے

بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ صفحات کی تنگ دامنی کے پیش نظر اُن کی تمام تحریریں کتاب میں شامل نہیں کی جاسکتیں۔ پروفیسر حنیف شاہد کی تحریروں میں سے چند معلومات نذرِ قارئین کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

محترم ڈاکٹر محمد مرتضیٰ صدیقی، سابق پروفیسر علومِ اسلامیہ، (جامعہ ملک سعود ریاض، سعودی عرب)، اپنے جدامجد مولانا نصر اللہ شاہ صدیقی سابق انسپکٹر آف سکولز، علی گڑھ (جو علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے رہے) سے روایت کرتے ہیں کہ انھیں ان کے جدِ امجد نے بتایا (اور مولانا نصر اللہ صدیقی کو علامہ شبیر احمد عثمانی نے بتایا) کہ جن دنوں مَیں (علامہ شبیر احمد عثمانی) حیدر آباد دکن میں حدیث نبوی ﷺ پر کام کر رہے تھے۔ تو متعدد بار قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ان سے پیغامات اور خط و کتابت کے ذریعے ملنے کی کوشش کی لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی، قائداعظمؒ کو مغربی تعلیم یافتہ تصور کرتے ہوئے نظر انداز کرتے رہے۔ اُنھوں نے پیغامات اور خطوط کا جواب بھیجا اور نہ ہی ان کی ملاقات کی خواہش کا کوئی خاطر خواہ جواب دیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر قائداعظمؒ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ اور سرور کائنات حضور اکرم ﷺ کے حضور علامہ صاحب کی اس بے رخی کو سامنے رکھتے ہوئے گڑگڑا کر دُعا کی ہوگی۔ چناں چہ ان کی یہ ''دُعا'' مستجاب ہوئی۔ کس قدر خوش قسمت ہیں ہمارے قائداعظمؒ کہ ایک رات آقائے نامدار، تاجدارِ دو عالم، حضور اکرم ﷺ سے ''شرف ملاقات'' حاصل کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ، قائداعظمؒ کو تسلی و تشفی دیتے ہیں اور بالکل اسی رات حضور اکرم ﷺ، علامہ شبیر عثمانیؒ کو (جو حیدر آباد دکن میں مقیم تھے) خواب میں شرف ملاقات بخشتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ ''ہمارا ایک اُمتی آپ سے ملنا اور رہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ بمبئی جائیں اور اُن سے ملاقات کریں اور ان کی رہنمائی کریں۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم ہو اور انسان پس و پیش کرے، ایک مومن اور مسلمان تو کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا اور پھر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور قائداعظمؒ جیسے ''عاشقانِ رسول ﷺ'' تو سمجھتے تھے کہ انھیں دونوں جہاں کی دولت مل گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ''دیدار'' اور نبی آخرالزماں ﷺ کی ''بشارت'' انھوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ان کی خوش قسمتی کا کوئی حساب نہ تھا۔ شاداں و فرحاں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سب کچھ چھوڑ کر اپنی پہلی فرصت میں بمبئی پہنچتے ہیں اور جب قائداعظمؒ کے درِ دولت پر پہنچتے اور ملازم کو اپنی آمد اور قائداعظمؒ سے ملاقات کی خبر دیتے ہیں تو قائداعظمؒ سراپا آنکھیں بچھائے ان کے انتظار میں

اپنے ''لان'' میں منتظر ہوتے ہیں۔علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اندر تشریف لاتے ہیں تو قائداعظمؒ کو ''سراپا انتظار'' دیکھتے ہیں اور پھر دونوں ''عاشقانِ رسول ﷺ'' کے درمیان مندرجہ ذیل ''مکالمہ'' ہوتا ہے:

قائداعظمؒ: حضور والا! میں مسلسل آپ کو پیغامات اور خطوط ارسال کرتا رہا اور آپ سے ملاقات اور رہنمائی کا متمنی رہا تو آپ نے توجہ نہیں فرمائی لیکن جب ''اُن'' (حضور اکرم ﷺ) کا حکم ہوا ہے تو تشریف لائے ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ: ''کیا آپ کو بھی حضور سرور دو عالم ﷺ کی ''بشارت'' ہوئی ہے؟''

قائداعظمؒ: ''میں تو آپ (حضور اکرم ﷺ) کے ''ارشاد'' کے مطابق ہی آپ سے ملاقات کے لیے کوشش کرتا رہا ہوں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ: ''کیا یہ سچ ہے؟''

قائداعظمؒ: ''یہ حقیقت ہے۔''

اس ''مکالمے'' کے بعد دونوں ''عاشقانِ رسول ﷺ'' ملاقات کرتے ہیں۔ مختلف اُمور زیر بحث آتے ہیں لیکن سب سے اہم مسئلہ ''سفید بنیا'' اور سیاہ بنیا'' (یعنی انگریز اور ہندو، قائداعظمؒ انھیں ایسے ہی پکارتے تھے) سے آزادی حاصل کرنا اور مملکت خداداد پاکستان کا قیام تھا۔ چناں چہ تفصیلی ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے قائداعظمؒ کو ہر ممکن تعاون اور رہنمائی کا یقین دلایا۔ اس کے بعد آزادی کے حصول کے لیے یہ ''کارواں'' قدم بہ قدم منزل کی طرف بڑھتا گیا اور بالآخر مملکت خداداد پاکستان عالم وجود میں آگئی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی کو رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا قائداعظم میرا سپاہی ہے۔ اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ نعمت اللہ شاہ ولی نے آج سے چھ سو سال پہلے جو بشارتیں دی ہیں اس خطے کے حوالے سے تو انھوں نے مومنانِ غربی کا ذکر کیا ہے۔ غرض مغربی پاکستان کے مسلمان ہندوستان پر فاتحانہ، غازیانہ قبضہ کریں گے۔ تو اس میں کسی کو شک نہیں کہ یہ پاکستان رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگرانی میں تیار فرمایا ہے جس کو غزوۂ ہند کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بالکل واضح کر دیا تھا یہی لشکر ہوگا، یہی پاکستان آرمی ہوگی۔ جو شام جائے گی۔ اس وقت جب آخری زمانے میں اسرائیل سے حتمی جنگ ہوگی پاکستان آرمی کی تربیت اس کام کے لیے پچھلے کئی برسوں سے اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ مسلمان آرمی (پاکستانی) دنیا کی واحد فوج ہے جو کئی

محاذوں پر برسرِ عمل ہے۔ جو غزوۂ ہند بھی لڑ رہی ہے۔ بھارت کے خلاف نبرد آزما ہے، کشمیر میں ڈٹی ہوئی ہے، غیر مسلم قوتوں کا مقابلہ بھی کر رہی ہے۔ داخلی محاذ پر شر پسندوں کی سرکوبی کے لیے چوکس کھڑی ہے۔ دہشت گردوں کی گردجھاڑ کر اُن کے چہرے بے نقاب کر رہی ہے۔

☆-☆-☆

محمد علی جناحؒ کی اسلام فہمی

مطالعۂ قرآن مجید:

قرآن کریم کا مطالعہ اور اس کی روشن اور تابندہ تعلیمات کو جاننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ نے اسے پڑھنے اور اس سے رہنمائی لینے پر زور دیا ہے کیوں کہ یہ مسلمانوں کے لیے ''رہبر اور رہنما'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت اپنے پیارے محبوب ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''اے نبی ﷺ! یہ قصصِ قرآن ان لوگوں کے لیے بیان کرو تا کہ وہ غور فکر کریں۔''

اسی طرح ایک اور مقام پر خداوند بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا:

''ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں، ہم یونہی اپنی آیات تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔''

قائداعظمؒ بھی رب ذوالجلال کے حکم کی تعمیل میں اس کا مطالعہ فرماتے رہے اور اس سے رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ اگست ۱۹۴۱ء میں قائداعظمؒ نے راک لینڈ کے شاہی مہمان خانے میں طلباء اور نوجوانوں کو تبادلۂ خیالات کا موقع مرحمت فرمایا اور بیماری کے باوجود پون گھنٹہ تک گفت گو کرتے رہے۔ اس موقع پر نواب بہادر یار جنگ بھی موجود تھی۔ جناب محمود علی بی۔ اے نے یہ گفت گو ریکارڈ کی اور اورینٹ پریس کو بھیجی۔ اس گفت گو میں طلباء نے قائداعظمؒ سے سوالات بھی کیے اور قائداعظمؒ نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔

سوال: مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازمات کیا ہیں؟

جواب: قائداعظمؒ نے فرمایا: ''جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور

قوم کے محاورہ کے مطابق میرا ذہن ''خدا اور بندے'' کی باہمی نسبتوں اور روابط کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ ''اسلام'' اور مسلمانوں کے نزدیک ''مذہب'' کا یہ محدود اور مقید مفہوم نہیں ہے۔ میں نہ تو کوئی مولوی ہوں، نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کے ''مطالعہ'' کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب یعنی قرآن مجید میں اسلامی زندگی کے متعلق ہدایات کے بارے میں زندگی کا روحانی پہلو، معاشرت، سیاست، غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے رہنمائی لینا اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات سے بے خبر رہنا گویا گھٹا ٹوپ اندھیرے میں زندگی بسر کرنا ہے۔ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق جس طرح اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے، بالکل اسی طرح اَن پڑھ اور پڑھا لکھا یا علم والا اور جاہل مساوی نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم سے رہنمائی اور روشنی حاصل کرنا گویا ''اپنے آپ کو پہچاننا'' ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا، اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا۔ شاعرِ اسلام، حکیم الامت اور مفکرِ پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ نے اسے ''خودی'' سے تعبیر کیا ہے۔ اس حقیقت کی تشریح اور وضاحت کرتے ہوئے حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے صوبہ سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام پیغام میں جو آپ نے ۴/اپریل ۱۹۴۳ء کو ارسال کیا، دوٹوک فرمایا:

'' آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ مَیں آپ کو پیغام دوں۔ مَیں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں؟ ہماری رہنمائی اور بصیرت کے لیے عظیم ترین پیغام تو ''قرآن کریم'' میں موجود ہے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ''ہم خود کو پہچانیں اور ان عظیم صفات، خوبیوں اور قوتوں کو بھی جن کے ہم حامل ہیں۔ آیئے! ہم اپنے عظیم مقصد کے لیے کام کریں۔ ہمیں اپنی عظیم صلاحیتوں کو صحیح سمت میں روبہ عمل لانا چاہیے۔ ہمیں اپنے ذاتی مفادات اور سہولتوں کو اپنے لوگوں کی اجتماعی بہبود اور ایک بلند تر اور بہتر مقصد پر قربان کر دینا چاہیے۔

پاکستان کا یہی مقصد ہے اور اگر ہم متحد، منظم اور اپنے مقصد کے وفا شعار رہے تو وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی منزل پا لیں گے اور خود کو اپنے اپنے حیرت انگیز اور شاندار ماضی کا اہل ثابت

کر دیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ پیغام میں جو حضرت قائداعظمؒ نے صوبہ سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام ۴/اپریل ۱۹۴۳ء کو ارسال فرمایا، اس میں نہایت صاف اور واضح الفاظ میں لکھا کہ "ہم خود کو پہچانیں۔" جب ہم اپنے آپ کو پہچان لیں گے تو ہمیں اپنی خوبیوں اور برائیوں کا خود بخود احساس ہو جائے گا، چناں چہ ہم ان کی تلافی کر سکیں گے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لی۔"

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے یکم جولائی ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے اسی زندۂ جاوید حقیقت پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا:

"انسان جس قدر اپنی "خوبی" اور "برائی" پر غور کرتا ہے، اسی قدر وہ اپنے آپ سے "اجنبی" ہوتا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ساری "قوت" کا دارومدار اپنے "عرفان" پر ہے۔

حضرت قائداعظمؒ نے اپنے خطاب میں "عرفان" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس کا مطلب شناخت' پہچان' خودشناسی' رب ذوالجلال کی معرفت اور خدا شناسی ہے۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قائداعظمؒ خودشناسی اور خدا شناسی سے بخوبی آگاہ تھے، اسی لیے سب سے پہلے انھوں نے نوجوان نسل کو خطاب فرمایا اور انھیں "عرفان" سے متعارف کرانے کی تلقین کی۔

قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی صورت

اسلام ایک سچا مذہب ہے اور مسلمان ہونے کے ناتے اسلامی تعلیمات کی پابندی اور پیروی ہمارا فرض اوّلین ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے، یہ آخری کتاب ہے جو تیئیس سال کے عرصے میں حضور نبی کریم ﷺ پر اللہ رب العزت نے جبریلِ امین علیہ السّلام کے ذریعے نازل فرمائی اور شانِ نزول یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات یعنی "شب قدر" میں قرآن کریم کا نزول ہوا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"ہم نے اس کتاب قرآن مجید کو ایک برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔"

اور بے شک! ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے۔"

لیکن جو بات خاص طور پر قابل توجہ اور قابل ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ رب ذوالجلال نے اسے یعنی قرآن مجید کو نازل تو فرما دیا لیکن اسے ''لوحِ محفوظ'' میں محفوظ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ چیلنج بھی کر دیا کہ ہم نے ہی اسے نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور یہ کہ قیامت تک اس میں تحریف یا تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یہ ذکر'' (قرآن مجید) ہم نے اُتارا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔''

اور ''بل کہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا، لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے جہاں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں۔''

قائداعظمؒ جو ایک سچے اور پکے مسلمان تھے، آپ قرآن مجید کو دل و جان سے چاہتے تھے اور اسے ''ضابطۂ حیات'' تصور فرماتے تھے اور حد تو یہ ہے کہ حتی المقدور اس کی تعلیمات پر نہ صرف عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے بل کہ ایک قائد کی حیثیت سے مسلمانانِ ہند اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے عوام کو تلقین فرماتے رہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں جو ۲۴ را پریل ۱۹۴۸ء کو انعقاد پذیر ہوا، اُنھوں نے اپنے فی البدیہہ خطبۂ صدارت میں واشگاف الفاظ میں اعلاج فرمایا:

''جب آپ لوگ واپس جائیں تو میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کہ از راہ عنایت طبقاتی مفادات، بغض و حسد، قبائلی نظریات اور خود غرضی کی بجائے اسلام اور اپنی قوم سے محبت جاری و ساری کر دیجیے (تالیاں) کیوں کہ ان برائیوں نے آپ کو مغلوب کر لیا ہے لیکن مجھے روشنی نظر آتی ہے ایک بہت تاب ناک روشنی۔''

مولانا محمد علی جنھوں نے کانگرسیوں کے ساتھ کام کیا ہے، کہتے ہیں: ''مسٹر گاندھی فرقہ پرست ہندو مہاسبھا کے زیرِ اثر کام کر رہے ہیں۔ وہ ہندو مت کی برتری اور مسلمانوں کی غلامی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم فرقے کے سروں پر سے ایک فاتح کی حیثیت سے گزر جائیں۔ گذشتہ دس سال کے دوران ہندو اکثریت نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے اور ستم توڑے لیکن مسٹر گاندھی نے مسلمانوں کے خلاف ہندو دہشت گردی کی مذمت نہیں کی۔ انھوں نے کبھی ''شدھی'' اور ''سنگٹھن'' تحریکوں کو بُرا نہیں کہا جن کا واضح مقصد ہند میں مسلمانوں اور اسلام کو تباہ و برباد کرنا تھا۔ اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ''ہم قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں'' یعنی اگر

تمھیں کسی فرقے کی طرف سے غداری یا عہد شکنی کا خدشہ ہو تو ان کے ساتھ "طے شدہ معاہدہ" ان کے منہ پر ماردو۔ اللہ غداروں اور عہد شکنوں کے اعمال کو پسند نہیں فرماتا۔"

مسٹر گاندھی نے جو آخری تقریر کی، اس سے بھی یہ بات واضح ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان کی سکیم کے خلاف ہیں بل کہ اسے "ایک گناہ" سمجھتے ہیں...... خیال کیجیے یہ جرم نہیں، گناہ ہے یعنی اگر آپ پاکستان کی بات کرتے ہیں تو آپ اس دنیا میں بھی مردود اور عقبیٰ میں بھی!

ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی آزادی کا مختصر ترین راستہ ہے "پاکستان"۔ یہ میری زندگی میں آئے یا نہ آئے (آوازیں: یہ آئے گا، یہ آئے گا) یہ کوئی دائمی بات نہیں۔ آج کا دشمن کل کا دوست ہوتا ہے، یہی زندگی ہے، یہی تاریخ ہے۔

مجھے ایک بات کا یقین ہے کہ جمہوریت ہمارے خون میں ہے، یہ ہمارے مغز میں ہے۔ صرف صدیوں کے مخالفانہ حالات کے باعث اس خون کی گردش ٹھنڈی پڑ گئی ہے۔ یہ منجمد ہو گیا ہے اور آپ کی رگوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ لہو ایک بار پھر رگوں میں دوڑنے پھرنے لگا ہے۔ مسلم لیگ کی مساعی کا شکریہ!

یہ عوامی حکومت ہوگی۔ میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو انتباہ کر دینا چاہتا ہوں جو ہمارا خون چوس کر ایسے نظام کے تحت پلے بڑھے ہیں جو اس قدر خبیث اور اس قدر فاسد ہے جو انھیں اس درجہ خود غرض بنا دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معقول بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ عوام کا استحصال ان کی رگ وپے میں داخل ہو گیا ہے۔ وہ اسلام کی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کی حرص اور خود غرضی نے دوسروں کے مفادات کو اپنے تابع کر لیا ہے کہ وہ موٹے ہوتے رہیں۔"

خداوند کریم فرماتے ہیں: "یہ قرآن تو جہان کے لیے نصیحت ہے۔"

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے: "یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے، جو چاہے اس پر غور و فکر کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے محبوب حضورِ اکرم ﷺ کے وسیلے سے قرآن کریم نازل فرما دیا جو چودہ سال سے من وعن موجود ہے اور مسلمان نہ صرف اس پر عمل پیرا ہیں بل کہ انھوں نے اسے حرزِ جاں بنایا ہوا ہے اور ہر چیز سے زیادہ اسے عزیز رکھتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ جہاں مردوں اور نوجوانوں سے خطاب کرتے اور انھیں قرآن کریم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے ہیں، وہاں وہ

ضروری سمجھتے ہیں کہ خواتین کو بھی ان کی ذمہ داری کا احساس دلائیں کیوں کہ "ماں" کی حیثیت سے بچوں کی اسلامی اور قرآنی تعلیمات پر عمل کروانے کی اوّلین ذمہ داری ان کے سر ہے اور قائداعظمؒ اس حقیقت کو بخوبی جانتے تھے۔ چناں چہ ۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو شیلانگ میں خواتین کے عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے فرمایا:

"مجھے خوشی ہے کہ پاکستان کا پیغام زنان خانوں تک پہنچ گیا ہے اور اس نے ہمارے بچوں تک کو گرما دیا ہے۔"

"دوقومی نظریے" کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "ہمارے اپنے قوانین ہیں، اپنی ثقافت اور زبان ہے۔ ہماری اپنی تقویم، نام، سماجی زندگی، طرزِ تعمیر اور موسیقی ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے معاشرے کا پورا سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ ہندوؤں سے یکسر مختلف ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو معاشرے کا اپنا ڈھانچہ ہے جو ہمارے ڈھانچے سے مختلف ہے۔ یہ نہ صرف مختلف ہے بل کہ بعض معاملات میں ایک دوسرے کی ضد ہے۔"

ہندو بت پرستی کے قائل ہیں، ہم نہیں ہیں۔ ہم مساوات، حریت اور بھائی چارے کے قائل ہیں۔ ان پر ذات پات چھائی ہوئی ہے اور ذات پات کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ صرف ایک بیلٹ بکس میں ہم اکٹھے ہو جائیں۔

آئیے! ہم واپس چلیں اور اپنی کتاب مقدس قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ اور اسلام کی عظیم روایات کی طرف رجوع کریں جن میں ہماری رہنمائی کے لیے ہر چیز موجود ہے۔ ہم ان کی درست طور پر تاویل و تعبیر کریں اور اپنی عظیم کتاب مقدس "قرآن کریم کا اتباع۔"

ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہیے:

یہ ایک زندۂ جاوید حقیقت ہے کہ ہر مسلمان کے لیے فرض ہے کہ وہ کلمۂ توحید کی طرح قرآن کریم فرقان حمید کو اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ سچی، ابدی اور لازوال کتاب مانے اور اس کی منور اور روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور اسے حرزِ جاں بنائے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مسلمان کی زندگی کا دارومدار صرف اور صرف دو مآخذ یعنی قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ پر ہے۔ جہاں تک قرآن کریم پر عمل پیرا ہونے کا تعلق ہے، وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر صاحب دل مسلمان قرآن مجید کا ایک نسخہ اپنے پاس رکھے اور وقتاً فوقتاً اس سے نہ صرف استفادہ کرتا رہے بل کہ

اسے اپنا ''رہبر اور رہنما'' بنائے۔

اللہ جل جلالہ، قرآن کریم پر عمل پیرا ہونے کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

''رسول کریم ﷺ، اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اُس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں، انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ''ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ ہی سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

یہاں خدائے وحدہ' لاشریک کا خطاب مسلمانوں سے ہے جو نہ صرف کتاب ہدایت (قرآن مجید) کو مانتے ہیں بل کہ اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر خداوند کریم ایمان لانے والوں کے ساتھ ساتھ انکار کرنے والوں (نہ ماننے والوں) کا ذکر فرماتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس کی کتاب (قرآن کریم) پر جو اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر نازل کی ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کر چکا ہے جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ (فرشتوں) اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت سے کفر کیا (انکار کیا)، وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اللہ ان کو ہرگز معاف نہ کرے گا اور نہ کبھی ان کو راہ راست دکھائے گا۔''

ہم سمجھتے ہیں کہ یہی وہ ارشادِ رب کریم ہے جو قائداعظم محمد علی جناحؒ کے پیش نظر تھا جس پر خود عمل کرتے ہوئے، اُنھوں نے مسلم ہند کو مطلع فرمایا کہ وہ بھی قرآن پاک کا پاک نسخہ اپنے پاس رکھا کریں تا کہ وہ اپنی رہنمائی خود کر سکیں۔ چناں چہ ۸ستمبر ۱۹۴۵ء کو اُنھوں نے کراچی سے مسلمانانِ ہند کے نام عیدالفطر کے مبارک اور متبرک موقع پر جو پیغام دیا، اس میں واضح فرمایا:

''ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام صرف مذہبی اور اخلاقی اُمور تک محدود نہیں ہیں۔ گبن (Gibbon) کے بقول ''اطلانتک سے گنگا تک قرآن کریم کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، نہ صرف دینیات کے اعتبار سے بل کہ سولِ اور فوجداری ضابطوں اور ایسے قوانین

کے لحاظ سے جو بنی نوع انسان کے افعال اور املاک پر اللہ تعالیٰ کے غیر مبدل قوانین کے طور پر محیط ہے۔" جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطۂ حیات ہے۔ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے۔ رسومِ مذہب ہی سے متعلق نہیں بل کہ روزانہ زندگی سے متعلق بھی، روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک، حقوق العباد سے لرکر فرد واحد کے حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک، اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک۔ ہمارے رسول ﷺ نے لازم قرار دیا کہ

''ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنی رہنمائی خود کر سکے۔''

لہٰذا اسلام محض روحانی عقائد اور نظریات یا رسم و رواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے۔ زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری و ساری ہے۔

ممتاز قانون دان سید شریف الدین پیرزادہ کا بیان ہے کہ'' قائداعظم محمد علی جناحؒ کے پاس قرآن حکیم کے چند ایک عمدہ نسخے تھے۔ ان میں کچھ قلمی بھی تھے۔ ایک بہترین نسخہ احتراماً جزدان میں اپنے بیڈروم (Bed room) میں اُونچی جگہ رکھا کرتے تھے۔ میں نے انھیں ''محمد مار ماڈیوک پکتھال'' (Marmaduke Pickthall) کا انگریزی ترجمہ شدہ قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ پکتھال ایک انگریز تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے قرآن کریم کا جو ترجمہ کیا، وہ بہت عمدہ تصور ہوتا تھا۔ یہ وہی ترجمہ ہے جس کے بیسیوں ایڈیشن امریکہ اور انگلستان میں شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔''

سید شریف الدین پیرزادہ مزید لکھتے ہیں کہ'' قائداعظمؒ کے پاس چند نسخے ذاتی طور پر موجود تھے لیکن اکثر مواقع پر مسلمان آپ کو قرآن حکیم کا نسخہ پیش کرتے۔ ۱۹۴۳ء میں چینی مسلمانوں کا ایک وفد ہندوستان آیا تو اس نے بھی قائداعظمؒ کو قرآن حکیم کا ایک نسخہ پیش کیا۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو ایک بد بخت اور سیاہ رو خاکسار محمد رفیق مزنگوی نے قائداعظمؒ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ یہ روح فرسا خبر بمبئی میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ قائداعظمؒ نے فوراً مسلمانوں سے اپیل کرتے ہوئے فرمایا کہ'' وہ امن و سکون کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں'' نیز اُنھوں نے فرمایا:

''اللہ کے فضل و کرم سے مجھے کوئی زخم نہیں پہنچا۔ مسلمانوں کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ بزدلانہ حملہ کرنے والا ''مسلمان'' ہے۔ اے پی کے نمائندے کو ایک انٹرویو میں قائداعظمؒ نے فرمایا:

"Although it was a serious and well planned attack by the "GRACE OF GOD", no serious injury has been inflicted on me."

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہ بزدلانہ حملہ مسلمانوں کے محبوب رہنما، اسلام کے بطل جلیل اور نابغۂ روزگار قائداعظمؒ پر ہی نہیں بل کہ ''پوری ملتِ اسلامیہ پر حملہ'' کے مترادف تھا جب کہ بلا جواز ایک انسان کو قتل کرنے والے کے ضمن ارشاد ربانی ہے:

''کہ گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی، اس نے گویا تمام لوگوں کی جان بچائی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے، گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔''

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں انسانی خون کی کتنی اہمیت اور تکریم ہے۔ یہی اصول اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہمیشہ کے لیے ہے۔ برصغیر کی سماجی، سیاسی، مذہبی اور ثقافتی انجمنوں نے قراردادیں منظور کیں، اخبارات نے اداریے لکھے اور اکابرین ملت نے پیغامات ارسال کیے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری نے حیدرآباد دکن سے قائداعظمؒ کے نام ایک طویل خط لکھا اور اُن کی خدمت میں بعض قیمتی اور مقدس ہدایا ارسال کیے۔ اُنھوں نے تحریر کیا:

''مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ میں خود حاضر ہونے سے قاصر ہوں لیکن میں اور میرے لاکھوں مرید اُن کی حفاظت اور بہبود کی خاطر ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہیں۔''

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نے قائداعظمؒ کی خدمت میں قرآن کریم کا ایک نایاب نسخہ، غلافِ کعبہ کا ایک ٹکڑا اور آبِ زم زم بھی بھیجا۔

نواب زادہ لیاقت علی کان آنریری جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلم لیگ کی تمام

صوبائی شاخوں سے درخواست کی کہ ۱۳/اگست ۱۹۴۳ء بروز جمعتہ المبارک ''یوم تشکر'' منایا جائے۔''

قائداعظمؒ کا دسمبر ۱۹۴۶ء میں لندن تشریف لے جانا دراصل پاکستان کا آغاز تھا۔ یہ ایک قسم کی گول میز کانفرنس تھی جو برطانوی حکومت کی دعوت پر بلائی گئی۔ اس کانفرنس میں قائداعظمؒ، لیاقت علی خان، پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار بلدیو سنگھ کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی جب کہ لارڈ ویول وائسرائے ہند ان کے ہمراہ تھے۔ دیگر شرکاء میں سرجارج ایبل، بحیثیت پرائیویٹ سیکرٹری وائسرائے ہند، مسٹر ترلوک سنگھ پنڈت جواہر لال نہرو کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے، مسٹر سرین، بحیثیت پرائیویٹ سیکرٹری سردار بلدیو سنگھ اور میجر میکنری، وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے لندن گئے جب کہ کے ایچ خورشید، قائداعظمؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری اور جناب ڈاکٹر ممتاز حسن، نواب زادہ لیاقت علی خان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے لندن تشریف لے گئے۔ آپ سب ۲ دسمبر ۱۹۴۶ء کو لندن پہنچے اور ۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء تک وہاں قیام پذیر رہے۔ کراچی واپسی سے قبل قائداعظمؒ نے ۱۸ دسمبر سے لے کر ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء تک مصر میں قیام فرمایا۔ قائداعظمؒ نے مصر میں مختلف تاریخی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ ڈاکٹر ممتاز حسن کا بیان ہے کہ کراچی کے لیے سفر کے دوران چند قابل ذکر واقعات رونما ہوئے۔ ان میں سے ایک قابل اور تاریخی واقعہ یہ ہے کہ

> "A few Egyptians, alongwith a number of Indian and Pakistani Muslims, came towards the Quaid-e-Azam and Liaqat Ali Khan. Their welcome was unspectacular, but sincere. Among other things, a copy of the QURAN was presented to the Quaid-e-Azam on behalf of SHAIKH HASAN-AL-BANNA, the Leader of the Muslim Brotherhood.

یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے کہ ہر مسلمان کے لیے قرآن کریم کے لازوال قوانین جو ہمارے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت سے مسلمہ ہیں، ان کے خلاف چلنا یا انھیں نظر انداز کرنا اور شریعت اسلامیہ کے بنیادی اُصولوں سے روگردانی کرنا بعید از قیاس ہے، یہاں تک کہ ہم ایسا سوچ بھی نہیں سکتے اور اگر کوئی انسان بالخصوص مسلمان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا کوئی باشندہ ایسا ارتکاب کرتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یعنی مسلمان نہیں رہتا۔ قائداعظم محمد علی

جناحؒ کا بھی یہی ایمان اور یقین تھا اور وہ نہ صرف اس پر خود کار بند اور عمل پیرا تھے بل کہ حتیٰ المقدور مسلمانانِ ہند کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے۔ چناں چہ ۲۸ جون ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی سے کانگرس کے آزاد پٹھان ریاست کے مطالبے پر قائداعظمؒ نے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اس بات کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا:

''ان (خان برادران) کا نعرہ ''دورنگا'' ہے اور اس کا مقصد پٹھانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ مجوزہ پٹھانستان کا دستور جمہوریت کے اسلامی تصورات، مساوات اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہوگا تو ان کا مطلب مجلس دستور ساز پاکستان پر جو مسلمانوں کی عظیم اکثریت پر مشتمل ہو گی، یہ بہتان طرازی (تہمت، جھوٹا الزام) کرنا ہے کہ وہ جمہوریت کے اسلامی تصورات، مساوات اور معاشرتی انصاف کو نظر انداز کر دے گی۔'' خان برادران نے ایک اور زہریلا نعرہ بلند کیا ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین کو نظر انداز کر دے گی۔ یہ بھی بالکل نادرست ہے۔ تیرہ سے زیادہ صدیاں بیت گئیں۔ مسلمان اچھے اور برے موسموں کا سامنا کرنے کے باوصف نہ صرف اپنی عظیم اور مقدس کتاب قرآن کریم پر فخر کرتے رہے بل کہ ان تمام ادوار (زمانوں) میں جملہ مبادیات کو حرزِ جاں بنائے رکھا اور اب اچانک یہ نعرہ بلند کر دیا گیا ہے جس میں یہ بہتان تراشا گیا کہ مجلس دستور ساز پاکستان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اگر چہ وہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت پر مشتمل ہوگی۔

قائداعظمؒ کا قرآن حکیم پر کس قدر غیر متزلزل ایمان تھا اور وہ اس کی نورانی تعلیم سے کس قدر بہرہ ور تھے، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

''اس حقیقت سے سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کا بنیادی ضابطۂ حیات اور ضابطۂ زندگی ہے جو معاشرت، مذہب، تجارت، عدالت، فوج، دیوانی، فوجداری اور تعزیرات کے ضوابط کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کے معمولات، روح کی نجات کا سوال ہو یا انفرادی واجبات، عام اخلاقیات ہوں یا جرائم، دنیاوی سزا کا سوال ہو یا آخرت کے مواخذہ کا، ان سب کے لیے اس میں قوانین موجود ہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہر مسلمان قرآن کریم کا ایک نسخہ اپنے پاس رکھے اور اس طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جائے۔''

دسمبر ۱۹۴۳ء میں سندھ مسلم لیگ کراچی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم

محمد علی جناحؒ نے قرآن کریم کی حقانیت یوں بیان فرمائی۔

''وہ کون سا رشتہ ہے جس کے ساتھ منسلک ہونے سے تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت مسلمہ کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ پھر اُنھوں نے خود ہی جواب میں فرمایا: ''وہ بندھن، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر اللہ کی کتاب ''قرآن کریم'' ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ ''وحدت'' پیدا ہوتی جائے گی۔''

۱۹۴۱ء میں عثمانیہ یونی ورسٹی حیدر آباد دکن میں طلباء اور اساتذہ کرام سے خطاب کے دوران اپنے صدارتی خطبہ میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا: ''میں کوئی مولوی یا مُلاں نہیں ہوں، نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے اپنے طور پر ''قرآن مجید'' اور ''اسلامی قوانین'' کے مطالعہ کی کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، سیاسی ہو یا تعلیمی، کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآنی تعلیمات سے باہر ہو۔

۲۷ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کشمیر سے راولپنڈی پہنچے۔ ڈھیری حسن آباد کے ٹھیکیدار نے قائداعظمؒ کو دعوت پر مدعو کیا ہوا تھا چناں چہ وہ، اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ کھانے کی دعوت میں راولپنڈی مسلم لیگ کے صدر بیرسٹر محمد جان بھی موجود تھے۔ انھوں نے گفت گو کے دوران قائداعظمؒ سے سوال کیا۔ ''پاکستان کا دستور کیا ہوگا؟'' قائداعظم نے جواب دیا: ''یہ تو اُس وقت کی دستور ساز اسمبلی کا کام ہوگا البتہ ہمارے پاس ''قرآن کریم'' کی صورت میں تیرہ سو سال سے دستور موجود ہے۔''

بیرسٹر محمد جان نے مزید استفسار کیا: ''اس دستور کو غیر مسلم بھی تسلیم کر لیں گے؟'' قائداعظمؒ نے جواب دیا: ''میں قرآن مجید کا عالم ہونے کا دعویدار تو نہیں لیکن قرآن کریم کا مجھے جتنا علم ہے، اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ قرآنی دستور تو وہ ہے جس کے متعلق غیر مسلم خود کہیں کہ یہ ہم پر بھی لاگو کیا جائے کیوں کہ اس میں اقلیتوں کے لیے باقاعدہ گنجائش موجود ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناحؒ اور مسٹر گاندھی کے مابین ۱۰ ستمبر ۱۹۴۴ء سے لے کر ۳۰ ستمبر ۱۹۴۴ء تک خط و کتابت رہی۔ قائداعظمؒ نے ایک مکتوب میں جو اُنھوں نے مسٹر گاندھی کے نام تحریر فرمایا،

اس میں دوٹوک اور واضح طور پر اعلان فرمایا ''قرآن مجید مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی، مجلسی، دیوانی، فوجداری، عسکری، تعزیری، معاشی، سیاسی اور معاشرتی غرض یہ کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، اخلاق سے لے کر انسداد جرم تک، زندگی میں جزا اور سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا اور سزا تک، ہر ایک قول و فعل اور حرکت کے احکامات کا مجموعہ ہے۔''

مولانا ظفر علی خان رقم طراز ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے بیان میں فرمایا:
''قرآن مجید مسلمانوں کا دستورِ زندگی ہے۔ یعنی مذہبی، معاشرتی، تمدنی، تجارتی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ وہ مذہبی رسوم سے لے کر زندگی کی ادنیٰ باتوں تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، اجتماعی حقوق سے لے کر انفرادی حقوق تک، پاک بازی سے لے کر جرائم تک، اس دنیا کی سزا سے لے کر آخرت کی جزاء تک، ہر چیز پر قرآن مجید حاوی ہے۔''

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ۱۹۴۶ء کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا: ''مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرزِ حکومت متعین کرنے والا کون ہوگا؟ پھر اُنھوں نے خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''میرے نزدیک مسلمانوں کے طرزِ حکومت کا فیصلہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ''قرآن کریم'' نے کر دیا تھا۔''

ایک مرتبہ ممتاز مسلم لیگی رہنما میاں بشیر احمد قائداعظم محمد علی جناحؒ سے ملاقات کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ ملاقات کے دوران تحریک پاکستان کے حوالے سے گفت گو ہو رہی تھی۔ میاں بشیر احمد نے قائداعظمؒ سے مخاطب ہو کر سوال کیا: ''لوگ کہتے ہیں کہ ''قراردادِ لاہور'' منظور تو ہو گئی ہے لیکن پاکستان شاید سو برس تک نہ بن سکے گا؟ ہماری قوم میں بہت کمزوریاں ہیں۔ ہم پاکستان کیسے بنا سکتے ہیں؟''

قائداعظمؒ نے میز پر موجود ''قرآن مجید'' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تک مسلمانوں کے پاس یہ کتاب ''قرآن کریم'' موجود ہے تو قوم کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟''

جولائی ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے، قائداعظم محمد علی جناحؒ کی رہائش گاہ واقع دہلی میں قیام پاکستان کے ممکنہ مسائل کے حوالے سے نشست ہو رہی تھی۔ دورانِ گفت گو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے قائداعظمؒ سے استفسار فرمایا: ''پاکستان کا دستور کیسا بنایا جائے گا؟''

قائداعظمؒ نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''پاکستان کا آئین ''قرآن مجید'' ہوگا۔ میں نے قرآن کریم ترجمے کے ساتھ پڑھا ہے۔ میرا پختہ ایمان ہے کہ قرآنی آئین سے بڑھ کر کوئی آئین نہیں ہوسکتا۔ میں نے مسلمانوں کا سپاہی بن کر پاکستان کی جنگ جیتی ہے۔ میں قرآنی آئین کا ماہر نہیں۔ آپ اور آپ جیسے دوسرے علماء کو میرا مشورہ ہے کہ آپ مل بیٹھ کر نئے قائم ہونے والے پاکستان کے لیے قرآنی آئین تیار کریں۔''

قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات

قائداعظم محمد علی جناحؒ قرآن کریم فرقانِ حمید کو ایک ''مکمل ضابطۂ حیات'' سمجھتے تھے چناں چہ اُنھوں نے مختلف مواقع پر اس زندۂ جاوید اور تاریخی حقیقت کا برملا اظہار فرمایا۔ ۱۰ جون ۱۹۳۸ء کو میمن چیمبر آف کامرس کے سپاس نامے کے جواب میں اس موضوع پر مدلل اور سیر حاصل بحث کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند پر واضح فرمایا: ''مسلمانوں کے لیے ''پروگرام'' تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے پاس تو تیرہ سو برس سے ایک ''مکمل پروگرام'' موجود ہے اور وہ ''قرآن کریم'' ہے۔ قرآن پاک ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی اور معاشرتی اصلاح و ترقی کے علاوہ سیاسی پروگرام بھی موجود ہے۔ میرا اسی قانونِ الٰہیہ پر ایمان ہے اور میں جو آزادی کا طالب ہوں تو وہ اسی کلام الٰہی کی تعمیل ہے۔ قرآن پاک ہمیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہے: آزادی، مساوات اور اخوت۔ بحیثیت ایک مسلمان کے میں بھی انھی تین چیزوں کے حصول کا متمنی ہوں۔ تعلیمات قرآنی ہی میں ہماری نجات ہے اور انھی کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کرسکتے ہیں۔''

قائداعظمؒ آزادی چاہتے تھے۔ اُنھیں یقین تھا کہ جب مسلمان آزاد اور خود مختار ہو جائیں گے تو ''اسلام'' بھی آزاد ہوجائے گا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اُنھوں نے متعدد مواقع پر اس تلخ حقیقت کا کھلے بندوں اظہار کیا کہ ''پاکستان قائم ہوجائے گا تو مسلمان بھی آزاز ہوجائیں گے، نیز تباہ و برباد ہونے سے بچ جائیں گے اور اس طرح اسلام بھی آزاد ہوجائے گا۔'' ایک دوسرے موقع پر فرمایا: ''اگر پاکستان قائم نہ ہوا تو ہندوستان میں مسلمان اور اسلام تباہ ہوجائیں گے۔'' اسی طرح ایک اور مقام پر قائداعظمؒ نے کہا: ''اگر آپ ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام کو بچانا چاہتے ہیں تو وہ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ پاکستان کا قیام عمل میں آجائے۔''

قائداعظمؒ کی دلی تمنا تھی کہ ہم اپنے آزاد اور خودمختار پاکستان میں آزادی کے ساتھ اسلامی اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اپنی اقتصادی، تمدنی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ترقی اصلاح کر سکیں گے۔ جیسا کہ ہم نے میمن چیمبر آف کامرس کی تقریر میں ملاحظہ کیا کہ اُن کی آزادی کی خواہش اور تمنا کلام الٰہی کے عین مطابق اور اس کی تعمیل تھی۔ اُنھوں نے یہ بات بار بار کہی کہ ''آزادی حاصل کرنا مسلمان کا حق ہے جس سے کوئی روک نہیں سکتا کیوں کہ مسلمان آزاد پیدا ہوتا ہے۔''

پاکستانی حکومت کی بنیاد قرآنی احکامات پر ہوگی

نواب بہادر یار جنگ تحریک پاکستان کی ایک نادرِ روزگار ہستی ہیں اور ان کی خدمات اس قدر قابل قدر، گراں بہا اور شاندار ہیں کہ ان کے ذکر کے بغیر تاریخ نامکمل رہے گی۔ وہ جامع حیثیات بزرگ تھے۔ خداوند کریم نے انھیں غیر معمولی ذہنی اور فکری صلاحیتوں اور زبردست عملی قوتوں سے نوازا تھا۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ قائداعظمؒ کی طرح ان کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ جو کچھ ان کے دل میں ہوتا، وہی ان کی زبان پر ہوتا۔ وہ قائداعظمؒ کی مانند حق پرست اور صاف گو انسان تھے۔ جہاں حق کی بات کہنے کا سوال ہوتا، وہ بڑی سے بڑی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے اور ہرگز نہ ڈرتے۔ وہ انتہائی بے لوث اور بے خوف انسان تھے۔ وہ قائداعظمؒ کی مانند خدائے ذوالجلال کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ حریت پسند اور بااصول انسان تھے۔ قائداعظمؒ بھی ان خوبیوں کے معترف تھے۔ وہ پُرکشش شخصیت کے مالک، خلوص اور ایثار سے سرشار اور صاحب کردار انسان تھے۔ وہ شعلہ نوا مقرر، آتش بیان خطیب، معجز نما ادیب، روشن ضمیر دانشور، جید عالم دین اور مدبر سیاست دان تھے۔ وہ اقبالؒ کے مردِ مومن اور عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ ان کی وفات پر قائداعظمؒ نے سری نگر سے ۲۶ جون ۱۹۴۴ء کو اپنے تعزیتی بیان میں فرمایا: ''ان کی وفات سے ''اسلام'' اور ''مسلمان'' اپنے ایک کنز اور بے حد مخلص کارکن سے محروم ہوگئے ہیں۔ ان کی رحلت کے باعث مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کا عظیم ترین علمبردار اس دنیا سے اٹھ گیا ہے۔''

نواب بہادر یار جنگ کس نظریہ کے حامی تھے؟ اس کا اندازہ اس تقریر سے ہوتا ہے جو انھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۴۳ء میں کی تھی۔ انھوں نے فرمایا: ''سن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر نہیں ہے، وہ شیطانی سیاست ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس حقیقت کا برملا اظہار فرمایا کہ پاکستان کا دستور شریعت کے عین مطابق ہوگا اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا جائے گا۔ نواب بہادر یار جنگ جو مسلم لیگ کے روح رواں تھے، ۱۹۴۴ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں شریک تھے۔ اجلاس کی کارروائی کے ذکر کے ساتھ ساتھ انھوں نے اس حقیقت کی بالخصوص نشان دہی کی کہ قائداعظمؒ لاریب (بلا شک وشبہ) ''قرآنی حکومت'' چاہتے تھے۔ نواب بہادر یار جنگ نے اجلاس مسلم لیگ کی رپورٹ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا محمد علی، استاد شعبۂ دینیات، جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن کے نام ۱۸/اپریل ۱۹۴۴ء کو ایک مکتوب میں تحریر کیا:

''مسلم لیگ کے ساتھ اس لیے ہوں کہ غیر شعوری طور پر اس کا قائد اسی منزل کی طرف جا رہا ہے۔ پاکستان کے دستور حکومت کی تحریک اس سال کے اجلاس میں نہ آسکی اور مجلس موضوعات نے اس کو قبل از وقت اور خلاف مصلحت قرار دیا لیکن یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس مقصد کو مقصدِ حیات سمجھنے والوں کا ایک خاصا بڑا گروہ مسلم لیگ میں پیدا ہو گیا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ یہ سب کے سب دیوانے داڑھی منڈے اور اصطلاحاً غیر عالم ہیں۔ ان کی مایوسی سے دل کو رنج ہوا۔ آخری اجلاس کی آخری تقریر میں میری یاوہ گوئیاں تھیں۔ اس میں اس موضوع پر بحث رہی اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اللہ نے میری زبان سے اعلان کروا دیا کہ'' پاکستان کا دستور الٰہی دستور اور وہاں کی حکومت قرآنی حکومت ہوگی'' اور سب سے بڑھ کر قابلِ مسرت یہ ہے کہ میں دورانِ تقریر اس مقام پر پہنچا تو قائداعظمؒ نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مُکا مار کر فرمایا: ''تم بالکل درست کہتے ہو۔'' اور میں نے فوراً اعلان کر دیا کہ قائداعظمؒ سے میرے قول کی سندِ تصدیق مل گئی۔''

(بصد شکریہ پروفیسر حنیف شاہد)

☆-☆-☆

روشن زندگی کے منور گوشے

○ ایک بار قائداعظم نے مجھے بتایا کہ میں نے بیرسٹری کے لیے ''لنکنز ان'' میں محض اس لیے داخلہ لیا تھا کہ اس کے صدر دروازے پر لکھے ہوئے دنیا کے ممتاز قانون سازوں کی فہرست میں پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی سر فہرست تھا۔ (نواب صدیق علی خان)

○ قائداعظم جب بھی بمبئی آتے، ہمارے پاس ٹھہرتے اور فرصت کے اوقات میں اپنے اس دور کے واقعات سناتے جب وہ انگلستان میں تھے۔ ایک دفعہ کرسمس کے موقع پر طلبا و طالبات میں ایک کھیل کھیلا جا رہا تھا جس میں جیتنے والے لڑکے یا لڑکی کو دوسرے ساتھیوں کی ایک فرمائش پوری کرنا ہوتی تھی۔ قائداعظم جب جیت گئے تو ساتھیوں نے فرمائش کی کہ آپ فلاں لڑکی کا ہاتھ تھام کر رقص کریں۔ مگر قائداعظم نے اس کے جواب میں یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''میں اپنی ہونے والی بیوی کے سوا کسی اور لڑکی کا ہاتھ نہیں تھاموں گا۔'' وہ زندگی بھر اس اصول پر عمل پیرا رہے۔
(بیگم نصرت عبداللہ ہارون)

○ قائداعظم اور مس فاطمہ جناح ایک دفعہ ساحل کے ساتھ ساتھ موٹر کی سواری میں سمندری ہواؤں کا لطف لے رہے تھے۔ میں ان کی موٹر ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس اثناء میں نے قائداعظم سے عرض کیا' عالی جاہ! والد کا خط آیا ہے' کچھ پیسے دہلی بھیجنے ہیں' انھوں نے فرمایا ''ویل! ابھی ہم نے تم کو دو سو روپیہ دیا تھا' کدھر گیا؟'' میں نے عرض کیا' عالی جاہ! وہ تو خرچ ہو گئے۔ آپ نے برجستہ جواب دیا! ''ویل تم ایک دم مسلمان ہو گیا۔ تھوڑا ہندو بنو'' میں سمجھ گیا کہ اس لطیفے سے مجھے وہ کفایت شعاری کی جانب مائل کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کی مجموعی فضول خرچی کو وہ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔
(محمد حنیف آزاد)

- ہندو اور مسلمان کانگریسی لیڈروں کا اکٹھ تھا۔ بات پاکستان پر چل پڑی اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑے جانے لگے۔ ایک مسلمان شریک مجلس نے جو کانگرس کی مجلس عاملہ کے رکن رہ چکے تھے' قائداعظم کو انگریزوں کا ''زرخرید'' کہہ دیا۔ یہ سنتے ہی سروجنی نائیڈو بولیں ''کیا کہا تم نے! جناح انگریزوں کا زرخرید ہے' تم بک سکتے ہو' میں خریدی جا سکتی ہوں' باپو (گاندھی) اور جواہر لعل نہرو کا سودا ہو سکتا ہے مگر جناح انمول ہے۔ اسے کوئی نہیں خرید سکتا۔ ہمارے نقطہ نظر سے وہ غلط راستے پر گامزن ہے لیکن اس کی دیانت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ (رئیس احمد جعفری)
- میرے والد مرحوم (ملک برکت علی ایڈووکیٹ) کی طرف سے ایک ٹی پارٹی دی گئی جس میں قائداعظم کے سامنے وہ کیک رکھا گیا جو ہندوستان کے نقشے کے مطابق بنایا گیا تھا اور اس میں پاکستان کے حصے میں آنے والے علاقوں کا رنگ سبز تھا۔ جب بابائے قوم نے کیک کاٹا تو بڑی احتیاط سے سبز حصہ الگ کر دیا۔ کسی نے کہا جناب ذرا سا اور کاٹ لیجئے' جواب ملا! ''میں تجاوز پسند نہیں کرتا' نہ کسی کا حق غصب کرو اور نہ اپنا حق چھوڑو۔'' (عباس احمد عباسی)
- میں قائداعظم کا اے ڈی سی تھا کہ ایک بار ان کے ایک بھائی ان سے ملنے آئے۔ انھوں نے مجھے اپنا وزٹنگ کارڈ دیا جو میں نے جا کر قائداعظم کو دے دیا۔ قائداعظم نے پوچھا! ''کون ہیں'' میں نے کہا! ''آپ کے بھائی ہیں۔'' وہ بولے! ''انھوں نے پہلے سے وقت لیا تھا؟'' میں نے کہا! ''جی نہیں'' فرمایا! ''انھیں کہو تشریف لے جائیں۔'' میں دروازے کی طرف مڑا تو قائداعظم نے مجھے دوبارہ بلایا اور کارڈ میرے ہاتھ سے لے کر سرخ پنسل سے اس پر قائداعظم کا لفظ کاٹا پھر ''گورنر جنرل آف پاکستان کے بھائی'' کا لفظ کاٹا اور پھر کارڈ مجھے تھماتے ہوئے کہا! ''ان سے کہو کہ کارڈ پر صرف اپنا نام لکھیں' میرے یا گورنر جنرل کے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں'' میں نے باہر جا کر کارڈ ان کے بھائی کو دے دیا۔ وہ وہاں سے چلے گئے اور پھر واپس نہ آئے۔'' (جنرل گل حسن)
- بیماری کے آخری دنوں میں ہمیں کراچی میں نواب بہاولپور کے مکان کی ضرورت پڑی جو ملیر میں تھا۔ قائداعظم کوئٹہ میں صاحب فراش تھے۔ ہم نے اجازت طلب کی کہ وہ فرمائیں تو ہم نواب آف بہاولپور کو جو لندن میں ہیں' تار دے کر اجازت حاصل کر لیں۔ قائداعظم نے پوری بات سن کر جواب دیا'' آپ نے سنا ہو گا کہ پہلے زمانے میں جب وکیل ہائی کورٹ کا جج بن جاتا

تو وہ کلبوں اور نجی محفلوں میں جانا ترک کر دیتا کہ اس کی غیر جانبداری مشکوک نہ ہو۔ چناں چہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے گورنر جنرل کے اعلیٰ منصب کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ اس وقت ہم ضرورت مند ہیں، لیکن میں اپنی ذات کی خاطر اس عظیم منصب کی عظمت اور غیر جانبداری کو خاک میں نہیں ملا سکتا۔ لہٰذا تمھیں تار دینے کی اجازت نہیں ہے۔" (کرنل الٰہی بخش)

○ یہ ۱۹۴۶ء کا ذکر ہے میں ان دنوں مسلم لیگ کی مزنگ شاخ کے شعبہ نشر و اشاعت سے منسلک تھا۔ میرے چند نوجوان ساتھیوں نے اس وقت تک قائداعظم کو نہیں دیکھا تھا۔ قائداعظم لاہور تشریف لا رہے تھے، اپنے دوستوں کی خواہش پر میں انھیں ساتھ لے کر اسمبلی ہال کی طرف چل پڑا۔ اگر چہ یہ بے ضابطگی تھی تاہم مجھے قائداعظم کی اس شفقت پر زعم تھا جو وہ نوجوانوں کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ اسمبلی ہال کے باہر چبوترے پر تمام مسلم لیگی ارکان اسمبلی نیم دائرے میں قائداعظم کا استقبال کرنے کے لیے جمع تھے۔ ہم پانچ چھ ساتھی بائیں طرف والے آرائشی پیالے والے ستون کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ منتظمین میں سے بیشتر میرے شناسا تھے لہٰذا کوئی مزاحم نہ ہوا۔ قائداعظم تشریف لائے، گاڑی سے اتر کر انھوں نے سیڑھیوں پر قدم رکھا اور ہم اپنی جگہ سے کھسک کر آگے نکل آئے۔ راجہ غضنفر علی خان نے ہمیں ٹوکا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ذوق و شوق کا ذکر کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ پل بھر کے لیے قائداعظم سے ملنا ہے۔ اس کے بعد ہم فوراً چلے جائیں گے۔ راجہ صاحب کا استدلال تھا کہ قائداعظم کو یہ حرکت ناگوار گزرے گی کیوں کہ وہ اس قسم کی بے قاعدگیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اتنے میں قائداعظم چبوترے پر پہنچ چکے تھے۔ اتفاق سے اسی وقت وہ ہماری طرف متوجہ ہو گئے اور راجہ صاحب سے پوچھا، What is the matter? (کیا قصہ ہے؟) انھوں نے بوکھلا کر مختصراً ماجرا بیان کر دیا: قائداعظم نے میری طرف دیکھا مجھے ان کی عقابی نگاہیں دل کو چھیدتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ ایک سرد لہر میری ریڑھ کی ہڈی میں اتر گئی۔ اچانک انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا "Youngsters First" (پہلے نوجوان آگے بڑھیں) اور ہماری جان میں جان آئی۔ جلدی جلدی ہم نے ان سے مصافحہ کیا اور خوش خوش واپس ہونے لگے اچانک انھوں نے ہمیں روک کر فرمایا Discipline First (نظم و ضبط کو اوّلیت دی جائے) اور ہم پر گھڑوں پانی پھر گیا۔

(سعید فاروقی)

- عثمان بھائی، رحیم بھائی سپاہی جو بمبئی کے معمولی بزنس مین تھے' پرائمری مسلم لیگ وارڈ نمبر 3 بمبئی کے صدر تھے۔ قائداعظم بھی اسی پرائمری مسلم لیگ کے رکن تھے۔۱۹۴۳ء میں قائداعظم بیمار پڑ گئے۔ نواب بہادر یار جنگ ان کی عیادت کے لیے حیدر آباد سے بمبئی آئے۔ صوبائی مسلم لیگ کے دفتر سے انھوں نے ٹیلی فون پر قائداعظم سے رابطہ قائم کیا اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ قائداعظم نے انھیں بتایا کہ ڈاکٹر نے انھیں ایک دو دن کے لیے ملاقات سے منع کر رکھا ہے۔ نواب صاحب کو انکار ہوا تو عثمان بھائی نے کہا نواب صاحب قائداعظم نے آپ کو تو وقت نہیں دیا' دیکھنا مجھے ملیں گے۔ میں ابھی ٹیلی فون کرتا ہوں اور وہ مجھے فوراً بلائیں گے۔
- نواب بہادر یار جنگ عثمان بھائی سے متفق نہیں ہوئے۔ عثمان بھائی نے فون ملایا اور کہا۔ ''عثمان بھائی رحیم بھائی سپاہی صدر پرائمری مسلم لیگ وارڈ نمبر تین (۳) بول رہا ہوں۔ میں پرائمری مسلم لیگ کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں'' قائداعظم نے بیماری اور ڈاکٹر کی ہدایت کے باوجود اپنے صدر کو وقت دے دیا۔ دراصل وہ اپنی پرائمری مسلم لیگ کے عہدے داروں کو ان کا مقام دیتے۔ چنانچہ جب کبھی بمبئی میں انھیں پرائمری مسلم لیگ کے جلسہ عام میں شرکت کا موقع ملتا تو وہ پرائمری مسلم لیگ کے صدر کو کرسی صدارت پر بٹھاتے۔ (حسن اے شیخ)
- ''اوٹا کمانڈ میں قیام کے دوران مہاراجہ پیتھا پرم نے قائداعظم کو لنچ پر بلایا۔ ۸۰ میل کا فاصلہ تھا' جگہ جگہ استقبال ہوا۔ ایک جگہ تو لوگوں نے روک لیا کہ تقریر کے بغیر نہیں جانے دیں گے۔ سٹیج انھوں نے پہلے ہی تیار کر رکھی تھی۔ سرخ قالین بھی بچھا ہوا تھا۔ قائداعظم زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے۔ سو دو سو گز کے فاصلے پر ایک ننگ دھڑنگ لڑکا یہی نعرہ اکیلا کھڑا لگا رہا تھا۔ قائداعظم نے اسے سٹیج پر بلایا اور کہا کہ تم پاکستان زندہ باد کے لئے کیوں لگاتے ہو۔ پاکستان کیا چیز ہے؟ پہلے تو وہ لڑکا گھبرا گیا۔ لیکن قائداعظم نے اس کی ہمت بندھائی تو وہ کہنے لگا آپ جتنا تو نہیں جانتا' بس اس قدر سمجھتا ہوں کہ اس کا مطلب ہے' جہاں ہندو آباد ہیں' وہاں ہندوؤں کی حکومت ہوگی اور جہاں مسلمان بستے ہیں' وہاں مسلمانوں کی حکومت ہوگی۔ اس بچے کا یہ جواب سن کر قائداعظم بہت مسرور ہوئے' اسے تھپکی دی اور فرمایا! ''قرارداد لاہور کی اس سے بہتر اور کوئی تشریح نہیں ہوسکتی۔'' (مطلوب الحسن سید)
- ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے قائداعظم ریل میں سفر کرتے ہوئے نصب شب علی گڑھ سے گزرے۔

ریلوے سٹیشن پر طلبا کے ہجوم نے ان سے ملاقات پر اصرار کیا۔ان کے سیکرٹری نے لاکھ منع کیا۔ کیوں کہ اس وقت قائداعظم سوئے ہوئے تھے لیکن طلبا مصر رہے۔قائداعظم نے کھڑکی کھولی تو طلبا نے کہا ہمارے لیے کوئی پیغام دیجئے۔قائداعظم نے گرجدار آواز میں جواب دیا،''جاؤ جس طرح تم نے مجھے گہری نیند سے جگایا ہے اسی طرح قوم کو اس کی گہری نیند سے جگادو'' پلیٹ فارم اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ (مسٹر جسٹس یعقوب علی)

- ان دنوں آسام کی کافی زمین خالی پڑی تھی اور لوگ دوسرے علاقوں سے آکر اس زمین پر آباد ہو رہے تھے اور اسے قابل کاشت بنا رہے تھے۔کانگرس کی حکومت تھی۔اس نے ان نئے آباد کاروں پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیئے اور ایک تصوراتی لائن کھینچ کر کہا کہ ادھر کوئی نہیں آئے گا۔ بے چارے لوگوں نے محنت کی' دھان اگایا' کپاس اگائی اور ہندوؤں نے انھیں مار بھگایا۔ہم نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور قائداعظم کے دورہ آسام کے موقع پر یہ مسئلہ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں پیش کیا۔قائداعظم نے کہا!''خالی زمین پر آباد ہونا اور اسے زیر کاشت لانا ہر انسان کا حق ہے' اگر کوئی قانون اس حق کی نفی کرتا ہے تو وہ سرے سے قانون ہی نہیں۔ ایسے قانون کو ہرگز اہمیت نہیں دینی چاہیے۔انھوں نے خود ایک قرارداد کا مسودہ تیار کیا جو مجلس عاملہ نے منظور کر لیا۔اور قائداعظم نے فرمایا! پھیل جاؤ اور جہاں جہاں خالی زمین نظر آئے کاشت کرو۔ (محمود علی)
- دلی میں قائداعظم کا گھر سڑک کے عین اوپر تھا' لیکن گھر کا رخ سڑک کی دوسری جانب تھا۔اس رخ پر گھر کے بالکل سامنے محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے کچھ کوارٹر تھے۔محکمہ والوں نے ان کے گھر کے سامنے بیت الخلا بنانے شروع کر دیے۔قائداعظم کے دوستوں نے ان سے کہا'' آپ پی ڈبلیو ڈی والوں سے بات کریں وہ کبھی آپ کی بات رد نہیں کر سکتے لیکن قائداعظم نے کہا کہ میں ذاتی کام کے لیے کسی سرکاری محکمے کا احسان نہیں اٹھانا چاہتا۔اس کے تھوڑے دن بعد ایک موقع پر قائداعظم نے اپنا دایاں ہاتھ میز پر گھماتے ہوئے کہا 'I Turned My House like this (میں نے اپنے گھر کا رخ یوں بدل دیا) انھوں نے گھر کو گرا کر اس کا رخ تبدیل کروایا لیکن محکمے والوں سے بات نہ کی۔ (حسین امام)
- قائداعظم ریل کے سفر کے دوران اپنے لیے دو برتھ ریزرو کرایا کرتے تھے۔ایک دفعہ کسی نے

ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو جواب میں انھوں نے ایک واقعہ سنایا ''میں ایک ہی برتھ ریزرو کرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں بمبئی سے لکھنو جارہا تھا۔ کسی چھوٹے سے سٹیشن پر ٹرین رکی تو ایک اینگلو انڈین لڑکی میرے ڈبے میں آکر دوسری برتھ پر بیٹھ گئی۔ چوں کہ میں نے ایک ہی برتھ ریزرو کرائی تھی اس لیے خاموش رہا۔ ٹرین نے رفتار پکڑی تو اچانک وہ لڑکی بولی تمھارے پاس جو کچھ ہے فوراً میرے حوالے کردو ورنہ میں ابھی زنجیر کھینچ کر لوگوں سے کہوں گی کہ یہ شخص میرے ساتھ زبردستی کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کاغذوں سے سر ہی نہ اٹھایا۔ اس نے پھر اپنی بات دہرائی میں پھر خاموش رہا۔ آخر کار تنگ آکر اس نے مجھے جھنجھوڑا تو میں نے سر اٹھایا اور اشارے سے کہا میں بہرہ ہوں۔ مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا۔ جو کچھ کہنا ہے لکھ کردو۔ اس نے اپنا مدعا کاغذ پر لکھ کر میرے حوالے کر دیا۔ میں نے فوراً زنجیر کھینچ دی اور اسے مع اس کی تحریر کے ریلوے حکام کے حوالے کر دیا۔ اس دن کے بعد سے میں ہمیشہ دو برتھ ریزرو کراتا ہوں۔ (سید ہاشم رضا)

○ قائداعظم ایک روز بمبئی میں مسلم لیگ کے جلسے میں شرکت کے لیے تشریف لے جارہے تھے راستے میں انھوں نے مجھ سے Proud کے معنی پوچھے۔ میں نے بتایا کہ اس کا مطلب مغرور ہوتا ہے۔ قائداعظم نے جلسہ گاہ میں تقریر کے دوران اردو جملہ بولتے ہوئے یہ لفظ اس طرح استعمال کیا! ''میں مغرور ہوں کہ میں مسلمان ہوں'' انھوں نے احتیاطاً Proud کا لفظ بھی ساتھ بول دیا۔ واپسی پر میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ پورے جملے کا اردو مطلب دریافت فرماتے، تو میں آپ کو بتاتا کہ '' آپ کو مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے'' کہنا چاہیے تھا۔ اس پر قائداعظم نے فرمایا! ''میں اپنی تقریر یا اس کا کوئی اقتباس قبل از وقت کیسے افشا کرسکتا تھا۔ (سید شریف الدین پیرزادہ)

○ قیامِ پاکستان سے کچھ دیر پہلے ایک مسلمان سول افسر سنٹرل انٹیلی جنس میں متعین تھا۔ اس کی دلی ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ تھیں۔ ایک روز اتفاقاً اس کے ہاتھ ایک فائل لگی جسے پڑھ کر اسے پتہ چلا کہ ہندو لیڈر در پردہ اور پیشگی ہی ایسے منصوبے بنا رہے ہیں کہ پاکستان کے بنتے ہی اسے اپاہج بنا دیا جائے۔ مسلمان افسر نے محسوس کیا کہ اس امر سے قائداعظم کو خبردار کیا جانا چاہیے کیوں کہ پاکستان کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ اس نے یہ فائل چرالی۔ تین دن کی رخصت لی، بھیس بدلا اور بمبئی روانہ ہوگیا۔ آدھی رات کے وقت وہ قائد کی کوٹھی پر پہنچا۔ اندر اپنے نام کی چٹ بھجوائی۔ تھوڑی دیر بعد قائداعظم نے اسے اندر بلالیا۔ مسلمان افسر نے مختصراً

اپنی آمد کی وجہ بیان کی اور پھر فائل سامنے رکھ دی۔ قائداعظم نے بڑے اطمینان سے ساری فائل پڑھی پھر بولے! نوجوان! کیا تم نے پاکستان میں ملازمت کے لیے OPT (خود کو پیش) کیا ہے؟ اور پھر پیشتر اس کے کہ وہ افسر کوئی جواب دیتا' قائداعظم نے کہا! ''میں تمھیں مشورہ دیتا ہوں کہ پاکستان میں ایسے افسروں کے لیے قطعی جگہ نہیں ہے جو دفتری راز غیر متعلقہ لوگوں پر فاش کریں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ (ممتاز مفتی)

- میں قائداعظم کے پاس ملازم تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں نے مس فاطمہ جناح سے کہا کہ مجھے نماز کے لیے چھٹی چاہیے۔ انھوں نے اجازت دے دی۔ اسی وقت بے بی (قائداعظم کی بیٹی) اندر آئیں اور اصرار کرنے لگیں کہ انھیں ہارون بائی روڈ پر کچھ سہیلیوں سے ملنے جانا ہے اور انھیں کار کے ساتھ مجھے بھی لے جانا ہے۔ اگر چہ میں بے بی کے لیے اپنے پروگرام میں ایک آدھ گھنٹہ کی ترمیم کرنے کے لیے تیار تھا' لیکن اسی دوران قائداعظم تشریف لے آئے انھوں نے بے بی سے سختی سے کہا! ''نہیں! فقیر محمد جمعہ کی نماز پڑھنے جا رہا ہے' تم کار پر نہیں جا سکتیں' کسی سے کہو' تمہارے لیے ٹیکسی لے آئے۔'' (فقیر محمد)

- قیام زیارت کے دوران قائداعظمؒ کی خدمت پر مامور ڈاکٹر ریاض علی شاہ نے ایک روز کہا کہ مقررہ وقت پر چائے پیش کرنے کے لیے آپ کو کبھی جگانا پڑتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر آپ سوئے ہوئے ہوں تو بہتر ہے آپ کو نہ جگایا جائے۔ قائداعظمؒ نے جواب دیا۔ صحت کے لیے زندگی بھر کے اصول ترک نہیں کیے جا سکتے۔

- ایک روز ایک موکل قائداعظمؒ کے پاس آیا۔ اپنے کاغذات دکھاتے ہوئے کہا کہ آپ ان کو پڑھ کر اس کیس کے بارے میں اپنی رائے دیجیے۔ قائداعظم نے کہا۔ اس قسم کے کاغذات کا مطالعہ کرنے کی فیس فی گھنٹہ کے حساب سے لی جاتی ہے جو آپ کو ادا کرنا ہو گی' موکل نے کہا کیوں کہ یہ کاغذات بہت زیادہ ہیں' اس لیے اس کی فیس تو کافی بن جائے گی اور میں صرف دس ہزار روپے دے سکتا ہوں۔ اس لیے صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کاغذات پڑھنا شروع کر دیں اور جب رقم ختم ہو جائے تو جہاں تک پڑھا ہو' اس پر رائے دے دیں۔ قائداعظم نے یہ شرط منظور کر لی اور قائداعظمؒ نے کاغذات پڑھنے شروع کر دیے۔ موکل واپس آیا تو قائداعظم سارے کاغذات پڑھ چکے تھے۔ قائداعظم نے موکل سے کہا ''اس کیس کو دیکھنے میں میرا جو وقت صرف

ہوا' اس کی فیس کل ساڑھے تین ہزار بنتی ہے۔ اس لیے یہ رہے آپ کے باقی ساڑھے چھ ہزار روپے اور یہ فائل'' موکل نے کہا'' جناب میں نے تو دس ہزار روپے کی حامی بھری تھی۔ آپ نے پوری فائل دیکھی ہے۔'' قائداعظم نے جواب دیا۔'' بات پوری فائل کی نہیں' اصول کی ہے' جس شرط پر میں نے کاغذات پڑھنے شروع کیے تھے' اس لحاظ سے میں نے اپنی فیس وصول کر لی باقی آپ کی رقم آپ کو واپس کر رہا ہوں۔''

- ایک بار بھوپال میں ایک مقدمے میں بیرسٹر سید محمد حسین کو قائداعظم کے جونیئر وکیل کی حیثیت سے پیش ہونا تھا۔ قائداعظم ٹرین لیٹ ہونے کی وجہ سے مقررہ وقت پر عدالت نہ پہنچ سکے' بیرسٹر سید محمد حسین مجبوراً ان کی جگہ بحث شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد قائد آئے تو بیرسٹر محمد حسین نے اپنی بحث بند کر دی اور قائد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔'' معاف کیجیے جناب! آپ کی عدم موجودگی میں مجھے بحث کا آغاز کرنا پڑا تھا۔ اب آپ تشریف لائیے آپ سینئر وکیل ہیں۔ مگر قائداعظم نے کہا یہ اس پیشے کے آداب کے خلاف ہے' آپ بحث جاری رکھیے آج آپ کی حیثیت سینئر وکیل کی رہے گی اور میری جونیئر کی۔ بعد میں قائداعظم نے فیس بھی جونیئر وکیل ہی کی وصول کی۔

- ایک بار عید کے موقع پر قائداعظم نے عید کی نماز دلی کی جامع مسجد میں ادا کی۔ مسجد میں ہزاروں کا مجمع تھا۔ لوگوں نے انھیں پہچانا تو جوش و خروش پھیل گیا۔ اتنے میں دلی کے ایک سر برآوردہ لیگی لیڈر آگے بڑھے اور قائداعظم سے عید ملنا چاہی۔ قائداعظم نے انھیں عید کی مبارک دی اور کہا '' معاف کیجیے میں آپ سے گلے نہیں مل سکتا۔ یہاں سب مسلمان برابر ہیں اگر میں آپ سے گلے ملوں تو میرا اخلاقی فرض ہوگا کہ میں فرداً فرداً ہر ایک سے معانقہ کروں جو میرے لیے ممکن نہیں' اس لیے میرے لیے محفوظ راستہ یہی ہے کہ میں کسی سے گلے نہ ملوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ برا نہیں مانیں گے۔''

- ایک دفعہ قائداعظم ایک مقدمے کے سلسلے میں آگرے تشریف لے گئے۔ لیگ کے کارکنوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے قائداعظم سے ملاقات کی اور ایک جلسے کا پروگرام ترتیب دے کر ان سے تقریر کی درخواست کی' مگر قائداعظم نے معذرت کی۔ کارکنوں نے وجہ دریافت کی' تو فرمایا '' کہ میں یہاں اپنے موکل کی طرف سے پیش ہونے آیا ہوں۔ جس کی وہ فیس ادا کر رہا ہے۔

میں خیانت کیسے کروں؟ آپ جلسہ کرنا چاہتے ہیں' ضرور کریں۔ بعد میں بلالیں' میں اپنے خرچ پر آجاؤں گا۔

- قائداعظم قیام کوئٹہ کے دوران ایجنٹ ٹو ڈی گورنر جنرل مسٹر اے جی سیوتج کے مہمان تھے۔ ان دنوں اے آر خان جوڈیشنل کمشنر تھے۔ اے جی جی توہین عدالت کا مرتکب ہوا' جوڈیشنل کمشنر نے اسے نوٹس بھیجا کہ وہ معافی مانگے' ورنہ اس کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ چلے گا۔ مسٹر سیوتج عجیب وغریب صورتِ حال میں پڑ گیا وہ انتظامیہ کا سربراہ بھی تھا اور قائداعظم کا میزبان بھی' قائداعظم کو صورتِ حال کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ''مسٹر سیوتج قانون کو اپنے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور اسکی بالادستی بھی قائم رہنی چاہیے۔ آپ معافی مانگنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ یہ ایک اصولی اور اچھی بات ہے۔''

- ۱۹۴۳ء کے اواخر میں لاہور کے ایک تاجر کتب شیخ محمد اشرف بمبئی آئے اور قائداعظم سے کہا کہ میں آپ کی سوانح عمری لکھوانا چاہتا ہوں' اس لیے کسی آدمی کا تعین فرمایا جائے۔ قائداعظم نے اس سلسلے میں مطلوب الحسن سید کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ یہ کام کر سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا مجھے تو اس کام کے لیے اپنے سے بہتر کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ اس پر قائداعظم نے فرمایا ''اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو پھر اللہ کا نام لیں لیکن ایک شرط ہے' تمھیں میری ملازمت چھوڑنا پڑے گی۔ ایک تو ملازمت میں رہتے ہوئے تمھیں وقت نہیں ملے گا' دوسرے بعض لوگ کہیں گے کہ یہ کتاب میں نے اپنی نگرانی میں لکھوائی ہے' تیسرے میرے ساتھ ہونے کی وجہ سے غیر جانبداری سے نہیں لکھ سکو گے۔

- قائداعظم ۱۹۴۱ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سالانہ جلسے کی صدارت کے لیے لاہور تشریف لائے اور طلبہ کے مہمان کی حیثیت سے لاہور کے ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ ایک روز راجہ غضنفر علی خان ان سے ملنے آئے۔ راجہ صاحب قائداعظم کے پرانے رفیق کار ہونے کے علاوہ مرکزی اسمبلی میں انڈی پنڈنٹ پارٹی کے سیکرٹری تھے۔ وہ آئے تو قائداعظم موٹر سے اتر کر اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے راجہ غضنفر علی خان نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا' جناب میں آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہوں۔ قائداعظم نے بلاتامل جواب دیا میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا مہمان ہوں میرا پروگرام ان نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے ان سے

وقت لے لیجئے۔

- پاکستان کا گورنر جنرل بننے کے بعد قائداعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس دسمبر ۱۹۴۷ء میں طلب کیا۔ خالق دینا ہال کے صدر دروازے پر مندوبین کے داخلے کے ٹکٹوں کی جانچ پڑتال نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ نواب صدیق علی خان کر رہے تھے۔ وقت مقررہ پر قائداعظم حسب ضابطہ اپنے داخلے کا پاس جیب میں ڈالے تشریف لائے۔ سالار اعلیٰ نے ان کا ٹکٹ چیک کرنا سوئے ادب سمجھا اور سلام کر کے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ قائداعظم نے صدیق علی خان سے پوچھا کہ آپ نے میرا ٹکٹ کیوں نہیں دیکھا۔ آپ کو پوچھنا چاہیے تھا اس پر نواب صدیق علی خان نے معذرت کی۔
- جس زمانے میں قائداعظم گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں قیام پذیر تھے، کبھی کبھی سیر کے لیے ملیر تک جاتے تھے ایک روز آپ کار میں اپنے اے ڈی سی گل حسن کے ساتھ جا رہے تھے کہ ریلوے پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے کار رک گئی۔ اے ڈی سی گاڑی سے اترے اور پھاٹک والے سے کہا کہ اگر ریل گاڑی دور ہے تو پھاٹک کھول دو، کار میں قائداعظم ہیں۔ پھاٹک والے نے پھاٹک کھول دیا اور اے ڈی سی واپس آ کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ قائداعظم نے ان سے کہا واپس جاؤ اور پھاٹک بند کرو۔ قانون سب کے لیے قانون ہوتا ہے۔ تم مجھ سے کس طرح بے اصولی کی توقع کرتے ہو۔ اے ڈی سی نے دوبارہ جا کر پھاٹک بند کروایا اور ریل گزرنے کے بعد پھاٹک کھلنے پر قائداعظم کی کار روانہ ہوئی۔

☆-☆-☆

روشن اقوالِ قائد

☆ کفایت شعاری ایک قومی دولت ہے۔ (قوم کے نام پیغام، ۵ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات وادبیات کس امر پر شاہد ہیں؟ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔
(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء)

☆ میرے خیال میں مسلم تاجروں کی بہتری کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں بنتی کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اقتصادی تنظیم پیدا کریں۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے صنعتی اور تعلیمی ادارے قائم کرنے چاہئیں۔ ہمیں اپنی قوم کو منظم کرنا ہوگا۔ (میمن چیمبر آف کامرس، بمبئی، ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء)

☆ اسلام انصاف، مساوات، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے بل کہ جو غیر مسلم ہماری حفاظت میں آجائیں، ان کے ساتھ فیاضی کو بھی روا رکھتا ہے۔ (مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۲ نومبر ۱۹۴۰ء)

☆ ہر نئے کارخانے کا مطلب ہے، پاکستان کے معاشی استحکام اور عوامی خوشحالی کی شاہراہ پر ایک اور قدم! (بنگال آئل ملز کا افتتاح، ۲ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ قرآن مجید، مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطۂ حیات ہے۔ مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، فوجی، عدالتی، تعزیری اور قانونی ضابطۂ حیات جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک تمام افراد سے لے کر ایک فرد کے حقوق تک، اخلاق سے لے کر جرم تک، اس دنیا میں جزا اور سزا سے لے کر اگلے جہاں تک کی سزا و جزا تک کی حد بندی کرتا ہے۔ (پیامِ عید، ۱۹۴۵ء)

☆ کاروبار اور بیرونی تجارت قوم کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو جسم کے لیے خون۔
(چیمبر آف کامرس، کراچی، ۲۷ر اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوۂ صبر و رضا پر کار بند ہوں اور اس ارشادِ خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، تو ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتیں مل کر بھی مغلوب نہیں کرسکتیں۔ ہم فتح یاب ہوں گے، اسی طرح جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران اور روم کی سلطنتوں کے تختے اُلٹ دیے تھے۔
(جلسۂ عام، حیدر آباد دکن، ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء)

☆ میری دلی تمنا ہے کہ پاکستانی اشیا معیار اور کوالٹی کے اعتبار سے دنیا کی تمام منڈیوں میں ایک علامت ایک نمونہ اور ایک مثال کی حیثیت میں جانی پہچانی جائیں۔ خدا کرے لفظ پاکستان مال کی عمدگی اور معیار کی علامت بن جائے۔ (چیمبر آف کامرس، کراچی، ۲۷ر اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اُسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے، جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔ (شاہی دربار، سبی بلوچستان، ۱۴ فروری ۱۹۴۷ء)

☆ اگر کوئی چیز اچھی ہے تو عین اسلام ہے۔ جو چیز اچھی نہیں ہے، وہ اسلام نہیں ہے کیوں کہ اسلام کا مطلب عین انصاف ہے۔ (میمن چیمبر آف کامرس، بمبئی، ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء)

☆ ہر قسم کی احتیاج کو پورا اور ہر طرح کے خوف کو دور کرنا ہی ہمارا مقصد نہیں ہونا چاہیے بل کہ وہ آزادی، وہ اخوت، وہ مساوات بھی حاصل کرنی چاہیے جس کی تعلیم ہمیں اسلام نے دی ہے۔
(کراچی کارپوریشن، ۲۵ر اگست ۱۹۴۷ء)

☆ پاکستان دنیا کے نقشے پر محض ایک اور نام کا اضافہ ہی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اسلامی ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت اہم اضافہ ہے۔
(آسٹریلیا کے ایک نامہ نگار سے انٹرویو، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اپنے اندر حوصلہ پیدا کیجیے۔ موت سے خوف نہ کھائیے۔ ہمارے مذہب نے یہی سکھایا ہے کہ ہمیشہ موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ پاکستان اور اسلام کی عزت بچانے کے لیے ہمیں بہادری سے موت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ مسلمان کے لیے اس سے بہتر وسیلہ نجات اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ

وہ حق کی خاطر شہید کی موت مرے۔ (جلسۂ عام لاہور، ۳۰/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بل کہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔ (اسلامیہ کالج، پشاور، ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆ آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کی عزت و تکریم کروڑوں انسان ہی نہیں کرتے بل کہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں بھی آپ ﷺ کے سامنے سر جھکاتی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین، انتہائی خاکسار، بندۂ ناچیز اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیسے نذرانۂ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ عظیم مصلح تھے، عظیم رہنما تھے، عظیم قانون دان تھے، عظیم سیاست دان تھے، عظیم حکمران تھے۔

(کراچی بار ایسوسی ایشن، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆ اسلام اور اس کی بلند نظری نے جمہوریت سکھائی ہے۔ اسلام نے مساوات سکھائی ہے۔ ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے۔ کسی بھی شخص کے پاس کیا جواز ہے کہ وہ اسلام سے جو عوام الناس کے لیے انصاف، رواداری اور دیانت داری کے اعلیٰ معیار پر مبنی جمہوریت، مساوات اور آزادی عطا کرتا ہے، اس سے گھبرائے۔ (کراچی بار ایسوسی ایشن، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کلید یہ ہوگی کہ دنیا کی تمام اقوام کے ساتھ انتہائی دوستانی تعلقات ہوں۔ ہم پوری دنیا میں امن کے تمنائی ہیں۔ عالمی امن قائم کرنے کے لیے اپنی استطاعت اور توفیق کے مطابق اپنے حصے کا کردار خوش اسلوبی سے انجام دیں گے۔ (پریس کانفرنس، ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء)

☆ ہم نے اسلام اور اس کے نظریات سے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے۔ اسلام نے ہمیں انسانی مساوات، انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا ہے۔ ہم انھی عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں۔ (امریکی نامہ نگار سے انٹرویو، فروری ۱۹۴۸ء)

☆ میرا ایمان ہے اور میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ ہماری نجات حضور ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل میں مضمر ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہئیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے کہ "ملکیت کے اُمور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔" (سبی دربار، بلوچستان، ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ تاہم دو آزاد، مساوی اور خود مختار مملکتوں کی حیثیت میں ہم بھارت سے دوستی یا معاہدہ کرنے پر ہمیشہ تیار ہیں جس طرح کہ ہم دنیا کے اور ملکوں سے معاہدے کر سکتے ہیں۔ (رائٹر کے نمائندے سے انٹرویو، ۲۵/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص اور ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے۔ (کراچی، ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان کی حکومت اور عوام افغانستان کی مسلم مملکت کے لیے دوستی کے گہرے اور شدید جذبات و احساسات رکھتے ہیں۔ افغانستان ہمارا سب سے پہلا اور قریبی پڑوسی ہے جس سے پاکستان کے لوگ کئی صدیوں سے اور کئی نسلوں سے بے شمار مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی روابط رکھتے ہیں۔ پاکستان کی عوام نے افغان قوم کے جذبۂ حریت اور بلند کردار کو ہمیشہ بہ نظرِ استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ (۳ دسمبر ۱۹۴۷ء)

☆ میرا آپ کو مشورہ ہے کہ لیڈروں کے انتخاب میں ہمیشہ احتیاط کریں۔ آدھی جنگ تو لیڈروں کے صحیح انتخاب سے ہی جیت لی جاتی ہے۔ (جلسۂ عام، حیدر آباد دکن، ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء)

☆ دنیا کی کوئی طاقت منظم عوام کی رائے اور مرضی کی مزاحمت نہیں کر سکتی۔ عوامی رائے کبھی غلطی پر نہیں ہوتی۔ (برما کے دو لیڈروں کے قتل پر اظہار افسوس، ۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء)

☆ آپ کو ووٹ قوم کی امانت ہے۔ اسے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر استعمال نہ کیجئے۔

(ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۷/اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ حکومت کا پہلا فرض امن و امان قائم رکھنا ہے تاکہ عوام کو ان کی زندگی، جائیداد اور مذہبی اعتقادات کے تحفظ کی پوری پوری ضمانت حاصل ہو۔ (دستور ساز اسمبلی سے خطاب، ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء)

☆ سرکاری ملازم محض مملکت کے خادم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ اپنے ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے غور و فکر کریں اور طریقے اور تدابیر سوچیں۔ ہم میں سے بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا ہر کوئی مملکت پاکستان کا ملازم اور خادم ہے۔ (افسران حکومت سے خطاب، سبی، ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ میں اقوام ایشیا، بالخصوص مسلم اقوام میں ہم آہنگی، مقصد کی وحدت اور مکمل افہام وتفہیم کی ضرورت پر زور دیتا ہوں کیوں کہ ایشیائی اتحاد عالمی ترقی اور خوشحالی کے حصول میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ایرانیوں کے وفد سے گفت گو، ۹را پریل ۱۹۴۸ء)

☆ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہوسکتا جس کی انتظامیہ غلطیوں سے پاک ہو لیکن ہماری خواہش اور تمنا یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ کم سے کم ناقص ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسے زیادہ مستعد، مفید اور آسان بنائیں۔

(جلسہ عام، ڈھاکہ، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ حکومتیں بنتی ہیں، حکومتیں گرتی ہیں لیکن آپ لوگ وہیں رہتے ہیں۔ اس طرح آپ کے کاندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری آجاتی ہے۔ آپ کو اس لیے بھی تکلیف پہنچ سکتی ہے کہ آپ غلط کام کی بجائے صحیح کیوں کر رہے ہیں۔ آپ کو قربانی دینی ہوگی اور آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور قربانی دیں، خواہ آپ بلیک لسٹ ہوجائیں یا پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کر دیے جائیں۔ آپ کی انھی قربانیوں سے حالات بدلیں گے۔ (افسران حکومت سے خطاب، پشاور، ۱۴را پریل ۱۹۴۸ء)

☆ کردار کسے کہتے ہیں؟ کردار کا مطلب ہے عزتِ نفس، خودداری، ارادے کی پختگی اور دیانت داری، ان تمام خصوصیات کا بدرجہ اتم موجود ہونا کردار کی بلندی ہے۔ قوم کے اجتماعی مفاد کے لیے افراد کا اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا درحقیقت کردار کی بلندی کی علامت ہے۔ (مسلم کنونشن، دہلی، ۷را پریل ۱۹۴۶ء)

☆ پاکستان کی حکومت کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ غریب لوگوں کا معیار زندگی بلند کرے اور زندگی بل کہ بہتر زندگی سے شادکام ہونے کا سامان بہم پہنچائے۔

(اجلاس مسلم لیگ، لائل پور (فیصل آباد)، ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء)

☆ وہی قومیں آزادی کے قابل تصور کی گئیں جنھوں نے کامیابی کے ساتھ آزادی کے لیے جدوجہد کی۔ آج امن کی فتح ہوتی ہے۔ یہ پُر امن جہاد، جوش وخروش کے اوصاف میں ممتاز ہے اور رہے گا۔ (اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء)

☆ پاکستان کا جو شہری چور بازاری کا ارتکاب کرتا ہے، میرے خیال میں وہ انتہائی گھناؤنے جرم سے بھی بڑے گھناؤنے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ لوگ انسانوں کی موت کا سبب بنتے ہیں۔

(دستور ساز اسمبلی سے خطاب، ۱۱راگست ۱۹۴۸ء)

☆ مسلم لیگ کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کو برقرار رکھا جائے۔
(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء)

☆ ہندو مسلم سمجھوتہ ہندوستان میں کوئی نیا دستور نافذ کرنے سے پہلے کا ایک ضروری اور ناگزیر اقدام ہے۔ (گول میز کانفرنس، ۱۹۳۱ء)

☆ مذہب، ثقافت، نسل، زبان، آرٹ، موسیقی وغیرہ کے امتزاج سے ایک اقلیت مملکت کے اندر بالکل ایک جداگانہ چیز بن جاتی ہے۔ (مرکزی اسمبلی، ۷/اپریل ۱۹۳۵ء)

☆ ہمیں چاہیے کہ خود کو منظم کر کے آزادی کے لیے قدم آگے بڑھائیں۔
(اجلاس مسلم لیگ، بمبئی، ۱۲/اپریل ۱۹۳۶ء)

☆ بلاشبہ ترقی کے لیے سرمایہ کی ضرورت ہے مگر قومی ترقی سو فیصد سرمایہ کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس کا انحصار انسانی کوشش و محنت پر ہوتا ہے۔ (دلیکا ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح، ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء)

☆ کمزور فریق کی جانب سے امن و صلح کی پیش کش کا مطلب ہمیشہ کمزوری کا اعتراف اور جارحیت کو حملہ کرنے کی ترغیب ہوتا ہے۔ تمام تحفظات اور معاہدات اگر ان کی پُشت پر طاقت نہ ہو، محض کاغذ کے پرزے ہوتے ہیں۔ سیاست کا مطلب انصاف کے نعروں یا رواداری یا خیر سگالی کی چیخ پکار پر بھروسہ کرنا نہیں ہے، سیاست کا مطلب ہے طاقت اور صرف طاقت۔
(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۱۵/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

☆ قدرت نے پاکستان کو بے حد حساب معدنی دولت سے نوازا ہے اور وہ زمین کے نیچے پڑی انتظار کر رہی ہے کہ اسے کھود کر استعمال میں لایا جائے۔
(امریکی لوگوں سے خطاب (انٹرویو)، فروری ۱۹۴۸ء)

☆ یہ شکست خوردہ ذہنیت کی انتہا ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ مسلمانوں کو ایک عظیم قوت بنانے کے لیے اپنی روحوں کو دوبارہ تسخیر کر کے ان عظیم روایات اور اصولوں پر سختی سے جم جانا چاہیے جو ان کے زبردست اتحاد کی بنیاد ہیں۔
(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۱۵/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

☆ ہندوستان میں ایک مستقل ہندو اکثریت ہے اور باقی اقلیتیں ہیں جو عرصہ دراز تک اکثریت بن جانے کی توقع نہیں کر سکتیں۔ ہو سکتا ہے کہ اکثریت غیر فرقہ واری کا نقاب اوڑھ لے لیکن وہ اپنی

سرشت اور اپنے افعال واعمال میں بلاشرکت غیرے ''ہندو'' ہی رہے گی۔

(مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۵ فروری ۱۹۳۸ء)

☆ گنتی قوموں کی تقدیر کا فیصلہ نہیں کرسکتی ابھی آپ نے اپنے اندر جذبۂ قومیت اور قومی انفرادیت پیدا کرنی ہے۔ (اجلاس مسلم لیگ پٹنہ، ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء)

☆ ہندوؤ اور انگریزو! تم دونوں متحد ہو کر بھی، ہماری روح کو فنا کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکو گے۔ تم اس اسلامی تہذیب کو کبھی نہ مٹا سکو گے جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔ ہمارا نورِ ایمان زندہ ہے، ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (مرکزی اسمبلی، ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء)

☆ ہم کوئی ایسا نظام حکومت قبول نہیں کرسکتے جس کی رو سے ایک غیر مسلم اکثریت محض تعداد کی بنا پر ہم مسلمانوں پر حکومت کرے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنالے۔ (مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۱۹۴۰ء)

☆ ہندو اور انگریز نے سمجھا کہ مسلمان محض ایک اقلیت ہیں جن پر ہندو اکثریت کو حکومت کرنا چاہیے اور ادھر مسلمان ایک جھوٹے احساسِ سلامتی میں مسلسل مبتلائے فریب رہے اور اقلیت کی اصطلاح کو تاریخی، آئینی اور قانونی سمجھا جانے لگا لیکن مسلمان کسی صورت میں بھی ویسی اقلیت نہیں ہیں جیسی یورپی ملکوں میں ہوتی ہیں۔ ایک چیز قطعی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم کسی اعتبار سے اقلیت نہیں ہیں بل کہ ہم اپنے نصب العین کے ساتھ بجائے خود ایک علیحدہ اور ممتاز قوم ہیں۔

(مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۶ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے قومی تصور اور ہندو دھرم کے سماجی طور طریقوں کے باہمی اختلاف کو محض وہم وگمان بتانا ہندوستان کی تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ ایک ہزار سال سے ہندوؤں کی تہذیب اور مسلمانوں کی تہذیب پہلو بہ پہلو موجود رہی ہیں۔ دونوں قومیں آپس میں میل جول بھی رکھتی چلی آئی ہیں مگر ان کے قدیم اختلافات اسی شدت سے موجود ہیں۔ یہ توقع رکھنا سراسر غلط ہے کہ جمہوری آئین کا دباؤ پڑے گا تو ہندو مسلمان ایک قوم بن جائیں گے۔ جب ہندوستان میں ڈیڑھ سو سال سے قائم برطانوی سیکولر حکومت انھیں ایک قوم نہ بنا سکی تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہندوستان کی مرکزی حکومت میں فیڈرل نظام کے جبری قیام سے وہ دونوں ایک قوم بن جائیں گے۔ ہندوستان کا سیاسی مسئلہ فرقوں سے متعلق نہیں بل کہ قوموں سے متعلق ہے۔ بلاشبہ اسے ایک بین الاقوامی مسئلہ قرار دینا چاہیے اور اسی نقطۂ نگاہ سے اس کا حل تلاش کرنا لازم ہے۔ ضرورت

ہے کہ ہم اس بنیادی امرِ واقعہ کی صحت تسلیم کر لیں۔ جب تک ہم اسے درست نہ مانیں گے، ہمارا وضع کردہ آئین ناکام رہے گا اور تباہی لائے گا۔ (اجلاس مسلم لیگ لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ خدا نے ہمیں یہ سنہری موقع عطا کیا ہے کہ ہم ثابت کر دکھائیں کہ ہم واقعی ایک نئی مملکت کے معمار ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ خدارا، کہیں لوگ ہمارے متعلق یہ نہ کہیں کہ ہم یہ بار اٹھانے کے قابل نہیں تھے۔ (افواج پاکستان کے افسران سے خطاب، کراچی، ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اقلیت کا لفظ ایک طویل عرصہ تک اس کثرت سے استعمال کیا گیا ہے کہ اس کے اثرات کا زائل کرنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلمان اقلیت میں نہیں ہیں بل کہ وہ ہر اعتبار سے ایک قوم ہیں۔ برطانیہ اور کانگرس کی طرف سے یوں کہا جا رہا ہے: ''بہر حال آپ اقلیت ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟'' اور جیسا کہ بابو راجندر پرشاد نے فرمایا: ''اقلیتیں اور کیا چاہتی ہیں؟'' میں اعلان کرتا ہوں کہ مسلمان یقیناً اقلیت نہیں ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ اس ملک کے وسیع علاقے مسلمانوں کے قبضے میں ہیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ مثلاً بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان۔ (اجلاس مسلم لیگ لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ قومیت کی تعریف چاہے جس طرح کی جائے، مسلمان اس تعریف کی رو سے ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس لیے اس بات کے مستحق ہیں کہ ملک میں ان کی اپنی الگ مملکت اور اپنی جداگانہ خود مختار ریاست ہو۔ ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر ایک آزاد قوم بن کر اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہم آہنگی، امن اور سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہماری قوم اپنی روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو کامل ترین نشو و نما بخشے اور اس کام کے لیے وہ طریق عمل اختیار کرے جو اس کے نزدیک بہترین ہو اور اپنے نصب العین سے ہم آہنگ ہو۔ (اجلاس مسلم لیگ لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ کیا جناب گاندھی یہ بات فخر یہ نہیں کہتے کہ میں ہندو ہوں اور کانگرس کو ہندوؤں کی حمایت حاصل ہے۔ مجھے تو یہ کہنے میں کہ میں مسلمان ہوں، کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔

(اجلاس مسلم لیگ لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ مسلم اقلیتوں کو غلط باور کرایا گیا ہے کہ ہندوستان میں کسی تجویز تقسیم یا علیحدگی سے وہ گھاٹے میں رہیں گے اور بے سہارا چھوڑ دیئے جائیں گے۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک متحدہ

ہندوستان میں یا ایک مرکزی حکومت کے تحت مسلمان جہاں بھی اقلیت میں ہوں اپنے مؤقف کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، وہ محض اقلیت ہی رہیں گے۔ البتہ وہ ایسے تمام تحفظات کا بجا طور پر مطالبہ کر سکتے ہیں جو کسی مہذب حکومت میں رائج ہوں لیکن تقسیمِ ہند کے سنگ راہ بن کر وہ اپنے موقف کو بہتر نہیں بنائیں گے اور نہ بنا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ اپنی مخالفانہ روش سے اس اسلامی وطن اور اس کے چھ کروڑ مسلمانوں کو ایسی حکومت کے تحت لا سکتے ہیں جہاں یہ ایک دوامی اقلیت سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوں گے۔ (اخباری بیان، مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ ہمیں ان مسلمان بھائیوں کے متعلق کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیے جو اقلیت کے صوبوں میں رہتے ہیں۔ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ساڑھے چھ کروڑ مسلمانوں کو جو اکثریت کے علاقوں میں آباد ہیں، ایک کل ہند متحدہ حکومت کے تابع کر دیا جائے تو باقی ماندہ ڈھائی کروڑ مسلمانوں کو جو دیگر صوبوں میں ہیں، کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ میں جس صوبے میں اقلیت میں ہوں، وہاں اپنی قسمت پر شاکر ہوں کہ اپنا فرض ادا کروں گا لیکن میں ان مسلمانوں کو جو اکثریتی صوبوں میں ہیں، دوامی اقلیت اور ہندوؤں کے اقتدار سے آزاد کراؤں گا۔

(نوجوانانِ بمبئی کے اجتماع سے خطاب، ۳ جنوری ۱۹۴۱ء)

☆ مسلم اقلیت کے صوبوں میں رہنے والے مسلمان خوددار اور بلند حوصلہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں رہنے والے بھائیوں کی نجات و آزادی کی خاطر ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لیے تیار ہیں۔ اپنے بھائیوں کے راستے میں مزاحم ہونے اور انھیں ایک متحدہ ہندوستان میں گھسیٹنے سے ہم کسی طرح اپنی حالت بہتر نہیں بنا سکتے بل کہ اُلٹا ہم ان کی حیثیت کو بھی گھٹا کر ایک اقلیت بنا دیں گے۔ ہم نے تہیّہ کر لیا ہے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے، ہم اپنے بھائیوں کو ہندو اکثریت کا حلقہ بگوش نہیں بننے دیں گے۔ (مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء)

☆ پختہ ارادے اپنی راہ آپ پیدا کر لیتے ہیں۔ (اخباری بیان، ۱۷ اپریل ۱۹۴۰ء)

☆ قدرت نے ہندوستان کو پہلے ہی تقسیم کر رکھا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی سے موجود ہیں۔ وہ ملک ہے کہاں جس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں گے؟ اور وہ قوم کہاں ہے جس کی قومیت فنا کی جانے کو ہے؟ وہ طاقت جس کے قبضۂ قدرت میں آج ہندوستان ہے، وہ انگریزوں کی طاقت ہے اور یہ جو ایک خیال

دماغوں میں بیٹھ گیا ہے کہ ہندوستان ایک متحدہ ملک ہے اور اس کی ایک حکومت ہے، وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انگریز اس سارے ملک پر حکمران ہیں۔ (مسلم لیگ کانفرنس بمبئی، ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

☆ ہم نے قطعی طور پر اور ہمیشہ کے لیے پاکستان کو اپنی منزل مقصود بنالیا ہے، ہم اس کے لیے لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔ (مرکزی اسمبلی، ۱۹ نومبر ۱۹۴۰ء)

☆ ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ ہندوراج کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں اور ہندوستان کو مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان میں تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں۔ (مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن دہلی، نومبر ۱۹۴۰ء)

☆ جو لوگ طاقتور اور مضبوط ہوں اور جنھوں نے خود پر اعتماد کرنا سیکھ لیا ہو، انھیں فالتو قسم کی دھمکیاں اور غیر ضروری جوشیلی زبان استعمال کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہندوستان کے انتہائی پیچیدہ مسئلے کا واحد اور بہترین حل قیام پاکستان ہے۔ (پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، ۲ مارچ ۱۹۴۱ء)

☆ ہم اقلیت نہیں ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں اور ایک قوم کو رہنے کے لیے ایک علاقہ چاہیے۔ محض یہ کہنے کا آخر فائدہ ہی کیا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں؟ قوم ہوا میں نہیں رہ سکتی۔ وہ زمین پر رہتی ہے اور اس زمین پر اس کی حکمرانی ہونی چاہیے۔ قوم کو مخصوص علاقے میں آزاد مملکت چاہیے اور آپ یہی تو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ (پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، ۲ مارچ ۱۹۴۱ء)

☆ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تقریباً ایک ہزار سال سے ہندوؤں نے ملک کے کسی قابلِ ذکر حصے پر حکومت نہیں کی۔ ہماری تجویز کی رو سے تین چوتھائی ہندوستان کو دیا جا رہا ہے۔ جہاں وہ اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ میں نے ان سے اپیل کی کہ وہ حریص نہ بنیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہیرا پھیری سے سارے ملک کو ہتھیا لینا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم تین چوتھائی لے لو اور ہمارے ایک چوتھائی پر حسد نہ کرو۔ ہمیں اسلامی تاریخ کی روشنی میں اپنی روایات، اپنی ثقافت اور اپنی زبان کو برقرار رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے دو اور تم بھی اپنے صوبوں میں ایسا ہی کرو۔

(مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۲ نومبر ۱۹۴۱ء)

☆ وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہو گئے۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت اُستوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جُوں جُوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے۔ ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔

ایک خدا، ایک رسول ﷺ، ایک کتاب، ایک اُمت۔ (اجلاس مسلم لیگ کراچی، ۱۹۴۳ء)

☆ ہماری آخری عدالت ملّتِ اسلامیہ ہے۔ (مسلم لیگ کونسل بمبئی، ۲۷ جون ۱۹۴۶ء)

☆ پاکستان کے بغیر مسلمانانِ ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ (جشنِ عید، قیصر باغ، بمبئی، ۳۰ راگست ۱۹۴۶ء)

☆ ہمیں پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے۔ کیا آپ نے اپنے گھر کی حالت درست کر لی ہے؟ میں جہاں جاتا ہوں، یہی سنتا ہوں: ''قائداعظم'' ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔'' میں کہتا ہوں قائداعظم ہرگز حکم دینے کے لیے تیار نہیں، جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ مسلمانوں کا جو خون بہے گا وہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ اگر میں یہ یقین کیے بغیر مسلمانوں کو حکم دے دوں تو میں جنرل نہیں ہوں گا بل کہ مجرم ہوں گا۔ (جلسۂ عام دہلی، ۶ نومبر ۱۹۴۶ء)

☆ ہمیں بتا دینا چاہیے کہ ہم اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے بہادر، ایماندار اور سچے مسلمان ہیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت خود مسلمانوں سے بڑھ کر پائیں گے۔ اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں پر جو ظلم توڑے گئے ہیں، جو بے گناہ مسلمان شہید کیے گئے ہیں یا زخمی ہو گئے ہیں یا جن کا مال و اسباب لوٹا گیا ہے، ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ وہ یہ سمجھ لیں کہ اُنھوں نے جنگِ آزادی اور پاکستان کے لیے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

(مسلمانوں سے پُرامن رہنے کی اپیل، ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء)

☆ میں پاکستان کے لیے لڑ رہا ہوں، کیوں کہ ہمارے مسائل کا یہی ایک عملی حل ہے۔ ہندوستان نہ تو ایک ملک ہے اور نہ ہی ایک قوم۔ (میمن چیمبر آف کامرس، بمبئی، ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء)

☆ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد صرف کلمۂ توحید ہے، نہ وطن، نہ نسل...... ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا تھا۔ وہ ایک الگ قوم کا فرد بن گیا تھا۔ آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبۂ محرکہ کیا تھا؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری تھی نہ انگریزوں کی چال۔ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔ (مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، ۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

☆ آج ماضی کی تلخیوں کو دفن کر کے ہندوستان اور پاکستان کی دو آزاد اور خودمختار مملکتوں کی حیثیت میں ہمیں از سرِ نو آغاز کرنا ہے۔ ہندوستان کی پُرامن خوشحالی کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ الوداع! (پاکستان روانہ ہوتے وقت، ۷ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ میرے خیال میں ہندو مسلم مسئلہ کا تقسیم کے سوا اور کوئی حل تھا ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مستقبل

کی تاریخ کا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوگا اور اس سے زیادہ یہ کہ جُوں جُوں زمانہ گزرتا جائے گا عملی تجربہ سے یہ بات واضح ہوتی جائے گی کہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا حل سوائے تقسیم کے اور کچھ نہیں تھا۔ متحدہ ہندوستان کا تخیل ہرگز قابلِ عمل نہ ہوتا اور میری رائے میں وہ ہمیں زبردست تباہی کی طرف لے جاتا۔ (خطبہ صدارت مجلس دستور ساز، ۱۱ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں اور بالخصوص غیر طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی۔ ہر شخص خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، اس کا رنگ، نسل مذہب کچھ ہی ہو۔ اوّل و آخر اس مملکت کا شہری ہے۔ اس کے حقوق ومراعات اور ذمہ داریاں مساوی اور یکساں ہیں۔ (خطبہ صدارت دستور ساز اسمبلی پاکستان، ۱۱ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ مسلمان ایک متحدہ قوم ہیں۔ پاکستان ایک نعمت ہے۔ آئیے! اس نعمت کے لیے ہم عاجزی اور انکساری سے خدا تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور دُعا کریں وہ ہمیں اس نعمت کے لائق بنادے۔

(جمعۃ الوداع، ۱۷ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ ہم نے پاکستان حاصل کرلیا ہے لیکن یہ تو محض آغاز ہے۔ اب بڑی بڑی ذمہ داریاں ہمارے کاندھوں پر آن پڑی ہیں اور جتنی بڑی ذمہ داریاں ہیں، اتنا ہی بڑا ارادہ اور اتنی ہی عظیم جدوجہد کا جذبہ ہم میں پیدا ہونا چاہیے۔ آزاد اور خود مختار پاکستان کی پہلی عید جوان شاءاللہ خوشحالی کا ایک نیا باب کھولے گی اور جو اسلامی ثقافت ونظریات کی نشاۃِ ثانیہ کی تحریک کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہماری گزشتہ اور قابلِ احترام تاریخ کے شایانِ شان بنائے اور ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم اپنے پیارے پاکستان کو صحیح معنوں میں عظیم ملک بنائیں۔

(پیغامِ عید، ۱۸ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ میں پاکستان کے ہر مسلمان مرد اور عورت سے کہتا ہوں کہ وہ اس کی تعمیر کریں تا کہ وہ اقوامِ عالم میں اپنے لیے ایک معزز مقام پیدا کرسکیں۔ (اخباری بیان، ۲۴ راگست ۱۹۴۷ء)

☆ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کا شیرازہ بکھیرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پاکستان کی جڑیں مضبوطی اور گہرائی کے ساتھ قائم کردی گئی ہیں۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ تو نے ہی یہ آزاد اور خود مختار سلطنت ہمیں عطا کی ہے، تو ہی یہاں کے باشندوں کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی ہمت دے اور صبر واستقلال عطا فرما اور انھیں صلاحیت بھی دے کہ ہر قسم کے اشتعال کے باوجود پاکستان

کی خاطر اس کے امن و امان کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں۔ (اخباری بیان، ۲۴ر اگست ۱۹۴۷ء)

☆ ہندوستان تقسیم ہو چکا ہے۔ اسے تقسیم ہونا ہی تھا۔ یہ تقسیم قطعی اور ناقابلِ تنسیخ ہے۔

(اخباری بیان، ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء)

☆ پاکستان کو معرضِ وجود میں لانا مقصود بالذات نہیں بل کہ کسی مقصد کے حصول کے ذریعے کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں۔ جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پوری طرح پنپنے کا موقع ملے۔

(حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب، ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ہم جتنی زیادہ تکلیفیں سہنا اور قربانیاں دینا سیکھیں گے اتنا ہی زیادہ پاکیزہ، خالص اور مضبوط قوم کی حیثیت سے ابھریں گے، جیسے سونا آگ میں تپ کر کندن بن جاتا ہے۔

(پیغامِ عید الاضحیٰ، ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ جہاں تک دو قومی نظریے کا تعلق ہے یہ کوئی نظریہ نہیں ہے بل کہ ایک حقیقت ہے، ہندوستان کی تقسیم اسی حقیقت کی بنیاد ہوئی ہے۔ (ایک غیر ملکی نامہ نگار مسٹر ہوپر سے انٹرویو، ۲۵ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ بعض لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ ۳ جون کے منصوبے کو قبول کرنا مسلم لیگ کی غلطی تھی۔ میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی بھی قدم اتنا خطرناک اور تباہ کن ثابت ہوتا کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایک گہری اور منظم سازش کا شکار رہے ہیں۔ جس پر دیانت، شرافت، عزت اور شجاعت کے انسانی بنیادی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر خوب خوب عمل کیا گیا۔ ہم اپنے رب غفور کا شکر بجا لاتے ہیں جس نے ہمیں بدی کی ان قوتوں کا منہ توڑنے کے لیے ہمت، استقلال اور ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ اگر ہم ہر معاملے میں قرآن مجید سے تحریک اور رہنمائی حاصل کریں تو میں ایک بار پھر کہوں گا کہ آخری کامیابی ہماری ہوگی، ہماری اور فقط ہماری۔ اپنا فرض بجا لاتے رہو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی۔

(جلسہ عام لاہور، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ آیئے ہم اپنی عظیم قوم اور اپنی خود مختار مملکت پاکستان کی تشکیل و تعمیر کے لیے کچھ تدبیر کریں۔ اب یہ ہر مسلمان مرد و زن کے لیے سنہری موقع ہے اور اس کی خوش قسمتی بھی ہے کہ وہ اپنے حصے کا

بھرپور اور مکمل کردار ادا کرے، بڑی سے بڑی قربانیاں دے اور پاکستان قوم اور ملک کو دنیا کی عظیم ترین قوم بنانے کے لیے مسلسل، ان تھک، شب و روز محنت کرے۔ اب پاکستان، اس کی لاج اور ترقی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلاشبہ ہم میں بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں۔

(نشری بیان، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ہم نے پاکستان حاصل کرلیا، کسی خونیں جنگ کے بغیر، امن کے ساتھ، اخلاقی اور ذہنی قوت کے بل پر، یوں ہم نے ثابت کردکھایا کہ ہم سچے اور ہمارا مقصد بھی سچا تھا...... پاکستان اب ایک قطعی اور اٹل حقیقت ہے۔ اسے کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ (نشری بیان، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ تاریخ میں ایسی نئی اقوام کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ جنھوں نے محض قوت ارادی اور بلند کرداری سے خود کو بنایا اور عظیم کیا۔ آپ کا خمیر فولادی قوتوں سے اٹھا ہے۔ آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیرت انگیز طور پر بلند کردار، بلند حوصلہ، شجاع اور اولوالعزم ہستیوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی روایات کی رسی مضبوطی سے تھام لیجیے اور اپنی تاریخ میں شان وشوکت کے ایک اور باب کا اضافہ کیجیے۔ (جلسۂ عام لاہور، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ہمارے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کا موزوں ترین جواب یہ ہے کہ ہم اپنی مملکت کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر تعمیر کرنے کا عزم صمیم کرلیں۔ یہ وقت ہے تعمیری کام کا۔ بے غرض خدمت کا، بے لوث ادائیگی فرض کا۔ آپ کو اپنے قول وفعل دونوں سے اپنی عوام میں ایک نئی روح پھونکنی ہے۔ اُسے یہ محسوس کرائیے کہ وہ ایک مقصد عظیم کے لیے کام کررہی ہے۔

(افسرانِ حکومت پاکستان سے خطاب، کراچی، ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء)

☆ ایمانداری اور خلوص دل سے کام کیجیے کام اور زیادہ کام۔ آپ کے ضمیر سے بڑی کوئی قوت روئے زمین پر نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب آپ خدا کے روبرو پیش ہوں تو آپ پورے اعتماد سے کہہ سکیں کہ میں نے اپنا فرض انتہائی ایمانداری، وفاداری اور صمیمِ قلب سے انجام دیا تھا۔

(افسرانِ حکومت سے خطاب، سبی، ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ آزادی کا مطلب بے لگام ہوجانا نہیں ہے۔ آزادی سے آپ پر بہت بڑی ذمے داری عائد ہوئی ہے۔ اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ آپ ایک منظم و منضبط قوم کی طرح کام کریں۔

(ڈھاکہ یونی ورسٹی، ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان کے سامنے ایک بڑا شاندار مستقبل ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ قدرت نے ہمیں جن فیاضیوں سے نوازا ہے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور ایک مضبوط و شاندار پاکستان کی تعمیر کریں۔ (جلسۂ عام، ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ قدرت نے آپ کو ہر نعمت سے نوازا ہے۔ آپ کے پاس لامحدود وسائل موجود ہیں۔ آپ کی ریاست کی بنیادیں مضبوطی سے رکھ دی گئی ہیں، اب یہ آپ کا کام ہے کہ نہ صرف اس کی تعمیر کریں بل کہ جلد از جلد اور عمدہ سے عمدہ تعمیر کریں۔ سو آگے بڑھیئے اور بڑھتے ہی جائیے۔

(پاکستان کی پہلی سالگرہ پر پیغام، ۱۴ / اگست ۱۹۴۸ء)

☆ ہمارے دشمنوں کی خواہشوں اور ہتھکنڈوں کا بہترین جواب یہ ہے کہ ہم اپنے پاکستان کی تعمیر کے لیے عزم صمیم کرلیں۔ ایک ایسی اچھی اور عظیم مملکت جو ہماری آنے والی نسلوں کے رہنے کے قابل ہو۔ اس شاندار نصب العین کا تقاضا ہے، کام، کام اور کام۔

(افواج پاکستان کے افسران سے خطاب، کراچی، ۱۱ / اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ہم مسلمان ایک خدا، ایک رسول ﷺ، ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس ہمارے لیے لازم اور ناگزیر ہے کہ ہم ملت کی حیثیت سے بھی ایک ہوں۔

(قبائلی سرداروں سے خطاب، پشاور، ۱۷ / اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے، دل و جان سے اس کی پاسبانی اور حفاظت کریں۔

(جلسۂ عام، ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ ترقی کی بنیاد انسانی محنت ہوتی ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان میں ایک ایسی قوم آباد ہے جس کے افراد محنتی، پُرعزم اور باحوصلہ ہیں۔ (چٹاگانگ کے استقبالیہ میں تقریر، ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ منتشر ہوگے تو گر پڑو گے اور متحد ہوگے تو کھڑے رہو گے۔

(جلسہ تقسیم اسناد، ڈھاکہ یونی ورسٹی، ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ متحد ہو کر رہیے صرف اسی طریقہ سے آپ پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین سلطنت بنا سکتے ہیں۔

(جلسۂ عام، ڈھاکہ، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ ہمارا اللہ پر ایمان، اپنی ذات پر ایمان اور اپنی تقدیر پر ایمان ہے۔

(آسٹریلیا کے لوگوں کے نام نشریاتی پیغام، ۹ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ اسلام کی تاریخ اولوالعزمی، حوصلے اور مستقل مزاجی کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ پس مشکلوں، رکاوٹوں اور مصیبتوں کے باوجود آگے بڑھتے جاؤ۔ مسلمان قوم جو عظیم ارادے کی مالک ہو، عظیم تہذیب رکھتی ہو، عظیم تاریخ کی وارث ہو، اسے کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔

(نشریاتی تقریر، لاہور، ۳۰/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ایک دوسرے پر اعتماد کرو۔ ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں خوشحال، صحیح معنوں میں متحد اور صحیح معنوں میں طاقتور بنانے کے لیے ضرورت پڑے تو دن رات کام کرو۔ دن کو بھی اور رات کو بھی، دوگنی تگنی محنت کرو۔ (کراچی کلب، ۱۹/اگست ۱۹۴۷ء)

☆ پاکستان کی تعمیر و ترقی ہماری قوت اور توانائی کے ایک ایک ذرّے کا تقاضا کرتی ہے۔

(لندن مسلم لیگ کی دعوت کے جواب میں تار، ۷ جولائی ۱۹۴۷ء)

☆ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اپنی ذات پر اعتماد کریں اور اپنی تقدیر کو خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں۔ ہمیں ایسے مستقل مزاج اور باکردار لوگوں کی ضرورت ہے جو حوصلہ اور عزم رکھتے ہوں۔

(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ، ۱۵/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

☆ مسلمانوں کی تقدیر ان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ منظّم طاقت کی حیثیت سے ہر خطرے اور ہر مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مسلمانو! تمھارے ہاتھوں میں ساحرانہ قوت موجود ہے۔ کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے ایک ہزار مرتبہ غور کرو لیکن جب کوئی فیصلہ کر لو تو اس پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاؤ۔ (مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۵ فروری ۱۹۳۸ء)

☆ کسی پر تکیہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں...... ہمیں اپنے آپ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

(مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، ۵ فروری ۱۹۳۸ء)

☆ اے خادمانِ اسلام! اپنی ملت کو اقتصادی، سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی، غرض یہ کہ تمام پہلوؤں سے منظّم کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم یقیناً ایک ایسی قوت بن جاؤ گے جس کا لوہا ہر شخص مانے گا۔ اپنی تنظیم، آپ واحد اور بہترین محافظ ہے۔ (اجلاس مسلم لیگ، لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

☆ مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول ﷺ پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ یہ پرچم پاکستان کا پرچم ہے۔ (مسلم لیگ کانفرنس، پشاور، ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء)

☆ ہمارا نعرہ ''اتحاد، ایمان اور نظم'' ہونا چاہیے۔ میں مسلمانوں سے درخواست کروں گا وہ ایک منظّم،

باعظمت ، باوقار اور تربیت یافتہ قوم کی طرح اپنی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر مجتمع کریں تاکہ مسلمانوں کی اس زندہ و جاوید قوم کو اپنے درخشندہ ماضی اور تاریخی روایات کے مطابق عظمت و سربلندی حاصل ہو سکے۔ (پیغام عید، ۲۹/اگست ۱۹۴۶ء)

☆ جو ریاستیں مکمل طور پر آزاد اور خود مختار رہنا پسند کریں گی، ہم ان کی اس خواہش کا پورا احترام کریں گے اور باہمی اور دوطرفہ مفاد کی خاطر ان سے مفید اور کارآمد معاہدے طے کریں گے۔

(کشمیر کے مسلمان رہنماؤں سے ملاقات کے بعد، ۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء)

☆ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی آگے نہ بڑھیں۔ (مسلم کنونشن دہلی، ۱۷/اپریل ۱۹۴۶ء)

☆ آپ کے پاس کامیابی کی کنجی آپ کی آئندہ نسل ہے۔ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کیجئے کہ وہ پاکستان کے قابل فخر شہری اور موزوں سپاہی بن سکیں۔

(مسلم لیگ کے شعبہ خواتین سے خطاب، کراچی، ۶ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ خواتین قوم کے نوجوانوں کے کردار کی معمار ہوتی ہیں جو مملکت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (ریڈیو پاکستان، ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ ہر فرقے کے لوگوں کو پاکستان کا شہری سمجھا جائے گا اور ان کے حقوق، مراعات اور ذمہ داریاں مساوی ہوں گی۔ اقلیتوں کی حفاظت کی جائے گی اور وہ امن سے رہیں گے۔

(پسماندہ اقوام کے وفد کو جواب، ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ پاکستان پر غنڈوں، لٹھ بردار گروہوں، ففتھ کالمسٹوں یا ہجوم کو حکومت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ پاکستان پر باضابطہ آئینی حکومت ہونی چاہیے۔

(پارسیوں کی دعوت استقبالیہ میں تقریر، ۳ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ اسلام کے اُصولوں نے ہر مسلمان کو بلالحاظ رنگ و نسل اپنے پڑوسیوں اور اقلیتوں کی حفاظت کرنے کا سبق سکھایا ہے۔ (جلسۂ عام لاہور، ۳۰/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ پاکستان کی اقلیتوں کے افراد برابر کے شہری ہیں۔ (کراچی، ستمبر ۱۹۴۷ء)

☆ حضور ﷺ نے نہ صرف اپنے الفاظ سے بل کہ اپنے عمل کے ذریعے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور اس وقت کیا جب کہ وہ مغلوب و مفتوح ہو چکے تھے۔ رسول اکرم ﷺ

نے نہ صرف ان کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کی بل کہ احترام بھی کیا۔

(خطاب،۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء)

☆ ہم اس بنیادی اصول سے آغاز کار کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور برابر کے شہری ہیں۔ (پاک دستوریہ سے خطاب، ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء)

☆ اے نوجوانو! اب نئے میدان، نئے راستے اور نئی منزلیں آپ کی نگاہ شوق کی منتظر ہیں۔

(اسلامیہ کالج، پشاور، ۱۲؍اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ آپ کے فرائض یہ ہونے چاہئیں۔ نظم وضبط کا گہرا احساس، عمدہ کردار، حقیقی اور عمل پر اُکسانے والی تعلیم، تعلیم حاصل کرنا آپ کی پہلی ذمہ داری ہے، اپنی ذات کی طرف سے، اپنے والدین کی طرف سے اور اپنی مملکت کی طرف سے۔ (اسلامیہ کالج پشاور، ۱۲؍اپریل ۱۹۴۸ء)

☆ آپ کی بھلائی، آپ کے والدین کی بھلائی بل کہ ساری مملکت کی بھلائی اس میں ہے کہ آپ کی توجہ صرف تحصیل علم کے لیے وقف رہے تا کہ آپ اس دنیا کی ایک عظیم ترین طاقت اور ترقی یافتہ قوم بن کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ (جلسہ تقسیم اسناد، ڈھاکہ یونی ورسٹی، ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ اگر ہم دنیا کو زیادہ محفوظ، زیادہ پاکیزہ اور پُر مسرت جگہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کا کام افراد سے شروع کرنا پڑے گا۔ (بوائے سکاؤٹس سے خطاب، ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء)

☆ ہمارے جوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے بعد تجارت، کاروبار اور صنعت وحرفت کے میدان میں داخل ہونا چاہیے۔ ہمیں سُرعت سے بدلتی دنیا کی ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے۔

(کل پاکستان تعلیمی کانفرنس، ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء)

☆ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ جائیے اور علم حاصل کیجئے۔ (کوئٹہ، ۳ جولائی ۱۹۴۳ء)

☆ میں طلباء وطالبات کے دلوں میں چھپی ہوئی جوان اُمنگوں کے تازہ سرچشموں کو چھونا چاہتا ہوں کیوں کہ یہی وہ مردان عمل ہیں جو آیندہ ہماری قوم کی تمناؤں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

(پیغام عید، ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء)

☆ اگر آپ ہمیں حیوان نہیں سمجھتے تو یاد رکھئے کہ مسلمان اپنی اقلیتوں کے ساتھ بہترین فیاضانہ سلوک روا رکھیں گے۔ (غیر ملکی اخباری نمائندوں سے ملاقات، ۱۴/نومبر ۱۹۴۶ء)

☆ پاکستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی

ہوں۔ ان کا مذہب، عقیدہ اور ایمان پاکستان میں بالکل سلامت اور محفوظ رہے گا۔ اُن کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اُن کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور اُن کی ثقافت کا مناسب تحفظ ہوگا۔ وہ بلالحاظ رنگ و نسل ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔

(پریس کانفرنس، نئی دہلی، ۱۴ جولائی ۱۹۴۷)

☆ پاکستان یا ہندوستان میں رہنے والی مختلف عقیدوں کی اقلیتوں کے افراد کسی خاص عقیدے یا مذہب یا نسل کی وجہ شہریت سے محروم نہیں ہو جاتے۔ میں نے بار بار یہ واضح کیا ہے کہ پاکستان کی اقلیتوں کے افراد برابر کے شہری ہیں اور ان کو وہی حقوق و مراعات حاصل ہوں گے جو کسی اور فرقے کو۔ پاکستان ہمیشہ اس پالیسی پر کاربند رہے گا اور اپنی غیر مسلم اقلیتوں میں سلامتی اور اعتماد کا احساس پیدا کرنے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، ضرور کرے گا۔ (کراچی، ستمبر ۱۹۴۷ء)

☆ بھارتی مسلمانوں پر جو کچھ بیت رہی ہے، اُس کے پیشِ نظر ناممکن ہے کہ پاکستان ایک خاموش تماشائی بنا بیٹھا رہے۔ (ایک غیر ملکی اخبار نویس سے ملاقات، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اپنا اخلاق ہر صورت میں بلند رکھو۔ موت سے نہ ڈرو۔ ہمارا مذہب یہی سکھاتا ہے کہ ہمیں موت کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ اسلام اور پاکستان کی عزت بچانے کے لیے ہمیں موت کا مقابلہ بہادری سے کرنا چاہیے۔ مسلمان کے لیے اس سے بہتر اور کوئی ذریعۂ نجات نہیں ہو سکتا کہ وہ صداقت کی خاطر شہید کی موت مر جائے۔ (طلباء سے خطاب، لاہور، ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ میں پاکستان کے ہر باشندے اور بالخصوص اپنے نوجوانوں کو یہ بات اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ خدمت، ہمت اور برداشت کے سچے جذبے کا مظاہرہ کریں۔ ایسی شریفانہ اور بلند مثالیں قائم کریں کہ آپ کے ہم عصر اور آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں۔

(طلباء سے خطاب، لاہور، ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ میری ذاتی رائے میں ''اُردو'' اور صرف اُردو ہے۔

(جلسۂ تقسیم اسناد، ڈھاکہ یونی ورسٹی، ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆-☆-☆

قائداعظمؒ کے مشہور چودہ نکات

ہندوستان کے آئین کی کوئی سکیم بھی مسلمانوں کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ جب تک مندرجہ ذیل "چودہ نکات" پر عمل نہ ہوگا اور اس آئین میں اس کے حقوق اور مفادات کا تحفظ نہ ہوگا۔

۱۔ جدید آئین وفاقی ہو اور فاضل اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں۔

۲۔ تمام صوبوں کو مساوی طور پر خودمختاری حاصل ہو۔

۳۔ مجالس قانون ساز اور دیگر منتخب اداروں کو ایسے واضح اصولوں پر تشکیل دیا جائے، جن میں کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیے بغیر یا اس کو مساوی سطح پر لائے بغیر تمام صوبوں کی اقلیتوں کی تسلی بخش اور موثر نمائندگی ہو۔

۴۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہیں ہوگی۔

۵۔ فرقہ وارانہ نمائندگی جداگانہ طریق انتخاب کے ذریعے جس طرح کہ اب ہے، اسی طرح جاری رہے گی۔ اگر کوئی فرقہ کسی وقت جداگانہ طریق انتخاب کو مخلوط طریق انتخاب کے حق میں ترک کرنا چاہے تو وہ کر سکے گا۔

۶۔ اگر کسی وقت ملکی تقسیم کی جدید حد بندیوں کی ضرورت پیش آئی تو یہ عمل کسی حالت میں پنجاب، بنگال، شمال مغربی سرحدی صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

۷۔ مکمل مذہبی آزادی یعنی تمام جماعتوں کو اپنے عقاید، طریق عبادات، رسوم، ربط وضبط، تعلیم وتبلیغ وغیرہ میں مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

۸۔ کوئی بل یا قرارداد یا اس کا کوئی حصہ کسی مجلس قانون ساز یا کسی منتخبہ ادارہ میں پاس نہیں کیا جائے گا اگر کسی قوم کے تین چوتھائی ارکان اس کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ بل یا قرارداد یا اس کا کوئی حصہ اس قوم کے مفاد کے لیے نقصان دہ ہوگا بصورت دیگر ایسے معاملات کو سلجھانے کے لیے کوئی اور عملی کارآمد ذریعہ نکالا جائے۔

۹۔ سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

۱۰۔ دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبے میں بھی اصلاحات جاری کی جائیں۔

۱۱۔ آئین میں ایسی گنجائش کا اہتمام کیا جائے جس سے عام ہندوستانیوں کے ساتھ سرکاری ملازمتوں اور دیگر خود مختار اداروں میں قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو تسلی بخش حصہ ملے۔

۱۲۔ آئین میں مسلمانوں کی تہذیب، تمدن، زبان، تعلیم، مذہب، پرسنل لاء اور اوقاف کا تحفظ ہو اور سرکاری اور دوسرے خود مختار اداروں کو تعلیمی امداد میں مناسب حصہ ملے۔

۱۳۔ مرکزی اور صوبوں کی وزارتیں اس وقت تک قائم نہ کی جائیں، جب تک ان میں کم از کم ایک تہائی وزیر مسلمان نہ ہوں۔

۱۴۔ مرکزی مجلس قانون ساز انڈین فیڈریشن کی جملہ ریاستوں کی رضامندی کے بغیر آئین ہند میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی۔

(۱۹۲۹ء)

☆-☆-☆

پہلے یومِ آزادی پر قائداعظم محمد علی جناح کا پیغام

اہلِ پاکستان!

آج ہم آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ ایک سال ہوا پاکستان کو کامل اختیارات سونپے گئے تھے اور موجودہ ترمیم شدہ دستور کے تحت حکومت پاکستان نے ملکی معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔ ہم نے سال بھر کے حوادث کا مقابلہ ہمت، عزم اور تدبر سے کیا ہے اور دشمن کے حملوں کا جن کا ذکر اس سے پہلے بار بار کیا جا چکا ہے خصوصاً مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم کے ختم کر دینے کے پہلے سے طے کیے ہوئے پروگرام کی روک تھام اور ملکی تعمیر کا اصل کام کر کے ایک حیرت ناک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہمارے تعمیری اور اصلاحی کام کا نتیجہ ہمارے بہترین دوستوں کی توقعات سے بڑھ چڑھ کر نکلا۔ میں آپ سب کو وزیراعظم کی قیادت میں اپنے وزراء کو دستور ساز اسمبلی اور مجالس قانون ساز کے ارکان کو مختلف انتظامی محکموں کے افسروں اور دفاعی فوجوں کے ارکان کو ان کارناموں پر جو انھوں نے تھوڑے سے عرصے میں انجام دیے ہیں مبارکباد دیتا ہوں اور میں اہل پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے ہماری ہر کوشش میں ہمارا ساتھ دیا ہے اور صبر و تحمل کا ثبوت دیا جو ہم نے پہلے سال کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کی۔

لیکن یہی کافی نہیں، یاد رکھیئے کہ پاکستان کا قیام دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر واقعہ ہے۔ یہ دنیا کی عظیم ترین اسلامی ریاستوں میں سے ہے اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا۔ مملکت پاکستان سال بہ سال اپنے عظیم الشان فرائض انجام دیتی رہے گی۔ بشرطیکہ ہم ایمانداری، تن دہی اور بے غرضی سے اس کی خدمت کرتے رہیں۔ مجھے اپنی عوام پر پورا پورا اعتماد ہے کہ وہ ہر صورت حال

سے اسی طرح عہدہ برآ ہوں گے جو ہماری گزشتہ اسلامی تاریخ کی شان و شوکت اور روایات کے شایان شان ہوگا۔

ان لاکھوں مہاجرین کی داستان جنہیں ہماری سرحد کے اس پار اپنے گھروں کو چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لینی پڑی سب کو معلوم ہے۔ یہ المناک حادثہ اس وقت پیش آیا کہ ابھی ہماری نئی مملکت کو اپنے پاؤں جمانے کا مشکل سے وقت ملا تھا اور فی الواقعہ اس کی لپیٹ میں بہت سے وہ لوگ بھی آ گئے جنہیں سرکاری ملازمتوں کی حیثیت سے خود حکومت کی انتظامی مشینری کو قائم کرنا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ اپنے ان بے گھر اور ستم رسیدہ بھائیوں کے لیے جو کچھ کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا جا سکا۔ ان میں سے بہت سے لوگ ابھی تک بہت سی مشکلات سے دوچار ہیں لیکن محض یہ واقعہ کہ مہاجرین کی ایک بڑی تعداد اپنے نئے گھروں میں ایک نئی مسرور زندگی کی امید کے ساتھ آباد کر دی گئی ہے، کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے، اگر اہل پاکستان اخوت کے اس جذبہ کا اظہار نہ کرتے جو انھوں نے کیا:

پاکستان کے وجود میں آتے ہی دیگر ذرائع سے اس کا گلا گھوٹنے کی تدبیروں میں ناکام ہو کر ہمارے دشمنوں کو یہ آس تھی کہ ان کا دلی منشا اقتصادی چالبازیوں سے پورا ہو جائے گا۔ ان تمام دلائل سے کام لے کر جن کی تہہ میں محض عداوت اور کینہ پروری کام کر رہی تھی انھوں نے پیش گوئی کی کہ پاکستان کا دیوالیہ نکل جائے گا لیکن یہ جھوٹے نجومی اپنی چالوں میں ناکام رہے۔ ہمارے پہلے بجٹ میں بچت ہوئی اور توازن تجارت ہمارے حق میں ہے۔ اس کے ساتھ اقتصادی میدان میں بھی ہم نے ہمہ گیر اور مسلسل ترقی کی ہے۔ کسی مملکت کی تاریخ میں ایک سال کا عرصہ اس کے کارناموں کا جائزہ لینے اور اس کے مستقبل کا اندازہ لگانے کے لیے بہت مختصر ہے لیکن جس طرح ہم نے زبردست مشکلات پر قابو پایا ہے اور گزشتہ بارہ مہینوں میں جو ٹھوس ترقی کی ہے اس کی بناء پر ہم یہ امید کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہمارا مستقبل شاندار ہوگا۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے ہمیں انتظامی معاملات بالکل نئے سرے سے شروع کرنے پڑے۔

مغربی پنجاب میں یہ صورت حال پیش آئی کہ پاکستان قائم ہوتے ہی وہاں کا نظام حکومت تقریباً درہم برہم ہونے والا تھا لیکن مجھے خوشی ہے کہ ہم نے ان تمام امور کا جو ہماری یکجہتی کے لیے خطرہ بنے ہوئے تھے۔ کامیابی سے مقابلہ کیا اور وقت کے بعض بڑے مسائل کے

بارے میں حکومت پاکستان نے نہ صرف اپنا عزم بالجزم ظاہر کیا بل کہ اس امر کا ثبوت دیا کہ وہ ان مختلف عالمگیر مسائل سے بھی کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکتی ہے جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے ہیں۔

قدرت نے آپ کو سب کچھ بخشا ہے۔ آپ کے وسائل لامحدود ہیں' آپ کے ملک کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس بنیاد پر جلد سے جلد اور بہتر سے بہتر عمارت تعمیر کریں۔ لہذا بڑھتے چلے جائیے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پاکستان زندہ باد

☆-☆-☆

بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح،
مصوّرِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کی نظر میں

قائداعظم محمد علی جناح کا شمار برصغیر پاک و ہند کی عظیم شخصیات میں ہوتا ہے۔انھوں نے اپنی ذہانت، فراست اور تدبر سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ مملکت کے خواب کو حقیقت میں بدل دیا۔ آپ نے اپنی شخصیت شرافت، لین دین کی ذہانت، فیصلے کی شجاعت، عمل کی جرات، حقیقتوں کی صداقت، اصولوں کی سیاست اور فکر و عمل سے ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کی مشترکہ قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔انھوں نے ثابت کیا کہ ارادوں کی توانائی کے سامنے سنگلاخ چٹانیں بھی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ تحریک پاکستان میں قوت ہار گئی اور جذبے جیت گئے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ بھی قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صلاحیتوں کے معترف تھے،ایک مقام ایسا بھی آیا جب علامہ محمد اقبال مایوس ہو کر لندن چلے گئے لیکن پھر قائداعظم کی خواہش کے احترام میں واپس لاہور آ گئے۔علامہ محمد اقبال نے جو خطوط قائداعظم کے نام لکھے تھے وہ قیام پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔علامہ محمد اقبال کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں سے غیر معمولی محبت تھی۔ یورپ سے واپسی کے بعد اقبال کے نظریات میں زبردست انقلاب آیا کیوں کہ یورپ میں قیام کے دوران انھوں نے انگریزوں کی مکاریوں کو بڑے قریب سے دیکھا کہ انگریز ”تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو“ کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں،اس لیے یورپ سے واپسی کے بعد انھوں نے متحدہ قومیت کے تصور کو بدل دیا اور ”ملت“ اور دو قومی نظریے کا پرچار کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اقبال نے ۱۹۲۶ء سے پیشتر کبھی عملی سیاست میں حصہ نہ لیا حالاں کہ ان کی فکری طور پر سیاسیات سے دلچسپی صاف ظاہر تھی۔ ان کے اپنے قول اور تحریروں کے مطابق ہندوستان میں متحدہ قومیت کا خواب دیکھنے والا وہ پہلا شخص تھا جس نے ہندو مسلم اتحاد کی حمایت کی۔ اتحاد و اشتراک اغراض پر مبنی تھا۔ ہندوستان کو مختلف اقوام کا وطن سمجھتے ہوئے انھوں نے کانگرس کی رکنیت اختیار نہ کی۔ اگر ان کی ۱۹۰۰ء کی شاعری کا فکری تجزیہ کیا جائے تو یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت بھی مسلم قومیت کا خیال ان کی قومی شاعری میں موجود تھا۔ یورپ سے واپسی پر وہ کلی طور پر ذہنی و قلبی انقلاب سے دوچار تھے اور اسی انقلاب نے ان کا قلبی و ذہنی رخ کلی طور پر اسلام کی طرف موڑ دیا۔ لندن میں مسلم لیگ کی برٹش کمیٹی سے تعلق اور اسلامک سوسائٹی سے وابستگی خاص اہمیت کی حامل تھی اور لاہور واپس آنے کے بعد انھوں نے فکری ہم آہنگی کی وجہ سے مسلم لیگ کی صوبائی شاخ سے وابستگی اختیار کی۔

عاشق حسین بٹالوی کی رائے میں ''مائیکل اڈوائر نے پنجاب کے دیہاتی شہری مسلمانوں کو لڑا کر ان کی ملی وحدت اور یک جہتی کو پارہ پارہ کیا، ۱۹۲۲ء میں جنم لینے والی یونینسٹ پارٹی اس وقت تک مضبوط اپوزیشن حاصل کرنے کے باوجود قبائلی تعصب کو ہوا دینے میں پیش پیش تھی۔''

جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۶ء کے ابتدائی مہینوں میں احباب کی محفلیں لمبی جمیتیں جن میں عالمی ملکی سیاسیات یا صوبائی سیاسیات پر گفت گو ہوتی۔''

چناں چہ ہندوستان ''خصوصاً پنجاب'' کے مسلمانوں کی اس صورتِ حال کو پیش نظر رکھ کر اقبال کا یہ انتہائی عقل مندانہ اقدام تھا کہ انھوں نے قوم و ملت کی ناؤ کو پار لگانے کی ٹھانی اور ایسے نازک حالات میں جب کہ ہندو قوم اپنے تعصب کے عروج پر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست کے علاوہ زندگی کے ہر میدان میں مسلمانوں کو زیر کرنے کی ٹھان چکی تھی۔ اقبالؒ نے عملی سیاست کے خارزار میں اترنے کا اقدام کیا اور ایسے سیاسی تفکر کو جگہ دی جس نے مسلمانوں کی سیاست اور سیاسی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اقبال کی صورت میں ایسا کامیاب سیاسی لیڈر سامنے آیا جس کی طاقت عوام تھی اور جس کی صداقت نے مفاہمت کا مرکز فراہم کیا تھا۔ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کو بھنور سے نکالنے کے لیے جس شخصیت کا انتخاب کیا وہ قائداعظم تھے۔

''مسٹر جناح آج مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سب سے معتمد لیڈر ہیں انھوں نے

اپنے ملک کی جو خدمت کی ہے وہ کسی اور لیڈر نہیں کی...... مسلمانوں کی طرف سے اگر کسی شخص کو بات کرنے کا حق ہے تو وہ صرف مسٹر جناح ہیں۔''

نہرو رپورت کی اشاعت کے بعد قائداعظم نے اپنے چودہ نکات پیش کیے۔اس رپورٹ کے بعد ہندو ذہنیت کی عکاسی ہونے لگی کہ ہندو کسی طرح بھی مسلمانوں کو برداشت کرنا نہیں چاہتے۔ ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد اور گول میز کانفرنسوں میں ہندوؤں اور سکھوں کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے۔جب ۱۹۳۴ء میں ''پاکستان'' کا نام تجویز کیا گیا تو ہر طرف سے اعتراضات کیے گئے۔۱۹۳۵ء میں انڈین ایکٹ نافذ ہوا۔اس ایکٹ کے تحت ہونے والے انتخابات میں کانگریس کو فتح حاصل ہوئی۔ کانگریسی وزارتیں بن گئیں۔ان کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں سے چن چن کر بدلے لیے۔مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے' مساجد کی بے حرمتی ہوئی۔''بندے ماترم گیت'' سے مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے گئے۔قیامت صغریٰ تھی' جس میں مسلمانوں کو سیاسی' معاشی اور معاشرتی طور پر کچلا گیا۔اقبال کے افکار نے قوم کو بیداری اور قائداعظم کی قیادت نے قوم کو نجات کا راستہ دکھایا۔قائداعظم محمد علی جناح کو احساس ہو گیا کہ اقبال مرد مومن ہے اور ''قومیت'' کے نام پر مسلمانوں کے لیے ایک الگ مملکت کا خواب دیکھ رہا ہے جس کے بارے میں محمد علی جناح نے خط بنام انعام اللہ خان محررہ ۱۶ مئی ۱۹۴۴ء میں لکھا۔

''۱۹۲۹ء سے میرے اور سر محمد اقبال نے نظریات میں ہم آہنگی پیدا ہوئی اور وہی ایک عظیم اور اہم مسلمان تھے جنھوں نے ہر مرحلہ پر میری حوصلہ افزائی کی اور آخری دم تک میرے ساتھ مضبوط سے کھڑے رہے۔۲۳ جنوری ۱۹۳۰ء سے ہندوؤں کی نافرمانی کی تحریک چلی جو سارا سال جاری رہی۔ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء کو اقبال نے پنجاب کونسل میں بجٹ پر آخری تقریر میں صنعتی ترقی سے بیکاری کی لعنت کو دور کرنے کا مشورہ دیا۔۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء کو گول میز کانفرنس کے دوران اقبال نے سر آغا خان کے نام تار دیا۔''

''تازہ خبریں اضطراب انگیز ہیں' مسلمانان پنجاب کی رائے عامہ دہلی مسلم کانفرنس کی منظورہ کردہ قراردادوں پر قائم ہے اس میں رد و بدل کو ناقابل برداشت خیال کرتی ہے اگر کوئی رد و بدل کی گئی تو مسلم مندوبین پر اعتماد نہیں رہے گا۔اگر ہندو مسلم مطالبات کو نہیں مانتے تو مسلمان کانفرنس کو چھوڑ کر چلے آئیں۔''

اس تار پر لاہور کے اخبار ٹریبون نے لکھا ''ہندو مسلم مفاہمت کی راہ میں دراصل اقبال ہی حائل ہے'' ۲۳ نومبر ۱۹۳۰ء کو اقبال نے Muslim Outlook کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا۔

''پنجاب اور دوسرے حصوں کے مسلمان جداگانہ انتخاب پر مضبوطی کے ساتھ جمع ہوئے ہیں۔'' علامہ محمد اقبالؒ کو قائداعظمؒ کی شکل میں ایک رفیق کار ملا' جس نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا تجزیہ کیا اور محسوس کرلیا کہ ہندو اور مسلمان الگ الگ قومیں ہیں جو کسی صورت بھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں' ان کے مذہب الگ الگ' رسم ورواج جدا جدا' طرز زندگی جدا' مسلمان ایک خدا کی پوجا کرتے ہیں' ہندو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا ایک رسول ﷺ ہندوؤں کی کئی کتابیں ہیں۔ الغرض یہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔

''علامہ اقبال کے خطوط ان کی سیاسی بصیرت' قائداعظم محمد علی جناح سے ان کے تعلقات اور فکری ہم آہنگی کا بھی ثبوت دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ نظریۂ پاکستان اور اساس پاکستان کا بھی تعین کرتے ہیں اس کے علاوہ اقبال کے نقطہ نگاہ کی وضاحت بھی ان کے خطوط سے ہوتی ہے۔ یہ خطوط ایسے وقت میں لکھے گئے تھے جب ہندوستانی مسلمان اپنی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہے تھے۔ برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا مسئلہ فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو رہا تھا اس فکری انتشار کے زمانے میں علامہ محمد اقبالؒ کی سیاسی بصیرت نے منزل پاکستان کی نشاندہی کی اور اس کے ساتھ ساتھ قائداعظم محمد علی جناحؒ کو حصول پاکستان کے لیے تیار بھی کیا۔''

جب قائداعظم محمد علی جناح کانگریس کے رویہ سے تنگ آ گئے اور انھوں نے یہ محسوس کیا کہ کانگریس دراصل ہندو مسلم اتحاد کی خواہاں نہیں بل کہ وہ تو بتدریج مسلمانوں کا سیاسی، سماجی، معاشرتی اور معاشی قتل عام کر رہی ہے تو قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تاکہ وہ عظمت رفتہ مسلمانوں کو واپس دلائی جائے جو ان کا گمشدہ خزانہ ہے۔ اس سلسلے میں برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تاریخ میں قانون ہند ۱۹۳۵ء سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور نہ پہلے کبھی مسلمانوں کو شدھی تحریک سے کچلنے کی کوشش کی جاتی تو کبھی بدنام زمانہ رولٹ ایکٹ نافذ کر دیا جاتا لیکن قائداعظم کسی ایسی تحریک کسی ایسے قانون کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے جس کا مقصد مسلمانوں کا استحصال ہو۔

علامہ اقبال بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے دست راست تھے۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کی ذہنی ہم آہنگی اور ایک دوسرے سے بذریعہ خطوط رابطے کے باوجود ایسا محسوس

ہوتا ہے کہ ان دونوں راہنماؤں کی سوچ کا انداز یکساں تھا یا پھر آپ دونوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے خیالات وافکار کے گھوڑے ایک ہی منزل کی طرف دوڑا رہے تھے۔ غور کیا جائے تو یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ ایک وہ محمد علی جناح تھے جنھوں نے وکالت کی ڈگری کے لیے لنکن ان میں داخلہ اس لیے لیا کہ وہاں رسول عربی ﷺ کا نام بڑے اور عظیم قانون دانوں میں سرفہرست تھا اور ایک ور شخصیات محمد اقبال جب انگلستان میں اسی مقصد کے لیے یعنی بار ایٹ لاء کے لیے جاتی ہے تو اس کے کردار میں بھی وہی پختگی نظر آتی ہے جو قائداعظم کے کردار اور نظر میں آئی ہے۔

اقبال کو بھی اسلامی تہذیب کے مقابلے میں مغربی تہذیب ہیچ نظر آتی ہے اور یہ ہم آہنگی علامہ کے خطوط میں بھی نظر آتی ہے۔ ان خطوط کے مباحث میں مسلم لیگ کی تنظیم، اس کا دیگر مسلم جماعتوں سے اتحاد و تعاون، اسے عوامی جماعت بنانے کے لیے اس کے منشور اور پروگرام میں تبدیلی کی اہم ضرورت، آل انڈیا نیشنل کنونشن کے انعقاد کی تجویز، قانون ہند ۱۹۳۵ء اور کمیونل ایوارڈ کے بارے میں مسلم پالیسی، ہندو مسلم فسادات، جناح سکندر معاہدہ، مسئلہ فلسطین اور برصغیر پاک و ہند میں امن وامان کے قیام اور اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیے شمال مغربی ہندوستان میں ایک مسلم ریاست کے قیام کی ضرورت اور اہمیت وغیرہ شامل ہیں۔ علامہ اقبال نے ان خطوط میں اپنے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار کیا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کے دستوری مسائل اور حالات کے مطالعہ اور تجربہ کے بعد پورے طور پر ان خیالات سے ہم آہنگ ہیں۔

گویا قائداعظم کے اس قول سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے علامہ اقبال کے ساتھ کتنے گہرے، قریبی اور پاکیزہ مراسم تھے اور اقبال کی خواہشوں کا احترام قائداعظم محمد علی جناح کے دل میں کس قدر زیادہ تھا اور قائداعظم بھی کتنے مردم شناس تھے کہ انھوں نے علامہ اقبال کے خطوط سے نہ صرف علامہ اقبال کی شخصیت کے پردے چاک کیے بل کہ انھیں ان خطوط کی روشنی میں مستقبل نظر آیا۔ برصغیر کے تڑپتے، سسکتے اور استحصال زدہ مسلمانوں کا مستقبل، انگریزوں کی پالیسیاں اور ہندوؤں کی عیاریاں اور چالبازیاں بھی انہی خطوط اقبال و قائد کے ذریعے ناکام ہوئیں کہ ایک طرف اقتدار کی ہوس اور دولت کے نشے میں چور انگریز تھا تو دوسری طرف شاطرہ و چالباز ہندو تھا لیکن ان کے مقابلے میں مسلمانوں کے دو بڑے پالیسی ساز جو مستقبل شناس بھی تھے اور ایک دوسرے کے نبض شناس بھی انھوں نے ہر بری چال ناکام بنادی، ہر بری آنکھ کو نکال دیا اور ہر برے ارادے کا

گلا گھونٹ دیا۔ قائداعظم مسلمانوں کے خلاف ہر سیلاب میں ایک مضبوط بند ثابت ہوئے کیوں کہ وہ ہر طرح کے لالچ سے پاک تھے۔

علامہ اقبال کے قائداعظم کے نام خطوط کی مدت گو کہ مئی ۱۹۳۶ء سے نومبر ۱۹۳۷ء تک ہے لیکن ان خطوط میں جن کی تعداد تیرہ کے قریب ہے کروڑوں مسلمانوں کے لیے نوید زندگی تھی، نوید صبح تھی۔ اس لیے ان خطوط کی اہمیت کے پیش نظر یہ بہت ضروری تھا کہ ان کو افادہ عام کے لیے شائع کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس بات کا سہرا سب سے مشہور ناشر شیخ محمد اشرف کے سر ہے، جنھوں نے ''اقبال کے خطوط جناح کے نام'' شائع کیے۔ ان خطوط کی دریافت جناب محمد شریف طوسی نے کی۔

علامہ اقبال کی نظر میں قائداعظم ہی وہ واحد چٹان تھے جن کے عزم و حوصلے کے آگے بڑی سے بڑی تند و تیز موجیں ٹکرا کر پاش پاش ہو سکتی تھیں۔ علامہ اقبال اپنی پیش رفت اور کام کے متعلق قائداعظم کو ہمیشہ باخبر رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں دوسری مسلمان تنظیموں کے ساتھ مذاکرات اور بحث مباحثے میں بھی مصروف رہتے تھے اور نہ صرف ان کی تمام مسلم تنظیموں پر گہری نظر تھی بل کہ وہ قائداعظم محمد علی جناح کو بھی تازہ صورت حال سے ہمیشہ باخبر رکھتے تھے ان کا ایک خط جو انھوں نے ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء کو قائداعظم کے نام لکھا۔ اس میں فرماتے ہیں ''مجھے توقع ہے کہ پنجاب کی جماعتیں بالخصوص احرار اور اتحاد ملت تھوڑی بہت نزاع و کش مکش کے بعد آخر کار آپ کے ساتھ شریک ہو جائیں گی۔ اتحاد ملت کے ایک سرگرم رکن نے چند روز ہوئے مجھے یہی بتایا ہے اگر چہ مولانا ظفر علی خان کے رویے کے بارے میں خود اتحاد ملت والے یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تاہم جلد ہی معلوم ہو جائے کہ رائے دہندگان اسمبلی میں اپنی نمائندگی اتحاد ملت والوں کے سپرد کرنے کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں۔''

علامہ اقبال نے ایک خط ۹ جون ۱۹۳۶ء کو قائداعظم کے نام تحریر کیا آپ لکھتے ہیں کہ ''ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ حیثیت کا ہندوؤں اور حکومت دونوں سے متعلق اس میں برملا اور واضح ذکر ہونا چاہیے اس بیان میں انتباہ ہی ہو کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے موجودہ سکیم کو اختیار نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ جو کچھ انھوں نے گزشتہ برسوں میں حاصل کیا ہے کھو بیٹھیں گے بل کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے قومی شیرازے کو پارہ پارہ کر دیں گے اور خود اپنے نقصان کا باعث ہوں گے۔''

ایک بہت اہم خط جو علامہ نے آشوب چشم کی وجہ سے اپنے ایک دوست سے لکھوایا اس

میں قائداعظم کو پنڈت جواہر لال نہرو کے اس خطاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جوانھوں نے آل انڈیا مسلم کنونشن میں کیا اور اسے مسلمانوں کے متعلق نئی ہندو حکمت عملی کے زاویہ نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں اس سلسلے میں قائداعظم لکھتے ہیں ''میرا خیال ہے کہ آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کا وہ خطبہ جوانھوں نے آل انڈیا نیشنل کنونشن میں دیا ہے پڑھا ہوگا جہاں تک اس کا تعلق مسلمانوں سے ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ نئے دستور نے مسلمانوں کو کم از کم اس بات کا ایک نادر موقع دیا ہے کہ وہ ہندوستان اور مسلم ایشیاء کی آئندہ سیاسی ترقی کے پیش نظر اپنی قومی تنظیم کر سکیں اگرچہ ہم ملک کی دیگر ترقی پسند جماعتوں کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہیں تاہم ہمیں اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایشیاء میں اسلام کی اخلاقی اور سیاسی طاقت کے مستقبل کا انحصار بہت حد تک ہندوستان کے مسلمانوں کی مکمل تنظیم پر ہے اس لیے آپ آل انڈیا نیشنل کنونشن کا جواب دینے کے لیے آل انڈیا مسلم کنونشن منعقد کریں اور پوری قوت اور قطعی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیں کہ سیاسی مطمہ نظر کی حیثیت سے مسلمانانِ ہند ملک میں جداگانہ سیاسی وجود رکھتے ہیں۔ دنیا کو یہ بتانا ضروری ہے کہ مسلمانانِ ہند کا اقتداری سے زیادہ اہم مسئلہ ثقافتی مسئلہ ہے۔ اس کنونشن سے ہندوؤں پر یہ عیاں ہو جائے گا کہ کوئی سیاسی حربہ خواہ کیسا ہی عیارانہ کیوں نہ ہو پھر بھی مسلمانانِ ہند اپنے ثقافتی وجود کو کسی طور پر نظرانداز نہیں کر سکتے۔''

علامہ اقبال نے ۱۹۳۷ء کو قائداعظم کو ایک خط میں مسلمانوں کے بنیادی مسائل کے بارے میں لکھتے ہوئے کہا کہ ''نئے دستور کے تحت اعلیٰ ملازمتیں تو بالائی طبقوں کے بچوں کے لیے مختص ہیں اور ادنیٰ ملازمتیں وزراء کے اعزا اور احباب کی نذر ہو جاتی ہیں، دیگر امور میں بھی ہمارے سیاسی اداروں نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی طرف کبھی غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ روٹی کا مسئلہ روز بروز نازک ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان محسوس کر رہے ہیں کہ گزشتہ دو سو سال سے وہ برابر تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ اس غربت کی وجہ ہندو ساہوکاری اور سرمایہ کاری ہے۔ خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ میں اس کا حل موجود ہے اور موجودہ نظریات کی روشنی میں مزید ترقی کا امکان ہے اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے تو ہر شخص کا حق معاش محفوظ ہو جاتا ہے۔''

علامہ اقبال کا دل و دماغ مسلمانوں کے رنج و الم کا اثر فوراً قبول کرتا تھا اور پھر اس کے حل

کے لیے کوشاں ہو جاتا تھا۔ پوری دنیا میں جہاں بھی کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے، اقبال اس پر رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ فلسطین کے بارے میں اپنے خط مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۳۷ء کو قائداعظم کو لکھتے ہیں۔

"مسئلہ فلسطین نے مسلمانوں کو مضطرب کر رکھا ہے مسلم لیگ کے مقاصد کے لیے عوام سے رابطہ پیدا کرنے کا ہمارے لیے یہ نادر موقع ہے مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ اس مسئلہ پر ایک زور دار قرارداد ہی منظور نہیں کرے گی، بل کہ لیڈروں کی ایک غیر رسمی کانفرنس میں کوئی ایسالائحہ عمل بھی تیار کیا جائے گا۔ جس میں مسلمان عوام بڑی تعداد میں شریک ہو سکیں، ذاتی طور پر اس امر کے لیے جس کا اثر ہندوستان اور اسلام دونوں پر پڑتا ہو، میں جیل جانے کے لیے تیار ہوں۔"

ان خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ اقبال، قائداعظم کی صلاحیتوں کے معترف تھے اور ان کی قیادت میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی نجات کا خواب دیکھ رہے تھے۔

☆-☆-☆

قائداعظم اور سکاؤٹنگ

مسلمان کی انفرادی زندگی، اجتماعیت کی رہین منت ہے۔ خدمت انسانیت مسلمان کی زندگی کا خاص وصف ہے۔ فخر موجودات، رحمت اللعالمین، فخر انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ انسانیت کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ وہ ہستی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ خود عظیم سے عظیم تر فرمائیں، انسان اس ہستی کی تعریف وثنا کس طرح بیان کر سکتا ہے۔

خدمت انسانیت کا ثمر ہے کہ اپنے اور بیگانے سب ہی نبی ﷺ محتشم کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ ازل سے ابد تک آپ ﷺ کے قول بحر بے کراں ہیں جن کی روشنی حرا سے حرم تک ہمیشہ انسانوں کے لیے راہ مستقیم ہے۔ ایک انگریز دانشور ایچ مائیکل ہاٹ نے بھی اپنی کتاب محسنین انسانیت کی فہرست میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کو نمبر اول شخصیت قرار دیا ہے۔ گویا انسانیت کی خدمت اسلامی تعلیمات کی روح ہے۔

انگریزوں نے تعلیمات قرآن کی روشنی سے بہت کچھ مستعار لیا ہے۔ تسخیر کائنات کا شعور اسلام سے ہی اخذ کیا ہے۔ بہت سی اخلاقی اقدار کا پرچار انھوں نے قرآنی تعلیمات سے حاصل کیا۔ سکاؤٹوں میں خدمت انسانیت کا جذبہ کوئی نہیں بل کہ اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے اسی لیے نوجوانوں خصوصاً طالب علموں کو دوسروں کی خدمت پر آمادہ کرنے کے لیے انگریزوں نے سکاؤٹ تحریک کا آغاز کیا۔ لارڈ بیڈن پاول آف گل دل نے ۱۹۲۵ء میں اس تحریک کو شروع کیا۔ کولمبیا میں شروع ہونے والی سکاؤٹ تحریک آج دنیا بھر میں محتاج تعارف نہیں۔ میڈیا کے زور پر اس تحریک نے جلد ہی اپنا نام بنایا۔ ۲۲ فروری کو لارڈ بیڈن پاول کے یوم پیدائش پر سکاؤٹس ڈے بھی منایا جاتا

ہے۔ بیڈن پاول ہی کو دنیا کا پہلا چیف سکاؤٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

پاکستان میں سکاؤٹ تحریک، ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کے پہلے چیف سکاؤٹ آف پاکستان کے حلف اٹھانے سے متعارف ہوئی لیکن قبل ازیں اگست ۱۹۴۷ء کو متحدہ ہندوستان کی جانب سے چھٹی ورلڈ سکاؤٹ جمبوری میں شرکت ۱۵۴ سکاؤٹس پر مشتمل دستہ نے موائزرن (فرانس) میں شرکت کی۔ جمبوری کی تقریبات جاری ہی تھیں کہ ۱۴/اگست کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا اور مسلمان سکاؤٹس نے یوم آزادی منانے کے ساتھ ساتھ پاکستانی قومی پرچم لہرانے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ یوں پاکستانی بوائے سکاؤٹس نے پہلے پاکستانی سفیر ہونے کا فخر بھی حاصل کیا۔

یہ سکاؤٹ دستہ جب ۱۶/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کراچی کی بندرگاہ پر پہنچا تو اس دستے کو قائداعظم محمد علی جناح کے خصوصی نمائندے نے خوش آمدید کہا اور قائداعظم کی جانب سے گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں شام کی چائے دی۔

دوران چائے نوشی سکاؤٹس دستے کے لیڈر قریشی ایم اقبال نے فرانس کی سرزمین پر قومی پرچم (پہلا قومی پرچم) لہرانے کی روداد تفصیل سے بیان کی۔ جسے سن کر قائداعظم محمد علی جناحؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا!

> ''مجھے نہایت مسرت ہے کہ پاکستانی سکاؤٹ بچوں نے علیحدگی کے باوجود اپنے برادرانہ تعلق کو قائم رکھا۔ ایسا ہی جذبہ قوم کے تمام نوجوانوں میں چاہتا ہوں اور یہ مقصد سکاؤٹ تحریک بخوبی پورا کر سکتی ہے۔ آپ سب سکاؤٹ اپنے اپنے علاقوں میں اس تحریک کو جاری کریں۔ قومی وقار کا دارومدار بھی اسی میں ہے۔ ملکی استحکام اور تعمیر و ترقی کے لیے قوم کے افراد کو متحد ہو کر اپنے ایمان کی روشنی میں پورے نظم و ضبط کے ساتھ مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ مجھے اس بات پر صدمہ ہے کہ تبادلہ آبادی کے وقت پاک و ہند میں انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کا قتل و غارت ہو رہا ہے۔ اس وحشیانہ رویہ کی مجھے قطعاً امید نہ تھی۔ ہماری آزادی کی پرامن جدوجہد کو مخالفین نے تباہی کے گھناؤنے بحران کی طرف دھکیل دیا جس سے برصغیر کی قوموں میں باہمی نفرت و حقارت کی بنیاد پختہ ہونے کا اندیشہ ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ہمیشہ سکاؤٹ تحریک کے اعلیٰ ترین مقاصد کے تحت ان جذبات کا اظہار کیا ہے کہ اس تحریک کے ذریعے سے ہم نوجوان نسل کی درست راہیں متعین کر سکتے

ہیں اور ایک ایسا طبقہ پید کیا جا سکتا ہے جو وقت آنے پر ملک وقوم کے لیے بری سے بری قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کر سکے گا۔

قائد اعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے پہلے چیف سکاؤٹ ہیں۔ انھوں نے ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کو باقاعدہ اس کا حلف اٹھایا اور یوں اس عالمگیر تحریک کو انھوں پاکستان میں متعارف کروایا۔ قائد اعظم نے پاکستان کے پہلے چیف سکاؤٹ کا حلف اٹھا کر مملکت خداداد پاکستان کے ہر آنے والے سربراہ کے لیے چیف سکاؤٹ کا اعزاز چھوڑا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے چیف سکاؤٹ آف پاکستان کا حلف اٹھا کر پاکستانی سکاؤٹس کو ایک پیغام دیتے ہوئے فرمایا!

> ''ہمارے نوجوانوں کا کردار بڑھانے میں سکاؤٹنگ ایک اہم اور نمایاں خدمت انجام دے سکتی ہے۔ یہ نہ صرف جسمانی، دماغی اور روحانی تربیت کے لیے ممد و معاون ہوسکتی ہے۔ بل کہ اس سے منظم، مفید اور قابل فخر شہری بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ اگر ہم واقعی دنیا میں بے خطر، پاکیزہ اور پرسکون ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو آیئے ہم انسانی فلاح و بہبود کے اس مقدس فریضے کی ابتدا افراد سے کریں بچپن سے ہی ان کے دلوں میں سکاؤٹنگ کے نصب العین اور بے لوث خدمت کے جذبے کو استوار کریں۔ اگر ہمارے نوجوان ہر کسی کی مدد کرنے، قول و فعل میں تضاد سے بچنے، ہر کسی کو اپنا دوست بنانے اور اپنے مفاد کو دوسروں کے سامنے پس انداز کرنے کا سبق سیکھ لیں تو مجھے امید واثق ہے کہ دنیا کی عالمگیر سلطنت ہمارے امکان اور دسترس میں ہوگی۔''

قائد اعظم محمد علی جناحؒ برصغیر کے مسلمانوں کا رشتہ ان کے روشن و تابناک ماضی سے جوڑنا چاہتے تھے۔ وہ ارض مقدس میں سکاؤٹنگ کے اصولوں کے ذریعے ایک مخصوص پاکستانی قوم تیار کرنا چاہتے تھے۔ جو اپنے مذہبی، ثقافتی ورثوں کی حامل و محافظ ہوتا کہ پاکستان اسلامی تقاضوں اور قومی امنگوں کے مطابق دنیا میں ترقی کر سکے اور سکاؤٹنگ کے تربیتی ماحول میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا یہ خواب یقیناً یقیناً شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے اپنے اپنے نونہالوں کو یہ تربیت دے کر قائد اعظم کے حسین خواب کو شرمندہ تعبیر کریں کہ قوم کا مستقبل روشن و تابناک ہو۔

یہ امر باعث فخر ہے کہ پاکستانی نوجوان صلاحیتوں کے اعتبار سے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے جوانوں سے کم تر نہیں ہیں۔ ان کی مخفی صلاحیتوں کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے تعلیمی

اداروں میں ہم نصابی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ایک وقت تھا جب نیشنل کیڈٹ کوراور ووٗمن گارڈز کے توسط سے نوجوانوں کی فوجی تربیت دینے کا اہتمام کیا جاتا تھا مگر افسوس خود انحصاری کی تلوار سے یہ سکیمیں قتل کر دی گئیں۔آج نوجوانوں میں جذبہ حب الوطنی اجاگر کرنے کے لیے سول ڈیفنس اور سکاؤٹس ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے۔حکومتی احکامات کے بغیر ہی سربراہان ادارہ جات کو چاہیے کہ وہ مقامی سطح پر تربیت کا اہتمام کریں۔ہمارے دوست رانا ارشاد علی صدیقی کی طرح ہر ڈویژن میں ایک ڈویژنل سکاؤٹس آفیسر موجود ہے ان کی خدمات کے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

طالب علموں کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کا جانشین بنانے کے لیے ان میں وطن دوستی کے جذبات بیدار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

☆-☆-☆

محمد علی جناحؒ

چشمِ حیات سے آسودۂ خاک ہونے تک!

☆ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء/۱۲۹۳ھ

ولادت محمد علی جناح وزیر مینشن کھارادر کراچی اسلامی کیلنڈر کے مطابق بروز پیر ۸ ذی الحج ۱۲۹۳ھ

☆ جنوری ۱۸۷۷ء/۱۲۹۴ھ

عقیقہ۔ایک بزرگ حسن پیر کی درگاہ پر

☆ ۱۸۸۲ء/۱۳۰۰ھ

ابتدائی تعلیم کا آغاز۔۶ برس کی عمر تھی جب ان کی تعلیم کے لیے ایک استاد کی خدمات حاصل کیں تا کہ انھیں قاعدہ پڑھنا اور گنتی لکھنا سکھائے۔

☆ ۱۸۸۳ء/۱۳۰۱ھ

سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں داخل کرادیا گیا۔

☆ ۱۸۸۵ء/۱۳۰۳ھ

باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایک پرائمری سکول میں داخل ہوئے۔

☆ ۱۸۸۶ء/۱۳۰۴ھ

گوکل داس تیج پرائمری سکول بمبئی میں داخلہ

☆ ۴جولائی ۱۸۸۶ء/۱۳۰۵ھ
ایک بار پھر سندھ مدرسۃ الاسلام میں داخلہ۔ یہاں پرانھوں نے درجہ چہارم تک تعلیم حاصل کی۔

☆ ۵جنوری ۱۸۹۱ء۔ ۱۳۰۹ھ
سندھ مدرسۃ الاسلام سے فارغ ہوکر کراچی کے کرسچین مشنری سوسائٹی ہائی سکول میں داخل ہوئے۔

☆ جنوری ۱۸۹۲ء/۱۳۱۰ھ
میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

☆ جنوری ۱۸۹۲ء
قائداعظم کی شادی ایمی بائی سے انجام پائی۔ قائداعظم کے والد نے اپنے دوست سرلی کرافٹ کے مشورے پر اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان بھیجا۔ جہاں انھوں نے لنکنز اِن میں داخلہ لیا۔

☆ ۱۸۹۳ء/۱۳۱۱ھ
لندن کی مشہور درس گاہ لنکنز اِن میں داخلہ۔ اس طرح ان کے قانون دانی کے مستقبل کا آغاز ہوا۔

☆ ۱۴/اپریل ۱۸۹۴ء/۱۳۱۲ھ
اپنے موروثی نام محمد علی جناح بھائی کو صرف محمد علی جناح میں تبدیل کیا۔

☆ ۱۸۹۵ء/۱۳۱۳ھ
سب سے کم عمر طالب علم کی حیثیت سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔

☆ ۲۸/اپریل ۱۸۹۶ء
بارایٹ لاء ہونے کا اعلان کیا گیا۔

☆ ۲۹/اپریل ۱۸۹۶ء/۱۳۱۴ھ
۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے وطن واپسی اور کراچی میں وکالت کا آغاز۔ قائداعظم کی اہلیہ ایمی بائی انتقال کر گئیں۔ اسی سال قائداعظم کی والدہ کا بھی انتقال ہوا۔

☆ ۱۸۹۷ء/۱۳۱۵ھ
کراچی سے بمبئی چلے گئے اور وہاں واحد مسلمان وکیل کی حیثیت سے وکالت شروع کی۔

☆ ۱۸۹۹ء/۱۳۱۷ھ
بمبئی کے ایڈووکیٹ جنرل میکفرسن (MECKFRSON) کی لائبریری میں پڑھنے کی

اجازت۔ ایک رعایت جو پہلی بار کسی ہندوستانی کو ملی۔

☆ ۱۹۰۰ء/۱۳۱۸ھ

(مئی تا نومبر) پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی کی حیثیت سے کام کیا۔ ملازمت چھوڑ کر دوبارہ وکالت شروع کی تاکہ سیاست میں حصہ لینے کے قابل ہو سکیں۔ جلد ہی وکالت میں نام پیدا کرنا شروع کر دیا۔

☆ ۱۹۰۱ء/۱۳۱۹ھ

کانگرس کے بعض جلسوں میں شرکت۔

☆ ۱۹۰۲ء/۱۳۲۰ھ

والد محترم جناح پونجا کا بمبئی میں انتقال ہوا۔

☆ ۱۹۰۳ء/۱۳۲۱ھ

میونسپل کارپوریشن بمبئی میں بطور قانونی مشیر تقرری۔

☆ ۱۹۰۴ء/۱۳۲۲ھ

پہلی بار کانگرس کے کلکتہ اجلاس میں شرکت فرمائی۔

☆ ستمبر ۱۹۰۵ء/۱۳۲۳ھ

انڈین نیشنل کانگرس میں شمولیت۔ مسٹر گوپال کرشنا گوکھلے کے ساتھ ہندوستان سے لندن روانہ ہوئے۔

☆ ۱۹۰۶ء/۱۳۲۴ھ

پہلی پبلک تقریر ''وقف علی الاولاد'' کے موضوع پر کلکتہ کانگرس میں کی۔

☆ ۱۹۰۶ء/۱۳۲۴ھ

کچھ عرصہ کے لیے دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا۔

کانگرس میں شمولیت کا اعلان۔

سیاسی زندگی کا آغاز کلکتہ سے ہوا۔

☆ ۲۶۔۲۹ دسمبر ۱۹۰۶ء

کانگرس کے کلکتہ اجلاس کی صدارت کی اور پہلی سیاسی تقریر کی۔

☆ ۳۱۔۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء
ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کا اعلان کیا۔

☆ ۸ جنوری ۱۹۰۷ء/۱۳۲۵ھ
انڈین مسلمان ایسوی ایشن کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔

☆ فروری ۱۹۰۷ء
انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔
مدھو باغ کے شاندار جلسے میں شرکت کی۔

☆ ۷/اپریل ۱۹۰۷ء
انجمن ضیاء الاسلام کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۸/اکتوبر ۱۹۰۷ء
بدھا جوبلی میٹنگ میں بطور مقرر شامل کیا گیا۔

☆ ۱۴/اکتوبر ۱۹۰۷ء
برطانوی ممبر آف پارلیمنٹ کے اعزاز میں بمبئی پریذیڈنسی

☆ ۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء
ایسوی ایشن کی جانب سے منعقدہ کانگرس کے اجلاس میں شریک ہوئے۔

☆ دسمبر ۱۹۰۷ء
سورت میں منعقدہ کانگرس کے اجلاس میں شریک ہوئے۔

☆ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ
بال گنگا دھر تلک کے مقدمے کی پیروی کی۔

☆ دسمبر ۱۹۰۸ء
انڈین نیشنل کانگرس کے تیئسویں اجلاس منعقدہ مدراس میں شرکت کی۔

☆ ۲۹ دسمبر ۱۹۰۸ء
بابو سریندر ناتھ بینرجی کی حمایت میں قائد نے اصلاحات کی تجاویز پر پیش کی گئی قرارداد پر

ایک مختصر سی تقریر کی۔

☆ ۱۹۰۹ء/۱۳۲۷ھ

بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر مرکزی قانون ساز کونسل کے ممبر چنے گئے۔

☆ ۱۹۰۹ء

سپریم لجسلیٹو کونسل کے لیے بلا مقابلہ ممبر انتخاب ہوئے۔

☆ یکم اگست ۱۹۰۹ء

انجمن ضیاء الاسلام کے ایک جلسہ عام میں شرکت کی۔

☆ 4 جنوری ۱۹۱۰ء

گورنر جنرل کی کونسل ''امپیریل لجسلیٹو کونسل'' میں مسلمانوں کی جانب سے بمبئی کونسل میں غیر سرکاری ممبر کے طور پر بلا مقابلہ منتخب ہو گئے۔

☆ ۲۵ جنوری ۱۹۱۰ء

امپیریل لجسلیٹو کونسل کے فاضل ممبر کے طور پر حلف اٹھایا۔

☆ ۱۹۱۰ء/۱۳۲۸ھ

مرکزی کونسل کے پہلے اجلاس میں شرکت کی اور وائسرائے لارڈ منٹو سے نٹال (NETAL) میں جبری مزدوری کے بل پر جھڑپ۔ اس سلسلے میں برطانوی ظالمانہ پالیسی پر کڑی تنقید کی۔

☆ ۸ فروری ۱۹۱۰ء

ہندو مسلم اتحاد کانفرنس میں شرکت اور گوپال کرشنا گوکھلے کی طرف سے ''مسلم ہندو اتحاد کا سفیر'' کا لقب۔

☆ فروری ۱۹۱۰ء

امپیریل لجسلیٹو کونسل کلکتہ کی ایک میٹنگ میں شرکت کی۔

☆ ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء

مسلمانوں کے وقف علی الاولاد کے قانون کے بارے میں برطانوی حکومت کے موقف کو چیلنج کیا۔ گوپال کرشنا گوکھلے کے معاہدہ محنت کی حمایت کی۔

☆ ۲۳ مارچ ۱۹۱۰ء

کونسل کے ایک اجلاس میں پولی ٹیکنیک کالج کے قیام اور ضرورت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ جون ۱۹۱۰ء
بمبئی میں خواجہ یوسف شاہ کی جانب سے جسٹس شاہ دین کے اعزاز میں دی گئی دعوت میں شرکت کی۔
☆ اگست ۱۹۱۰ء
ہندوستانیوں کے نفاق اور عدم اتحاد کے خلاف جمع کئے جانے والے چندے میں ایک سو روپے کا خود ذاتی طور پر چندہ دیا۔
☆ دسمبر ۱۹۱۰ء
اجلاس کانگرس الٰہ آباد میں شمولیت۔
☆ یکم جنوری ۱۹۱۱/۱۳۲۹ھ
الٰہ آباد میں ہندو مسلم یونیٹی کانفرنس میں شرکت کی۔
☆ ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء
لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔
☆ جنوری ۱۹۱۱ء
بمبئی کے ایک استقبالیہ میں سپاس نامہ پڑھا۔
☆ ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء
گوپال کرشنا گوکھلے کی جانب سے پیش کئے گئے ایلیمنٹری ایجوکیشنل بل کی تائید میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
☆ ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء/۱۳۲۹ھ
مسلمانوں کی خواہش پر مرکزی کونسل میں مسلم وقف الاولاد بل پیش کیا۔
☆ ۱۹۱۲ء/۱۳۳۰ھ
مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شرکت کی۔
☆ ۲۶ فروری ۱۹۱۲ء
کونسل میں سپیشل مجسٹریٹ کے بل پر اپنے خیالات کا اظہار۔
☆ ۲۸ فروری ۱۹۱۲ء
مرکزی کونسل میں بابو بھوپندر ناتھ باسو کی پولیس انتظامیہ سے متعلق قرارداد کے پہلے حصے کی

حمایت کی۔

☆ ۱۹مارچ ۱۹۱۲ء

مسٹر گوپال کرشنا گوکھلے کے ابتدائی تعلیم بل کی زبردست حمایت۔

☆ اکتوبر ۱۹۱۲ء

سید علی امام اور فضل بھائی کریم بھائی کے اعزاز میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا۔

☆ ۱۰نومبر ۱۹۱۲ء

بمبئی کے ایک اجلاس میں جنگ بلقان کے حوالے سے ترکی کے مسلمانوں سے گہرے روابط اور ہمدردی کا اظہار کیا۔

☆ ۲۱دسمبر ۱۹۱۲ء

وائسرائے کے اجلاس میں شرکت۔

☆ دسمبر ۱۹۱۲ء

آگرہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتویں سالانہ اجلاس میں بحیثیت مہمان کے شرکت اور جداگانہ انتخابات کے حق میں تقریر۔

☆ ۳۱دسمبر ۱۹۱۲ء

بانکی پور بہار میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۷فروری ۱۹۱۳ء/۱۳۳۱ھ

امپیریل لجسلیٹو کونسل میں مسلمان وقف کے لیے ایک ایڈیشنل ممبر کے طور پر منتخب ہوئے۔

☆ ۱۷فروری ۱۹۱۳ء

کونسل میں یہ قرارداد پیش کی کہ مسلمان وقف بل سلیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔

☆ ۲۵فروری ۱۹۱۳ء

امپیریل کونسل میں انڈین ایکسٹراڈیشن بل ترمیم کے لیے پیش کیا۔

☆ ۵مارچ ۱۹۱۳ء/۱۳۳۱ھ

انڈین فوجداری لائل پر اظہار خیال کیا۔

وقف علی الاولاد بل کو مرکزی کونسل سے منظور کرایا۔

☆ ۱۱مارچ ۱۹۱۳ھ

بمبئی میں پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہوکر ہندوستانیوں کے مفادات میں ایک بیان دیا۔

☆ مئی ۱۹۱۳ھ

گوپال کرشنا گوکھلے کے ساتھ انگلستان کا سفر اختیار کیا۔

☆ ۲۰ جون ۱۹۱۳ھ

لندن میں انڈین ایسوسی ایشن کے اجلاس میں ہندوستانی طبقاتی نظام پر اظہار افسوس کیا۔

☆ ۲۵ جون ۱۹۱۳ھ

لندن میں سنٹرل ایسوسی ایشن آف انڈین سٹوڈنٹس بنائی۔

☆ ۲۸ جون ۱۹۱۳ھ

لندن میں سنٹرل ایسوسی ایشن آف انڈین سٹوڈنٹس بنائی۔

☆ ۱۹۱۳ھ

مرکزی کونسل میں انڈین کریمینل لاء ترمیمی بل پر تنقید بمبئی میں وکالت کا آغاز۔

☆ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۳ھ

مسلم لیگ کے ساتویں سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے آگرہ پہنچے۔

☆ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ھ

کانگرس کے اجلاس میں آئینی اصلاحات پر مشتمل ایک قرارداد پیش کی۔

☆ دسمبر ۱۹۱۳ھ

باضابطہ طور پر مسلم لیگ کی رکنیت حاصل کی۔

☆ مئی ۱۹۱۴ء/ ۳۳-۱۳۳۲ھ

لندن روانگی کے لیے کانگرس کے پانچ رکنی وفد میں شمولیت۔

☆ ۳ جون ۱۹۱۴ء

مسلم لیگ کے سیکرٹری کو تجویز بھجوائی کہ مسلم لیگ کا آیندہ اجلاس بمبئی میں منعقد کیا جائے۔

☆ نومبر ۱۹۱۴ء

کانگرس اور مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ایک ہی شہر بمبئی میں منعقد کرنے کی تجویز پیش کی۔

☆ ۲۸دسمبر۱۹۱۴ء
آل انڈیا کانگرس کے اجلاس میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔

☆ دسمبر۱۹۱۴ء
بمبئی میں مسلم لیگ کے اجلاس پر پولیس نے لوگوں پر تشدد کیا۔اس پر قائد نے بمبئی کے گورنر اور لارڈ ولنگڈن سے شدید احتجاج کیا۔

☆ ۷فروری ۱۹۱۵ء/۱۳۳۴ھ
آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک ممبر منتخب ہوئے۔

☆ ۱۳فروری ۱۹۱۵ء
بمبئی مسلم سٹوڈنٹس یونین کے ایک اجلاس کی صدارت کی۔

☆ مئی ۱۹۱۵ء
عظیم لبرل سیاست دان کی یاد میں بمبئی میں منعقدہ اجلاس میں گوپال کرشنا گوکھلے یادگار کے لیے قرارداد پیش کی۔

☆ اکتوبر۱۹۱۵ء
ٹائمز آف انڈیا میں ایک مکتوب کے ذریعے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ہندوستان کے مستقبل کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی۔

☆ ۱۱نومبر۱۹۱۵ء
مسلم عوام اور لیڈروں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور یہ بھی تجویز کیا کہ ہندو مسلم مل کر متحدہ محاذ قائم کریں۔

☆ دسمبر۱۹۱۵ء
بمبئی میں ایک اجلاس میں مسلم لیگ کی ایک خاص کمیٹی تشکیل دینے کی قرارداد منظور کی۔

☆ یکم جنوری ۱۹۱۶ء/۱۳۳۵ھ
مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں اُنھوں نے ایک قرارداد پیش کی کہ ایک ایسی کمیٹی قائم کی جائے جو آئینی اصلاحات کا منصوبہ بنا سکیں اور برطانوی حکومت کے خلاف تمام سیاسی جماعتوں کو متحد ہو جانا چاہیے۔

☆ ۶ جون ۱۹۱۶ء
بمبئی کے ایک جلسہ عام میں پریس ایکٹ کے خلاف ایک یادداشت تیار کرنے کے لیے کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا۔

☆ ۲۱ جون ۱۹۱۶ء
امپیریل لجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ ۷۔۱۲/ اگست ۱۹۱۶ء
بال گنگا دھر تلک کی حکومت کے خلاف تقریروں کے حوالے سے تلک کے وکیل کے طور پر صفائی بیان کی اور اس کی وکالت کی۔

☆ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۶ء
پرائیویٹ بل کے بارے میں ہندو مسلم قیاس آرائیوں اور چہ میگوئیاں کا تذکرہ کیا۔

☆ ستمبر ۱۹۱۶ء
امپیریل لجسلیٹو کونسل کے لیے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔

☆ ۱۱/ اکتوبر ۱۹۱۶ء
لکھنؤ میں مسلم لیگ کے اجلس کی صدارت کی۔

☆ ۲۱/ اکتوبر ۱۹۱۶ء
احمد آباد میں بمبئی پراونشل کانفرنس کے سولھویں اجلاس کی صدارت کی اور ہندو مسلم اتحاد کے لیے ابتدائی لازمی تعلیم کی اہمیت پر بھی زور دیا۔

☆ نومبر ۱۹۱۶ء
کانگرس کمیٹی اور مسلم لیگ کمیٹی کے لیے مشترکہ طور پر بہترین خدمات انجام دیں۔

☆ نومبر ۱۹۱۶ء
عارضی ریذیڈنسی مجسٹریٹ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

☆ ۱۹۱۶ء
قائداعظم اور گاندھی کی پہلی ملاقات بمبئی میں ہوئی۔

☆ ۲۷۔۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء
ہندو اور مسلمان رہنماؤں سے باہمی مشاورت کے بعد کانگرس اور مسلم لیگ کو صوبائی کونسلوں

میں مسلمانوں کی تیس فیصد نمائندگی کے لیے رضامند کرلیا۔

☆ دسمبر ۱۹۱۶ء

لکھنو اجلاس میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا ممبر منتخب کرلیا گیا۔ مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ کی صدارت کی جس میں کانگرس اور لیگ کی متفقہ سکیم کو منظور کیا گیا، جسے عرف عام میں ''لکھنؤ پیکٹ'' (میثاقِ لکھنؤ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ ۱۹۱۷ء/۱۳۳۶ھ

دوبارہ امپیریل لجسلیٹو کونسل کا ممبر چنا گیا۔

☆ ۲۱ فروری ۱۹۱۷ء

کونسل کے اجلاس میں انڈین ڈیفنس بل کا خیر مقدم کیا اور کہا ہندوستانی افسروں کو بھی فوج میں بھرتی کیا جانے چاہیے۔

☆ ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء

آگرہ اور اودھ کے گورنر کے تعین کی قرارداد پر اظہار خیال کیا۔

☆ ۲۸ فروری ۱۹۱۷ء

کونسل میں ابتدائی لازمی تعلیم کی قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔

☆ ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء

رائل کمیشن آف پبلک سروس اور یونی ورسٹی آف ڈھاکہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۲۳ مارچ ۱۹۱۷ء

کونسل میں امپیریل بجٹ ۱۸۔۱۹۱۷ء پر اپنی رائے کا اظہار کیا اور بجٹ پر بحث کے دوران ہندوستانیوں اور یورپینوں کے لیے مساوی انصاف کے لیے کوشش کی۔

☆ ۶ مئی ۱۹۱۷ء

لندن وفد میں شرکت کے لیے مسلم لیگ کی جانب سے منتخب ہوئے۔

☆ جولائی ۱۹۱۷ء

بمبئی کے مراد جی گوکل داس ہال میں ایک جلسہ عام کی صدارت کی۔

☆ ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء

بمبئی میں لیگ کونسل اور کانگرس کمیٹی کے مشترکہ اجلاس کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں ہوم رول لیگ کے گرفتار شدہ لوگوں کی رہائی کے لیے اقدامات کئے۔

☆ ۲۹ جولائی ۱۹۱۷ء

ہوم رول لیگ کے ایک عوامی جلسہ کی صدارت کی۔

☆ ۳۰ جولائی ۱۹۱۷ء

بمبئی پریذیڈنسی ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام جلسے کی صدارت کی۔ جس میں انگریزوں کی ظالمانہ پالیسی کے خلاف احتجاج کیا گیا۔

☆ اگست ۱۹۱۷ء

بمبئی میں ہوم رول مسئلے پر ایک جلسہ عام کی صدارت کی۔

☆ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل میں پٹنہ یونی ورسٹی بل اور میاں محمد شفیع کی پنجاب کے نظام حکومت کے بارے میں دستاویز پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل میں یہ بیان دیا کہ بعض امور میں مثلاً انڈین ٹرانسفر آف شپس ریسٹرکشن بل میں ہندوستانیوں کو بھی برطانوی حقوق ملنے چاہئیں۔

☆ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل میں برٹش آفیسرزان انڈین سول سروس اور محکمہ پولیس کی قرارداد پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

☆ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل کے اجلاس میں یہ تجویز پیش کی۔ آئی سی ایس کے امتحانات بیک وقت ہندوستان اور لندن میں ہونے چاہئیں۔ تاکہ ہندوستانی بھی ان میں حصہ لے سکیں۔

☆ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل میں اس قرارداد کی حمایت کی کہ ہندوستانی آئی سی ایس کے لیے پچاس فیصد کوٹہ مخصوص کر دیا جائے۔

☆ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء

کونسل کے اجلاس میں یہ قرارداد منظور کرائی کہ انڈین ریلویز ایکٹ ۱۸۹۰ء کا از سرِ نو جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔

☆ ستمبر ۱۹۱۷ء

شملہ میں ایک انٹرویو کے دوران کہا کہ کونسل کی ترمیم ۱۹ ممبروں کی یادداشت اور لکھنؤ پیکٹ کی روشنی میں ملک میں آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

☆ ستمبر ۱۹۱۷ء

بمبئی میں اپالو بندر میں ایک شاہانہ فلیٹ حاصل کیا اور یہاں پر ایک لائبریری بھی قائم کی۔

☆ ۵/اکتوبر ۱۹۱۷ء

الٰہ آباد میں مسلم لیگ کونسل میٹنگ میں شرکت کی۔

☆ ۶/اکتوبر ۱۹۱۷ء

لیگ کونسل اور کانگری کمیٹی کے ایک مشترکہ اجلاس میں شرکت کی۔

☆ اکتوبر ۱۹۱۷ء

الٰہ آباد میں ہوم رول لیگ کے ایک جلسہ عام میں شرکت کی اور صرف ہندوستان کے لیے حق خود اختیاری کے حصول کی خاطر ہوم رول لیگ میں شمولیت اختیار کی۔

☆ نومبر ۱۹۱۷ء

سیکرٹری آف سٹیٹ ایڈون مانٹیگو سے ملاقت کی۔

☆ نومبر ۱۹۱۷ء

بمبئی میں ایک جلسہ عام کی صدارت کے فرائض ادا کیے۔

☆ نومبر ۱۹۱۷ء

قائد، مسلم لیگ اور کانگرس کے لیڈروں نے لارڈ چیمسفورڈ کی موجودگی میں ایک دستاویز پر دستخط کیے۔

☆ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء

کلکتہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔

کرنس سکیم پر بھی شدید نکتہ چینی کی۔
ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشس کی۔

☆ ۶ فروری ۱۹۱۸ء/ ۱۳۳۷ھ

صوبوں کی لسانی بنیادوں پر تقسیم کی اور از سر نو تقسیم کے سلسلے میں کونسل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ فروری ۱۹۱۸ء

وائسرائے ہند سے ملاقات کے لیے بطور ایک وفد کے منتخب ہوئے تاکہ گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کر سکیں۔

☆ ۲۷ فروری ۱۹۱۸ء

کونسل کے اجلاس میں کلکتہ ہائی کورٹ کے دائرہ کار کو آسام تک بڑھانے کی قرارداد پر اظہار خیال کیا۔

☆ ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء

انڈین ڈیفنس فورس بل اور ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی کے بارے میں اظہار خیال کیا۔

☆ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء

انڈین سولجرز بل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء

بمبئی میں سر ڈنشا پیٹیٹ کی صاحبزادی رتن بائی سے شادی ہوئی۔
بعض کتب میں ۱۸/ اپریل ۱۹۱۸ء بمطابق ۷/ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ درج ہے۔

☆ ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء

شادی کے موقع پر عمائدین شہر کی ایک ضیافت کا اہتمام کیا۔

☆ ۲۷/ اپریل ۱۹۱۸ء

دہلی میں ایک کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ کانفرنس ہندوستانیوں کی ملازمت کے سلسلے میں منعقد ہوئی تھی۔

☆ ۳۰/ اپریل ۱۹۱۸ء

دہلی میں دار کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں آپ نے ملک میں آئینی اصلاحات کے نفاذ کا

مطالبہ دہرایا۔

☆ ۷جون ۱۹۱۸ء

بمبئی میں ہوم رول لیگ کے زیر اہتمام جلسے کی صدارت کی۔

☆ ۱۰جون ۱۹۱۸ء

بمبئی میں منعقدہ وار کانفرنس کے ایک اجلاس میں شرکت کی اور گورنر لارڈ ولنگڈن سے جنگی کونسل کے جلسے میں معرکتہ الارا جھڑپ۔

☆ ۱۷جون ۱۹۱۸ء

لارڈ ولنگڈن کے خلاف مظاہرے کی رہنمائی کی۔

☆ جون ۱۹۱۸ء

بمبئی میں ہوم رول لیگ کے زیر اہتمام جلسے کی صدارت کی۔

☆ جولائی ۱۹۱۸ء

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کی تجویز پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ ان اصلاحات کا مقصد مقننہ کو انتظامیہ پر برتری ہونی چاہئے۔

☆ اگست ۱۹۱۸ء

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات میں مجوزہ دوایوانی نظام کی شدید مخالفت کی۔

☆ ۴ستمبر ۱۹۱۸ء

کونسل کے ایک اجلاس میں ہندوؤں کے قانون شادی کے بارے میں مباحث میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ ۷ستمبر ۱۹۱۸ء

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات تجاویز پر مرکزی اسمبلی میں تبصرہ کیا۔

بینرجی کی قرارداد ہاؤس کمیٹی کا قیام برائے اصلاحات کی حمایت کی۔

☆ ۹۔۱۰ستمبر ۱۹۱۸ء

ہندوستان میں ملٹری کے اخراجات بڑھانے کے ضمن میں کونسل میں ایک قرارداد پیش ہوئی۔ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۸ء
کونسل کے اجلاس میں کاٹن کلاتھ بل اور معاہدہ محنت پر قراردادوں کی مباحث میں حصہ لیا۔

☆ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۸ء
مرکزی کونسل میں پریس قوانین پر تنقید کی۔

☆ ستمبر ۱۹۱۸ء
پریس لجسلیشن ان انڈیا کے بارے میں کمیٹی کے قیام کی ایک قرارداد کونسل میں پیش ہوئی تو اس کی مباحث میں حصہ لیا۔

☆ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۸ء
سیڈیشن (SEDITION) کمیٹی رپورٹ پر مرکزی اسمبلی میں تقریر کی۔

☆ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۸ء
لارڈ ولنگڈن کے اعزاز میں شہری سپاس نامہ پیش کرنے راحتجاج اور جلسے کی ناکامی۔

☆ دسمبر ۱۹۱۸ء
بمبئی میں جناح ہال کا سنگ بنیاد رکھا دیا۔

☆ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۸ء
کانگرس کے اجلاس میں شرکت کی اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا ممبر منتخب کرلیا۔

☆ ۱۹۱۸ء
اور ینٹ کلب بمبئی سے قائد نے استعفیٰ دیا۔

☆ فروری ۱۹۱۹ء/۱۳۳۸ھ
کریمینل لاء ایمرجنسی پاورز بل کی شدید مخالفت کی جیسے عرف عام رولٹ بل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء
رولٹ بل منظور ہونے کے بعد احتجاج کے طور پر قانون ساز اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا اور اس کو سیاہ ایکٹ سے تعبیر کیا۔

☆ اپریل ۱۹۱۹ء
رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاج میں شمولیت اختیار کی۔

☆ جولائی۔اگست ۱۹۱۹ء
دارالعلوم کی جانب سے اصلاحات کے لیے بنائی گئی جائزہ کمیٹی میں مسلم لیگ کی طرف سے شرکت کی۔

☆ ۱۹۱۹ء
مرکزی کونسل کی سلیکٹ کمیٹی کے سامنے مسلم لیگ کے خیالات کی نمائندگی۔ یہ کمیٹی انڈین ریفارم بل پر غوروخوض کے لیے تشکیل دی گئی۔

☆ ۱۵/اگست ۱۹۱۹ء
قائداعظم کی بیٹی دینا جناح نے جنم لیا۔

☆ اکتوبر ۱۹۱۹ء
انڈین ریویو میں خلافت تحریک اور ترکی کے بارے میں ایک ایک بیان دیا۔

☆ ۱۴نومبر ۱۹۱۹ء
اے پی آئی کے ایک انٹرویو میں اصلاحات کے نفاذ کو ہندوستان کے لیے مفید اور اہم قرار دیا۔

☆ ۲۳نومبر ۱۹۱۹ء
آل انڈیا خلافت کانفرنس کو بذریعہ تار اپنی ہمدردیوں اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

☆ دسمبر ۱۹۱۹ء
بذریعہ ٹیلی گرام خلافت کانفرنس کے اغراض ومقاصد سے اتفاق کیا۔

☆ ۲۷دسمبر ۱۹۱۹ء
کانگرس کا سالانہ اجلاس امرتسر میں ہوا۔ اس اجلاس میں اصلاحات کی قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۱۹۱۹ء
مسلم لیگ کے صدر بنے۔

☆ ۲۲فروری ۱۹۲۰ء/۱۳۳۹ھ
مسلم لیگ کے سیکرٹری کو خط لکھا کہ وہ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کی صدارت کریں گے۔

☆ ۵۔۷ستمبر ۱۹۲۰ء

کانگرس کی سب کمیٹی میں عدم تعاون کی تحریک کے خلاف اظہار خیال کیا۔

☆ ۷ ستمبر ۱۹۲۰ء

کلکتہ میں کانگرس اور مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں برطانوی حکومت کی عثمانی سلطنت کے بارے میں مخالفانہ پالیسی پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا گیا۔

☆ ۳/اکتوبر ۱۹۲۰ء

ہوم رول لیگ پر جنرل میٹنگ میں گاندھی کی تجاویز کی مخالفت کی۔

☆ ۴/اکتوبر ۱۹۲۰ء

آل انڈیا ہوم رولنگ لیگ کے اجلاس میں گاندھی کی قرارداد کی مخالفت کی لیکن پھر بھی یہ منظور ہوگئی۔ اس پر آپ اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔

☆ ۲۵/اکتوبر ۱۹۲۰ء

ہوم رول لیگ سے استعفیٰ۔

☆ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء

کانگرس کے اجلاس ناگپور میں شرکت کی۔ انھوں نے گاندھی کی عدم تعاون تحریک کی مخالفت کی۔

☆ ۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء/۱۳۴۰ھ

بمبئی میں تقریر۔ مسٹر گاندھی کی سیاسی حکمت عملی سے اختلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والے عواقب کا اظہار کیا۔

☆ ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء

بمبئی میں گوپال کرشنا گوکھلے کی برسی کے سلسلے میں جلسہ عام سے خطاب کیا اور کہا کہ گاندھی کی عدم تعاون کی تحریک بے وقت اور غلط ہے۔

☆ ۱۹۲۱ء

نئی مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ دسمبر ۱۹۲۱ء

گاندھی کی عدم تعاون کی تحریک کے خلاف حکومت ہند کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

☆ ۳ جنوری ۱۹۲۲ء/۱۳۴۱ھ

ہندوستان کے تمام اہم سیاسی لیڈروں کو خط لکھا کہ بمبئی میں ملک کو درپیش مسائل کے حل کے

لیے کوئی مثبت لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔

☆ ۱۴۔۱۶ جنوری ۱۹۲۲ء

بمبئی میں آل پارٹیز کانفرنس ہوئی۔اس کانفرنس میں حکومت کی پالیسیوں کو تنقید کا ہدف بنایا اور اخباری بیانات بھی جاری کئے۔

☆ ۱۶ جنوری ۱۹۲۲ء

ملک کے تمام اہم عوامی راہنماؤں کو خط لکھا جس میں ں ملک کی تازہ ترین صورت حال کی وضاحت کی۔

☆ ۱۸ جنوری ۱۹۲۲ء

بمبئی نمائندگان کی کانفرنس کمیٹی کی قرارداد پر دستخط کئے۔ جو وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کو بھیجی گئی۔

☆ ۳۰ جنوری ۱۹۲۲ء

ہندوستان کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کو گول میز کانفرنس کے انعقاد کی خاطر ٹیلی گرام دی۔

☆ ۲ فروری ۱۹۲۲ء

جیاکر اور نتراجن کے ساتھ مل کر گاندھی کی گول میز کانفرنس کے بارے میں رائے سے اختلاف کیا۔

☆ ۵ فروری ۱۹۲۲ء

گورکھپور کے قریب چوری چورا کے مقام پر عدم تعاون تحریک کے لوگوں نے کچھ سپاہیوں کو زندہ جلا دیا۔اس سلسلے میں گاندھی جی سے ملاقات کی۔

☆ ۹ فروری ۱۹۲۲ء

گاندھی سے چوری چورا کے واقعے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

☆ ۱۹۲۲ء

جناح میموریل ہال مکمل ہوا اور اس کی رسم افتتاح ہوئی۔

☆ ستمبر ۱۹۲۳ء/۱۳۴۲ھ

امپیریل کونسل کے انتخاب کے لیے مسلم نشست کے لیے اپنی نامزدگی کا اعلان کیا۔

☆ ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء

آزاد امیدوار کی حیثیت سے بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے ایک بار پھر سنٹرل جسلیٹو اسمبلی کے بلا مقابلہ رکن منتخب ہوئے۔

☆ ۳۰ جنوری ۱۹۲۴ء/۱۳۴۳ھ

امپیریل لجسلیٹو اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے حلف وفاداری اٹھایا۔

☆ ۴ فروری ۱۹۲۴ء

اسمبلی کے اجلاس میں آپ نے سوالات کے دوران مختلف امور کی وضاحتیں طلب کیں اور انڈین پینل کوڈ بل کے بارے بات چیت کی۔

☆ ۵ فروری ۱۹۲۴ء

ہندوستان کی علاقائی فوج اور مددگار فوج کو یکجا کرنے کے بارے میں پیش کی گئی قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۶ فروری ۱۹۲۴ء

فنانس ممبر انڈین سکہ سازی کا بل سلیکٹ کمیٹی کے بغیر منظور کروانا چاہتا تھا۔ اس کے خلاف پیش کی گئی قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۷ فروری ۱۹۲۴ء

ہندوستان میں جنوبی افریقہ کے کوئلہ کی درآمد پر لگائی گئی ڈیوٹی کے بارے میں ایک قرارداد پیش کی۔

☆ ۸ فروری ۱۹۲۴ء

ہند کو خود مختار ڈومینین کی حیثیت عطا کرنے کے لیے اسمبلی میں پیش کردہ قرارداد میں موتی لال نہرو کی مجوزہ ترمیم کی حمایت کی۔

☆ ۱۱ فروری ۱۹۲۴ء

اسمبلی کے تین چیئرمین چنے گئے۔ ایک چیئرمین قائداعظم تھے۔

☆ ۱۳ فروری ۱۹۲۴ء

انڈین سکہ سازی کے بل کی منظوری کے سلسلے میں سلیکٹ کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔

☆ ۱۴فروری ۱۹۲۴ء
اسمبلی میں سٹورڈیپارٹمنٹ انڈین آفس میں خریدے گئے سٹور کو ہندوستان میں منتقل کرنے کی قرارداد پر بات چیت کی۔

☆ ۱۸فروری ۱۹۲۴ء
ہندوستان کی مکمل خودمختاری سلطنت کے بارے میں چندر پال نے ایک قرارداد پیش کی۔اس قرارداد کی آپ نے بھرپور حمایت کی۔

☆ ۲۵فروری ۱۹۲۴ء
سلیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۲۶فروری ۱۹۲۴ء
انڈین پینل کوڈ کے بارے میں ایک تجویز کی شدید مخالفت کی۔

☆ یکم مارچ ۱۹۲۴ء
برطانوی ہندوستان میں مشترکہ کمیٹی، کونسل آف سٹیٹ اور لجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ ۳مارچ ۱۹۲۴ء
ریلوے فنانس کو عام فنانس سے مختلف قرار دینے کی قرارداد منظور کرانے والی کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ ۶مارچ ۱۹۲۴ء
مرکزی اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران فوج میں زیادہ ہندوستانیوں کو بھرتی کرنے کے لئے کہا۔

☆ ۱۱مارچ ۱۹۲۴ء
ریلوے بجٹ میں تخفیف کی قرارداد کی تائید وحمایت کی۔

☆ ۱۲مارچ ۱۹۲۴ء
جی۔ایم بھرگری کی وفات پر اسمبلی میں تعزیت کا اظہار کیا۔
اسمبلی میں نیشنلسٹ پارٹی اور اس کے موقف کی وضاحت کی۔
اسمبلی میں سکھ جتھے کے بارے میں قرارداد کی تائید کی۔

☆ ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء

اسمبلی سے درخواست کی وہ مزید لگن اور محنت سے کام کرتی رہے۔

☆ ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء

لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۷ مئی ۱۹۲۴ء

اسمبلی میں مولانا حسرت موہانی کی رہائی کی قرارداد کی حمایت کی۔ سٹیل انڈسٹری بل کے سلسلے میں سلیکٹ کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔

☆ ۳۰ مئی ۱۹۲۴ء

رائل کمیشن آن پبلک سروسز کو ملتوی کرنے کی سفارش کی۔

☆ ۲ جون ۱۹۲۴ء

اسمبلی میں ڈاکٹر ایس کے دت کی اسٹیل انڈسٹری کے بارے میں تجویز کی مخالفت کی۔

☆ ۴ جون ۱۹۲۴ء

اسمبلی میں ڈیپارٹمنٹ کمیٹی آن ورکنگ آف ریفارمز اور انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء میں مجوزہ ترمیم اور پبلک سروسز کے بارے میں چند وضاحتیں طلب کیں۔

☆ ۵ جون ۱۹۲۴ء

سٹیل انڈسٹری بل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۶ جولائی ۱۹۲۴ء

ہندوستانیوں کو یو ایس اے میں ملکی بناؤ کے کے بارے میں بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۸ ستمبر ۱۹۲۴ء

لینڈ کسٹم بل کی مباحث میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۴ء

اسمبلی میں لی کمیشن کی سفارشات پر بحث کے دوران ملازمتوں کو ہندوستانی بنانے کے لیے ٹھوس دلائل پیش کیے۔

maablib.org

☆ ۱۶ستمبر ۱۹۲۴ء
اسمبلی میں ہندو مذاہب اور خیراتی ٹرسٹ بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز کی تائید کی اور انڈین کریمنل بل کی منسوخی کے لیے ایک بل کی حمایت کی۔

☆ ۱۹ستمبر ۱۹۲۴ء
اس قرارداد کی حمایت کی کہ کسی کو سزا دینے سے پہلے اس پر عدالتی مقدمہ چلایا جائے۔

☆ ۲۳ستمبر ۱۹۲۴ء
انڈین پینل کوڈ اپنانے کے بارے میں اپنا ووٹ دیا۔
لارڈ ریڈنگ کو خودمختار حکومت کے بارے میں ایک خط تحریر کیا۔

☆ ۳۱دسمبر ۱۹۲۴ء
آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس منعقدہ بمبئی میں شرکت کی۔
بنگال آرڈیننس پر اظہار خیال کیا۔

☆ ۲۳ جنوری ۱۹۲۵ء
چیئرمین آف لجسلیٹو اسمبلی کے لیے ایک چیئرمین منتخب ہوئے۔

☆ ۲۴ جنوری ۱۹۲۵ء
آل پارٹیز کانفرنس کی سب کمیٹی سے خطاب کیا اور ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔

☆ ۲۷ جنوری ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں یہ استفسار کیا کہ افیم کے بارے میں عالمی کانفرنس منعقدہ جنیوا میں ہندوستان کے لوگوں کی رائے کا خیال رکھا گیا ہے کہ نہیں۔

☆ ۲۸ جنوری ۱۹۲۵ء
اکتوبر ۱۹۲۲ء کے بنگال کریمنل لاء کے ترمیمی آرڈی نینس پر تنقید کی کیوں کہ یہ مرکزی کونسل کی منظوری کے بغیر جاری کیا گیا۔

☆ ۳۰ جنوری ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں بزنس پروسیجر پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۳ فروری ۱۹۲۵ء
میٹرنٹی بینیفٹ بل اور سپیشل میرج بل کے بارے میں اسمبلی میں اظہارِ خیال کیا اور منسوخ شدہ

قوانین کے بجائے خصوصی قوانین نافذ کرنے اور اپنانے کی حمایت کی۔

☆ ۴فروری ۱۹۲۵ء

انڈین ٹریڈ یونین بل پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔اس بل کے لیے سلیکٹ کمیٹی نے آپ کو ممبر منتخب کر لیا۔

☆ ۵فروری ۱۹۲۵ء

بنگال فوجداری قوانین کے بارے میں ایک قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۱۰فروری ۱۹۲۵ء

خصوصی قوانین کے پر ایک قرارداد کی تائید و حمایت کی اور فوجداری قوانین پر پینل کی ہمنوائی کی۔

☆ ۱۱فروری ۱۹۲۵ء

پریذیڈنٹ کی تنخواہ کے بارے میں بل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۱۲فروری ۱۹۲۵ء

اس قرارداد کی حمایت کی کہ گورنر جنرل ہند حکومت کی جانب سے لیگ آف نیشنز میں ہندوستان کی نمائندگی کرے۔

☆ ۱۶فروری ۱۹۲۵ء

سٹینڈنگ کمیٹی کے بارے میں پینل پر ایک تجویز کی بحث میں حصہ لیا اور اپنی رائے کا اظہار کیا۔

☆ ۱۷فروری ۱۹۲۵ء

سپریم کونسل آف انڈیا کے قیام پر اظہار خیال کیا۔

☆ ۱۸فروری ۱۹۲۵ء

قائد نے اسمبلی کے اجلاس میں فرمایا کہ ہندوستان میں ملٹری کالج قائم کیا جائے۔تا کہ ہندوستانیوں کی فوجی تربیت ممکن ہو سکے۔

☆ ۱۹فروری ۱۹۲۵ء

ملٹری کالج کے قیام کے سلسلے میں ایوان سے خطاب کیا۔

پبلی کیشنز کے حوالے سے فحش کتابوں کی اشاعت کی وضاحت طلب کرتے ہوئے بل کی مخالفت کی۔

☆ ۲۳فروری ۱۹۲۵ء
انڈین مرچنٹس شپنگ بل کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔
☆ ۲۴فروری ۱۹۲۵ء
اجمیر میر وارا میں لجسلیٹو اسمبلی کے قیام کی قرارداد کے خلاف ووٹ دیا۔
☆ ۲۵فروری ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں آزاد پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے ریلوے میں ہندوستانیوں کی بھرتی کے طریقوں پر مشتمل متی لال نہرو کی قرارداد پر تنقید کی۔
☆ ۲۶فروری ۱۹۲۵ء
ہوم ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے پینل کے لیے ممبر منتخب کر لیے گئے۔
☆ ۲۷۔۲۸فروری ۱۹۲۵ء
ریلوے بجٹ کے کئی نکات کی مباحث میں حصہ لیا۔
☆ 3 مارچ ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں حکومت سے درخواست کی کی کہ دو کروڑ روپے کی گرانٹ میں سے صوبہ وار گرانٹ کی وضاحت کی جائے۔
☆ ۵مارچ ۱۹۲۵ء
وائسرائے ہند کی برطانیہ میں غیر سرکاری نمائندگی کے بارے میں وضاحت طلب کی۔
انڈین مرچنٹس شپنگ کی حمایت میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
☆ ۷مارچ ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں جنرل بجٹ کی مباحث اور لسٹ آف ڈیمانڈز پر بحث میں حصہ لیا۔
☆ ۱۲مارچ ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں کاٹن ایکسائز ڈیوٹی، ایگزیکٹو کونسل کے بجٹ اور دیگر مطالبات پر بحث میں حصہ لیا۔
☆ ۱۴مارچ ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں ایک تقریر میں وائسرائے کی انتظامی کونسل کی توسیع اور اصلاحات کا مطالبہ کیا۔
☆ ۱۶مارچ ۱۹۲۵ء
اسمبلی کی انڈین فنانس بل کی بحث میں شریک ہوئے۔

☆ ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء

نمک پر ٹیکس میں کمی کرنے کے مطالبے کی حمایت کی۔

ڈاک کی شرح بڑھانے کی بجائے متبادل تجاویز پیش کیں۔

☆ ۱۸ مارچ ۱۹۲۵ء

انڈین فنانس بل پر موتی لال نہرو کی قرارداد سے اختلاف کیا اور خصوصی قانون کے بل کی بحث میں سرگرم حصہ لیا۔

☆ ۲۳ مارچ ۱۹۲۵ء

اسمبلی میں آزاد پارٹی کے نقطہ نظر کو پیش کرتے ہوئے بنگال کریمنیل ترمیمی ایکٹ سپلیمنٹری بل پر تنقید۔

☆ ۲۴ مارچ ۱۹۲۵ء

اسمبلی میں ایک بار پھر بنگال فوجداری قانون بل کی بڑی شدید مخالفت کی۔

انڈین پینل کوڈ کی کئی مشقوں میں تبدیلی کرنے کی تجاویز پیش کیں۔

☆ ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء

ایم آر جے کار کو خط لکھا جس میں مختلف پارٹیوں کے درمیان مصالحت کے لیے امداد کی درخواست کی۔

☆ ۲۲ راگست ۱۹۲۵ء

اسمبلی میں سی آر داس اور سندر داس بنیر جی کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔

☆ ۲۴ راگست ۱۹۲۵ء

اسمبلی میں سابقہ صدر سر فریڈرک وائٹ کی خدمات کا اعتراف کیا اور نومنتخب صدر وی جے پٹیل کو خوش آمدید کیا۔

☆ ۲۵ راگست ۱۹۲۵ء

اسمبلی میں پروسیجر آف دی بزنس پر بحث میں حصہ لیا۔

پراویڈنٹ فنڈ بل کے خلاف ووٹ دیا۔

☆ ۲۷ راگست ۱۹۲۵ء

سپیشل میرج بل پر سلیکٹ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ یکم ستمبر ۱۹۲۵ء
سکھ گردواروں کے بارے میں اسمبلی کی بحث میں حصہ لیا اور اس بل کی کئی خامیوں کی جانب ایوان کی توجہ مبذول کرائی۔

☆ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں قرارداد برائے امپورٹ' سیل اور مینوفیکچرنگ آف لیکیور پر بحث میں حصہ لیا اور انڈین میڈیکل سروس کے قیام کی تجویز کے حق میں رائے دی۔

☆ ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں ریفارم انکوائری کمیٹی کی سفارشات پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے ہندوستان کے بارے میں برطانوی پالیسی پر تنقید کی۔

☆ ۹ ستمبر ۱۹۲۵ء
اسمبلی کی مباحث برائے اقلیتوں کے لیے تجاویز میں حصہ لیا۔
کوڈ آف کریمنل پروسیجر بل پر اظہار خیال کیا اور قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں ہندوستان پیپر انڈسٹری کے تحفظ کے لیے بل پر بحث میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء
اسمبلی میں جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی حیثیت اور صورتِ حال کے بارے میں کئی استفسارات کیے۔

☆ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء
سٹیل کی افراط کے سلسلے میں کامرس ممبر کی تجویز پر اسمبلی کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء
انڈین پراونشل لجسلیٹو میں ترامیم کی تجویز کی بھرپور حمایت کی۔

☆ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۵ء
ہندوستان کے تعزیراتی قانون میں ترامیم کے بل کی بحث میں حصہ لیا اور اپنی مثبت رائے دی۔

☆ ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء
علی گڑھ میں منعقدہ مسلم لیگ کے سترھواں اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۲۱ جنوری ۱۹۲۶ء/۱۳۴۵ھ
انڈین انشورنس کمپنیز بل پر بات چیت کی۔

☆ ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء
جزائر انڈیمان بھیجے جانے والے وفد کے بارے میں استفسار کیا۔
انڈین ٹریڈ یونین بل کی حمایت کی۔

☆ ۲۶۔۲۸ جنوری ۱۹۲۶ء
سیاسی قیدیوں کی رہائی کی قرارداد کی تائید کی۔
رجسٹریشن آف یونین کے ضوابط کی وضاحت بیان کی۔
بیروزگار افراد کے مسائل معلوم کرنے کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کی۔

☆ یکم فروری ۱۹۲۶ء
اسمبلی میں این ایم جوشی کی پیش کردہ تجویز برائے اصلاح و ترمیم انڈین ٹریڈ یونینز بل کی حمایت کی۔

☆ ۲ فروری ۱۹۲۶ء
پریوی کونسل کے دو ممبروں کی تنخواہ بڑھانے کے بارے میں بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۳ فروری ۱۹۲۶ء
سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۴ فروری ۱۹۲۶ء
چمن لال کی جانب سے پیش کردہ ہفتہ وار ادائیگی کے بل پر بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۸ فروری ۱۹۲۶ء
توہین عدالت کے بل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۹ فروری ۱۹۲۶ء
اسمبلی میں بیرون ملک ڈاک خرچ میں کمی کرنے کی قرارداد پیش کی۔اس قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔

☆ ۱۰ فروری ۱۹۲۶ء
کوڈ آف کریمنل پروسیجر کے خلاف اپنا ووٹ دیا۔

maablib.org

☆ ۱۲فروری ۱۹۲۶ء

اسمبلی میں اپنے موقف کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ کوڈ آف کریمینل پروسیجر کی مخالفت کی جائے۔

☆ ۱۶فروری ۱۹۲۶ء

اسمبلی میں برما ایکسٹینشن آف انڈر ایکٹ متعارف کرانے کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔

☆ ۱۷فروری ۱۹۲۶ء

انڈین سٹیل انڈسٹری کے تحت ٹن پلیٹ انڈسٹری کے تحفظ کے لیے قرارداد کے حق میں اپنا فیصلہ دیا۔

☆ ۱۹فروری ۱۹۲۶ء

بنگال کے قوانین جیل خانہ جات پر اسمبلی میں بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۲۴-۲۶فروری ۱۹۲۶ء

اسمبلی میں ریلوے بجٹ کی بحث میں حصہ لیا۔

جیل خانہ جات کے قوانین کو بہتر بنانے کا مطالبہ کیا۔

☆ ۹مارچ ۱۹۲۶ء

ایگزیکٹو کونسل سے درخواست کی کہ بجٹ پر عام بحث کی دعوت دی جائے۔

☆ ۱۲مارچ ۱۹۲۶ء

رائل کمیشن کی کارگردگی کو تنقید کا ہدف بنایا۔

☆ ۱۵-۱۶مارچ ۱۹۲۶ء

انڈین فنانس بل کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۱۸مارچ ۱۹۲۶ء

شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات نافذ کرنے پر مشتمل سید ممتاز بہادر صاحب کی اسمبلی میں پیش کردہ قرارداد کی حمایت میں تقریر کی۔

☆ ۴/اپریل ۱۹۲۶ء

انڈین نیشنل پارٹی کمیٹی میں شرکت کی۔

☆ ۱۸/اگست ۱۹۲۶ء
اسمبلی میں ایک ایسے قانون کی مخالفت کی۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے حق میں نہیں تھا۔
☆ ۱۹/اگست ۱۹۲۶ء
ٹیکسیشن انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پر بحث میں حصہ لیا۔
☆ ۲۳/اگست ۱۹۲۶ء
کرنسی بل پر ترمیم قبول کرنے پر حکومت کا شکریہ ادا لیا۔
☆ ۲۵/اگست ۱۹۲۶ء
اسمبلی میں وصیت تحریر کرنے کے بل پر بحث میں حصہ لیا اور کہا اس امر کی بلا جبر ہر مذہب کے افراد کو آزادی ہونی چاہیے۔
☆ نومبر ۱۹۲۶ء
بمبئی کے مسلمانوں کی جانب سے ایک بار پھر امپیریل لجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔
☆ ۱۹۲۶ء
ہندو مسلم اتحاد کے لیے نیا فامولا پیش کیا۔
☆ ۲۹۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء
دہلی میں مسلم لیگ کے اٹھارہویں سالانہ اجلاس میں شرکت کی جس میں بتایا کہ ملک میں کسی آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔
☆ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء/۱۳۴۶ھ
لجسلیٹو اسمبلی میں بطور ممبر حلف وفاداری اٹھایا۔
بمبئی کے مسلمانوں کی جانب سے اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔
☆ ۲۷ جنوری ۱۹۲۷ء
امپیریل لجسلیٹو اسمبلی میں چیئرمین کے پینل میں منتخب ہوئے
☆ ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء
انڈین مرچنٹس شپنگ بل سے متعلق سلیکٹ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔
☆ ۲ فروری ۱۹۲۷ء
کوڈ آف پروسیجر بل کی مخالفت کی۔

☆ ۳فروری ۱۹۲۷ء
اسمبلی کی مباحث ''بنگال کی علیحدگی'' میں حصہ لیا۔

☆ ۱۶فروری ۱۹۲۷ء
حکومت سے مطالبہ کیا کہ صوبہ سرحد میں اصلاحات ضرور نافذ کی جائیں۔

☆ ۱۸فروری ۱۹۲۷ء
ہر طرح کی ملازمتوں میں سکھوں کے بارے میں نمائندگی کی قرارداد پر بھرپور حمایت کی۔

☆ ۲۲فروری ۱۹۲۷ء
اسمبلی کے صدر کی وقتی طور پر عدم موجودگی میں لدر کے فرائض انجام دیئے۔

☆ ۱۶مارچ ۱۹۲۷ء
اسمبلی کے صدر کی غیر حاضری میں صدر کے فرائض انجام دیئے۔

☆ ۲۰مارچ ۱۹۲۷ء
دہلی میں مسلمان رہنماوں کی کانفرس کی صدارت کی۔اس کانفرس میں مسلم مطالبات کو آخری شکل دی گئی۔جسے عرف عام میں دہلی مسلم تجاویز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ ۲۲ستمبر ۱۹۲۷ء
اسمبلی میں زیر بحث ڈاکٹر مونجے کی ملازمتوں میں ہندوستانیوں کی بھرتی کے بارے میں قرارداد کی حمایت کی۔

☆ ۳۱راکتوبر ۱۹۲۷ء
مجوزہ اصلاحاتی کمیشن میں ہندوستانیوں کو شامل کرنے کے بارے میں وائسرے لارڈ اردن کو خط لکھا۔

☆ ۸نومبر ۱۹۲۷ء
سرجان سائمن کی قیادت میں قائم کئے جانے والے کمیشن کا بائیکاٹ۔

☆ ۱۹نومبر ۱۹۲۷ء
بمبئی میں سائمن کمیشن کے خلاف ایک قرارداد پیش کی۔

☆ ۱۹۲۷ء
چیف ایکٹر کا خطاب ملا

☆ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء

اجلاس مسلم لیگ کلکتہ کی صدارت

☆ ۱۹۲۸ء / ۱۳۴۷ھ

سائمن کمیشن میں کسی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے مرکزی اسمبلی میں کمیشن کے بارے میں عدم اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کیلیے قرارداد پیش کی۔

☆ ۲۸ فروری ۱۹۲۸ء

اسمبلی کے صدر کی جانب سے پینل کے چیئرمین چنے گئے۔

☆ ۱۹۲۸ء

کلکتہ میں آل پارٹیز کانفرس میں شرکت کی۔

☆ ۱۲ مارچ ۱۹۲۸ء

نہرو رپورٹ پر تنقید

☆ ۱۴ مارچ ۱۹۲۸ء

صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کے لیے اسمبلی میں بحث

☆ ۳/ اپریل ۱۹۲۸ء

ایس۔ ایس راجپوتانہ جہاز سے انگلستان روانہ ہوئے۔

☆ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۲۸ء

یورپ کے مختصر دورہ کے بعد واپس وطن آ گئے اور فرمایا کہ مسلمانوں کو حالات کا مقابلہ بڑے صبر اور اتحاد کے ساتھ کرنا چاہیے۔

☆ نومبر ۱۹۲۷ء

کونسل آف بمبئی پراونشل مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ء

کلکتہ کے آل پارٹیز نیشنل کنونشن میں مسلم نقطہ نظر نہیں کیا۔

☆ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۸ء

گاندھی نے تبادلہ خیالات کے لیے قائد سے ملاقات کی۔

☆ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء
کلکتہ میں مسلم لیگ کے بیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۱۹۲۸ء
آل پارٹیز کنونشن کے ایک اور اجلاس سے خطاب کیا اور نہرو رپورٹ پر تنقید کی۔

☆ ۱۹۲۸ء
کلکتہ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں قائد اور لیاقت علی خان کی ملاقات ہوئی۔

☆ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء/۱۳۴۸ھ
قائد کی دوسری بیوی رتن بائی (مریم جناح) کا انتقال ہوا۔
انتقال کے دن وہ اپنی ۳۰ ویں سالگرہ منانے کی تیاری میں تھی۔

☆ ۱۱ مارچ ۱۹۲۹ء
پنڈت موتی لال نہرو سے نہرو رپورٹ پر جھڑپ۔

☆ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء
دہلی میں آل انڈیا مسلم کی کونسل کے اجلاس میں اپنے چودہ نکات پیش کئے۔

☆ ۱۹ جون ۱۹۲۹ء
برطانوی وزیر اعظم میکڈانلڈ ریمزے کو ہندوستانی رہنماؤں کی گول میز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی۔

☆ ۸ فروری ۱۹۳۰ء/۱۳۴۹ھ
نظام تعلیم کے سلسلے میں ایک قرارداد پر بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۱۰ مارچ ۱۹۳۰ء
عدم تعاون تحریک کے خلاف اسمبلی میں اظہار خیال کیا۔

☆ مارچ ۱۹۳۰ء
گول میز کانفرنس منعقد کرنے کی تاریخ اور جگہ طے کرنے کے لیے وائسرائے لارڈ ارون سے خط و خطابت۔

☆ ۲۷ مئی ۱۹۳۰ء
لندن میں سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے سائمن کمیشن کی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ کی

آپ نے مخالفت کی۔

☆ ۱۲نومبر۱۹۳۰ء

لندن میں منعقدہ پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت۔

☆ ۲۸نومبر۱۹۳۰ء

گول میز کانفرنس کے ایک اجلاس میں تقریر کی۔

☆ یکم دسمبر۱۹۳۰ء

گول میز کانفرنس میں فیڈرل سٹرکچرل سب کمیٹی میں فیڈریشن ان انڈیا پر اظہار خیال کیا۔

☆ ۱۹۳۰ء

کانگرس کی سول نافرمانی کی تحریک کی مخالفت۔

☆ ۱۹۳۰ء

بمبئی میں قائد کو نماز عید کی امامت کی دعوت دی۔

☆ ۱۴جنوری۱۹۳۱ء/۱۳۵۰ھ

ڈیفنس سب کمیٹی کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۳۱مارچ۱۹۳۱ء

وائسرائے ہند کے ساتھ بحث کی کہ وہ ہند کو برطانیہ سے مساوی حیثیت سے بات کرنے کی اجازت دے۔

☆ جون۱۹۳۱ء

لارڈ ویلنگڈن کے وائسرائے ہند مقرر کئے جانے پر انگلستان رہنے کا فیصلہ کیا۔اس مقصد کے لیے لیڈی گراہم وڈ سے ویسٹ ہیتھ روڈ (لندن) پر مکان خریدا۔

☆ ستمبر۱۹۳۱ء

ویسٹ ہیتھ روڈ پر واقع مکان پر قبضہ حاصل کیا۔

☆ اکتوبر،نومبر۱۹۳۱ء

دوسری گول میز کانفرنس میں مسلم ہند کا نقطہ نظر پیش کیا۔

☆ ۱۹۳۱ء

قائد لندن کے کنگ بنچ واک میں پریکٹس کرتے تھے۔

☆ جنوری ۱۹۳۲ء/۱۳۵۱ھ

بمبئی کے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۳/اپریل ۱۹۳۲ء

لیڈر لینچین کلب لندن کے ممبروں سے خطاب کیا۔

☆ 13 مئی ۱۹۳۳ء/۱۳۵۲ھ

طالب علموں کی ایک یونین کے اجلاس سے خطاب کیا۔

☆ جولائی ۱۹۳۳ء

نواب زادہ لیاقت علی خان اور ان کی بیوی نے لندن میں قائد سے درخواست کی کہ وہ وطن واپس آئیں۔

☆ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء/۱۳۵۳ھ

متحدہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔

☆ ۱۔۲/اپریل ۱۹۳۴ء

ہندوستان واپسی اور ملکی سیاست میں تندہی کے ساتھ مصروف ہوگئے۔ بمبئی کے مسلمانوں نے آپ کو مرکزی اسمبلی کا ممبر بھی منتخب کیا۔

☆ اکتوبر ۱۹۳۴ء

مرکزی اسمبلی میں آزاد پارٹی کے لیڈر منتخب ہوئے۔

☆ نومبر ۱۹۳۴ء

انگلستان روانگی۔

☆ ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء/۱۳۵۴ھ

اسمبلی میں آزاد پارٹی کے سربراہ کے لیے منتخب ہوئے۔

☆ ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء

انڈین لجسلیٹو اسمبلی کے ایک ممبر کے طور پر حلف وفاداری اٹھایا۔

☆ جنوری ۱۹۳۵ء

ہندوستان واپسی اور ہندو مسلم اتحاد کی خاطر بابو راجندر پرشاد سے خط وکتابت۔

☆ 4فروری ۱۹۳۵ء
کمیونل ایوارڈ کو مشروط طور پر منظور کرنے کے لیے قائد نے اسمبلی میں دلائل پیش کیے۔
☆ ۵فروری ۱۹۳۵ء
علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے طلباء سے خطاب۔
کمیونل ایوارڈ اور صوبوں و مرکز کے مابین تعلقات پر مشتمل جناح کی قرارداد کو اسمبلی نے منظور کرلیا۔
☆ ۷فروری ۱۹۳۵ء
جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی ہندوستانی آئینی اصلاحات کے بارے میں رپورٹ پر بحث۔
☆ ۱۸فروری ۱۹۳۵ء
دہلی کالج میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کی اہمیت پر زور دیا۔
☆ ۲۳/اپریل ۱۹۳۵ء
انگلستان جانے کے لیے بحری سفر کا آغاز۔
☆ ۲جولائی ۱۹۳۵ء
برطانیہ میں کنزرویٹو حکومت کے قیام کے سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے ہندوستانی نمائندوں میں سے قائد کا نام خارج کردیا۔
☆ ۱۵ستمبر ۱۹۳۵ء
علامہ اقبال کے پیش کردہ نکات پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں تفصیلی روشنی ڈالی۔
☆ ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۵ء
انگلستان سے ہندوستان پہنچے۔
☆ مارچ ۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ
مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان مسجد شہید گنج لاہور کے تصفیے کی کوشش کی۔
☆ ۱۱۔۱۲/اپریل ۱۹۳۶ء
مسلم لیگ کا اجلاس بمبئی۔ مسلم لیگ کے مستقل صدر کی حیثیت سے انتخاب۔ مسلم لیگ کی نئی جدوجہد کا آغاز۔

☆ اپریل ۱۹۳۶ء
دہلی میں جمعیت العلمائے کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۱۷۔۲۱/اگست ۱۹۳۶ء
صوبہ بنگال کا دورہ اور بنگال کے ممتاز مسلم رہنماؤں سے ملاقات۔

☆ ۱۸/اگست ۱۹۳۶ء
کلکتہ میں مسلم سٹوڈنٹس کے اجلاس سے خطاب۔

☆ اکتوبر ۱۹۳۶ء
پنجاب کا دورہ کیا اور سر سکندر حیات اور اس کے ساتھیوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کی پیش کش کی۔

☆ ۱۹۳۶ء
مسلم لیگ کے مرکزی بورڈ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔
پہلی بار سرحد کا دورہ کیا۔
شاہی باغ پشاور میں ایک جلسے سے خطاب کیا۔

☆ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء/۱۳۵۶ھ
بنگال کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو آپس کے سیاسی اختلافات ختم کرنے اور اتحاد پیدا کرنے کی پیشکش کی۔

☆ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء
مولانا محمد علی جوہر کی برسی کے موقع پر واضح کیا کہ برطانوی ہند میں اس وقت تین جماعتیں' برطانیہ، کانگرس اور مسلمان ہیں۔

☆ ۱۷/اپریل ۱۹۳۷ء
مسلمانوں کے اتحاد کے خلاف کانگرس کی ریشہ دوانیوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔

☆ ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء
لکھنؤ کے ایک جلسہ عام میں مسلم لیگ کی پالیسی کی وضاحت کی۔

☆ ۸ جون ۱۹۳۷ء
آل انڈیا مسلم لیگ کے منشور کی وضاحت کی۔

☆ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء
انتخابات کے نتائج کے اعلان کے بعد کہا کہ مسلم لیگ کانگرس سے تعاون کرے گی۔

☆ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء
لکھنؤ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس کی صدارت کی۔ مسلم پرسنل لاء بل پر اسمبلی کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۲۷/اکتوبر ۱۹۳۷ء
قائد کی خواہش پر احرار اور مسلمانوں کی دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ سے اتحاد کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔

☆ اکتوبر ۱۹۳۷ء
لکھنو میں مسلم لیگ رضا کار کور کا نام بدل کر نیشنل گارڈز رکھنے کا اعلان کیا۔

☆ دسمبر ۱۹۳۷ء
آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پہلے اجلاس کی صدارت کلکتہ میں فرمائی۔

☆ ۱۹۳۷ء
لکھنو میں پہلی مرتبہ جناح کیپ اور شیروانی پہنی۔

☆ ۵ فروری ۱۹۳۸ء/۱۳۵۷ھ
علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے اجلاس میں مہمان خصوصی کے فرائض انجام دیئے۔

☆ ۲ مارچ ۱۹۳۸ء
علامہ اقبال کو مسلم لیگ کا اجلاس دہلی کی بجائے لاہور بلانے کے لیے خط لکھا۔

☆ ۱۷/اپریل ۱۹۳۸ء
آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔

☆ اپریل ۱۹۳۸ء
کلکتہ میں ملت کے نوجوانوں سے خطاب کیا۔

☆ ۲۸/اپریل ۱۹۳۸ء
بمبئی میں ہندو مسلم امور پر قائد اور گاندھی کی بات چیت

☆ ۱۱مئی ۱۹۳۸ء

سبھاش چندر بوس سے بات چیت۔

☆ ۳۰جولائی ۱۹۳۸ء

دہلی میں مسلم لیگ کے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۲۳/اگست ۱۹۳۸ء

کریمینل لاء ترمیمی بل پر اسمبلی کی بحث میں حصہ لیا۔

☆ ۸/اکتوبر ۱۹۳۸ء

کراچی میں سندھ مسلم لیگ کانفرنس میں بطور صدر کہا کہ کانگرس مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

فلسطینی عربوں کے بارے میں برطانوی پالیسی پر تنقید کی۔

سندھ اسمبلی میں مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیا۔

☆ ۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء

پٹنہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۶دسمبر ۱۹۳۸ء

علامہ محمد اقبالؒ۔ مولانا شوکت علی اور کمال اتاترک کی وفات پر اظہارِ افسوس اور خراجِ تحسین۔

☆ ۱۹۳۸ء

مسلم لیگ خواتین کی سب کمیٹی قائم کی۔

☆ ۱۶مارچ ۱۹۳۹ء/۱۳۵۸ھ

لارڈ لینلیتھگو کو پیرپور رپورٹ اور بہار پراونشل لیگ کی انکوائری کمیٹی کی رپورٹس بھجوائیں۔

☆ ۲۲مارچ ۱۹۳۹ء

اسمبلی میں انڈین فنانس بل پر بحث میں حصہ لیا اور ملک میں ہندو مسلم فسادات کی جانب سے اسمبلی کی توجہ مبذول کرائی۔

☆ ۱۸/اپریل ۱۹۳۹ء

گاندھی کے رویے پر نکتہ چینی کی اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ راجکوٹ ریفارم کمیٹی کا

بائیکاٹ کریں۔

☆ ۲۶ جولائی ۱۹۳۹ء

بمبئی پراونشل مسلم لیگ کی صدارت کی۔

☆ ۳۰ جولائی ۱۹۳۹ء

وائسرائے ہند اور حکومت برطانیہ سے پرزور الفاظ میں مطالبہ کیا کہ ہندوستان میں لوگوں کی مرضی کے خلاف فیڈرل سکیم کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

☆ ۵راگست ۱۹۳۹ء

بمبئی کے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی جمہوریت ہندوستانی حالات میں مناسب اور موزوں نہیں ہے۔

☆ ۷راگست ۱۹۳۹ء

لیاقت علی خان کو مختلف آئینی سکیموں کے بارے میں خط تحریر کیا۔

☆ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۹ء

عثمانیہ یونی ورسٹی کی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے سالانہ ڈنر میں شرکت کی۔

☆ یکم نومبر ۱۹۳۹ء

گاندھی اور راجندر پرشاد کے ہمراہ وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

☆ ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

ایک بیان میں مسلمانان ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ 22 دسمبر کو یوم نجات منائیں۔

☆ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

مسلمانوں نے قائد کی اپیل پر کانگریسی وزارتوں کی برطرفی پر ''یوم نجات'' منایا۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۹ء

ہندوستان میں وفاقی سکیم کی ناکامی پر اظہار مسرت کیا۔

☆ یکم جنوری ۱۹۴۰ء/۱۳۵۹ھ

بمبئی سے گاندھی کو خط لکھا جس میں اس کے ہندوستانی قومیت کے نظریے کو رد کیا۔

☆ ۱۹ جنوری ۱۹۴۰ء

ٹائم اینڈ ٹائیڈ (لندن) میں آپ کا ایک مضمون چھپا جس میں ہندوستان کے آئینی مسئلے پر

بحث کی گئی۔

☆ ۶ مارچ ۱۹۴۰ء
مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے ایک جلسے سے خطاب کیا۔

☆ ۲۰ مارچ ۱۹۴۰ء
مسلم لیگ کے عظیم الشان اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور پہنچے۔
لاہور میں منعقدہ ال انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی جس میں قرارداد پاکستان پاس کی گئی۔
قرارداد پاکستان کے جلسے میں اپنی زندگی کی بہترین تقریر کی۔

☆ ۱۱/اپریل ۱۹۴۰ء
قرارداد لاہور کی مخالفت پر گاندھی کے رویے اور خیالات پر شدید نکتہ چینی کی۔

☆ یکم نومبر ۱۹۴۰ء
بمبئ میں ایک جلسہ عام میں قائد نے یوم اسلامی ممالک پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

☆ نومبر ۱۹۴۰ء
دہلی کے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۳ دسمبر ۱۹۴۰ء
بمبئ کے ایک جلسہ عام میں کانگرس سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ آزادی کی طالب ہے تو اسے پاکستان سکیم کو قبول کر لینا چاہئے۔

☆ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۰ء
کراچی میں جلسہ عام سے خطاب۔

☆ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۰ء
کراچی میں مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔ یہ اجلاس آپ کے یوم پیدائش کے حوالے سے منعقد کیا گیا تھا۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۰ء
یومِ پیدائش قومی سطح پر منایا گیا۔

سندھ کی سیاسی صورت حال پر ایک اخباری بیان جاری کیا۔

☆ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء

احمد آباد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۹۴۰ء

صوبہ بہار کے لیے بنائی گئی امداد کمیٹی میں پانچ ہزار فنڈ دیا۔

گاندھی سے علیحدگی اختیار کی۔

مکمل طور پر وکالت ترک کر کے حصول پاکستان کو اپنا نصب العین بنایا۔

مسلم لیگ کونسل کے دہلی اجلاس میں کہا تھا۔ نہ برطانیہ کو مسلمانوں پر حکومت کرنے دیں گے۔ نہ گاندھی کو۔ ہم دونوں کے اثرات سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔

قائد نے گاندھی کو لکھا۔ گلاب کے پھول کو خواہ کسی نام سے پکاریں۔ اس کی خوشبو میں فرق نہیں آئے گا۔

میمن چیمبر آف کامرس کے جلسے سے خطاب۔

☆ ۳ جنوری ۱۹۴۱ء/۱۳۶۰ھ

بمبئی کے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۴ جنوری ۱۹۴۱ء

فضل الحق سے خط وکتابت۔

☆ ۹ فروری ۱۹۴۱ء

کلکتہ پراونشل لیگ ورکنگ کمیٹی نے لیگ کے سالانہ اجلاس مدارس کے لیے بطور صدر چن لیا۔

☆ ۲۲ فروری ۱۹۴۱ء

مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی صدارت۔

☆ ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

لاہور میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پاکستان کے موضوع پر خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سٹوڈنٹس یونین کی ایک میٹنگ کی صدارت کی اور کہا مسلمان قوم ہیں

اقلیت نہیں۔

☆ ۳۰ مارچ ۱۹۴۱ء

کانپور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس سے خطاب کیا۔ کانپور مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی شرکت کی۔

☆ ۱۲/اپریل ۱۹۴۱ء

مدارس میں مسلم لیگ کے اٹھائیسویں اجلاس کی صدارت کی۔

☆ جون ۱۹۴۱ء

ریاست میسور کا دورہ کیا اور کئی عوامی جلسوں میں تقاریر کیں۔ پاکستان کے خلاف جھوٹی اور گمراہ کن تشہیر کے باوجود وہ دن دور نہیں جب پاکستان کو ہر ہندوستانی قبول کرے گا۔

☆ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۱ء

یقین، اتحاد اور تنظیم کا سنہری اصول پیش کیا۔

☆ ۲۱/اکتوبر ۱۹۴۱ء

بمبئی سے یوم عید کے موقع پر مسلمانوں کے نام ایک پیغام میں اپیل کی کہ مسلم اتحاد اور استحکام کے لیے انھیں ہر چیز کی قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

☆ ۲۶/اکتوبر ۱۹۴۱ء

نئی دہلی میں لیگ کونسل میٹنگ کی صدارت کی۔

نیشنل ڈیفنس کونسل اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل پر نکتہ چینی کی۔

☆ ۲۸/اکتوبر ۱۹۴۱ء

لیگ کی تمام صوبائی اور مرکزی برانچوں کے صدر اور سیکرٹریوں کی کانفرنس کی صدارت کی۔

☆ یکم نومبر ۱۹۴۱ء

علی گڑھ کانفرنس میں شرکت کے لیے محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ علی گڑھ پہنچے اور کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۲ نومبر ۱۹۴۱ء

علی گڑھ یونیورسٹی کی مسلم سٹوڈنٹس یونین کے ایک اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۱۱دسمبر۱۹۴۱ء

فضل الحق کو لیگ سے نکالے جانے کے بارے میں اخباری بیان جاری کیا۔

☆ ۱۹۴۱ء

علامہ کے مزار پر فرمایا پاکستان عالم اسلام کے اتحاد کی کنجی ہے۔

☆ ۲جنوری۱۹۴۲ء/۱۳۶۱ھ

برطانوی پالیسی اور کانگرس کے متعصبانہ رویئے کے بارے میں ایک اخباری بیان جاری کیا۔

☆ ۱۵جنوری۱۹۴۲ء

گورنر بمبئی سر راجر لملے سے مطالبہ پاکستان پر بات چیت کی۔

☆ ۱۵فروری۱۹۴۲ء

سراج گنج میں بنگال صوبائی مسلم لیگ کے افتتاحی اجلاس کی صدارتی تقریر میں بنگال کی حق وزارت پر تنقید۔

☆ ۲۲فروری۱۹۴۲ء

اخباری بیان میں چینی لیڈر چیانگ کائی شیک پر تنقید کی۔ کیوں کہ اس نے دو قومی نظریے کی مخالفت کی تھی۔

☆ ۲۱مارچ۱۹۴۲ء

مسلم لیگ کے لیے فنڈز حاصل کرنے کی اپیل کی۔

☆ ۲۳مارچ۱۹۴۲ء

دہلی میں یوم پاکستان کی تقریب کے موقع پر ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۲۵مارچ۱۹۴۲ء

سر سٹیفورڈ کرپس سے ملاقات اور پاکستان کے حق میں مضبوط دلائل پیش کئے۔

☆ ۳۔۶/اپریل۱۹۴۲ء

الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے انیسویں سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۴مئی۱۹۴۲ء

انٹرنیشنل نیوز سروس آف امریکہ کے نمائندے کو انٹرویو دیا جس میں برصغیر کے لیے امریکہ کی

حمایت کو سراہا اور کہا کہ مسلمان اپنی آزادی کے لیے بڑے سے بڑے حملے کا مقابلہ کریں گے۔

☆ ۲۸ مئی ۱۹۴۲ء
بمبئی میں صوبائی مسلم لیگ کے زیر اہتمام جلسہ میں قائد نے نوجوانوں کو کہا کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں نیشنل گارڈز میں شامل ہوں تا کہ وہ مسلم مفاد کی خاطر نا گہانی صورت کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکے۔

☆ ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۲ء
یوم عید کے پیغام میں مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ آج کے دن حصول پاکستان کے لیے سچے دل اور خلوص نیت سے اقرار کریں اور خدا کے حضور دعائیں بھی مانگیں۔

☆ ۱۴ نومبر ۱۹۴۲ء
مہمان خصوصی کی حیثیت سے اسلامیہ کالج جالندھر کا افتتاح کیا اور پنجاب مسلم نوجوانوں اور تحریک پاکستان کے موضوع پر گفت گو کی۔

☆ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء
آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس میں شرکت کی اور فرمایا ''میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں۔ کام' کام اور بس کام''

☆ ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء
لائل پور میں پنجاب مسلم لیگ کی افتتاحی تقریب میں رسم پرچم کشائی انجام دی۔

☆ ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء
لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ عام میں خطاب کیا۔

☆ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۲ء
بنگال کے سمندری طوفان کا شکار ہونے والے لوگوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا اور ان کی مدد کے لیے ذاتی طور پر ایک ہزار روپے کا چندہ دیا۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء
دہلی میں یوم ولادت کے دن ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۹۴۲ء
قائد کے اخبار ڈان کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔

☆ ۲۴ جنوری ۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ
مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس بمبئی میں بطور مہمان خصوصی خطاب کیا۔

☆ ۲۵ جنوری ۱۹۴۳ء
بمبئی ڈسٹرکٹ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔

☆ یکم فروری ۱۹۴۳ء
اسماعیل کالج بمبئی کے طالب علموں سے خطاب۔

☆ ۸ مارچ ۱۹۴۳ء
آل انڈیا مسلم لیگ کا دوبارہ صدر چن لیا گیا۔

☆ ۲۳ مارچ ۱۹۴۳ء
یوم پاکستان کے موقع پر پیغام جاری کیا۔

☆ ۴/اپریل ۱۹۴۳ء
صوبہ سرحد کی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں اپنا پیغام بھیجا۔

☆ ۲۴/اپریل ۱۹۴۳ء
دہلی میں منعقدہ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۴ جون ۱۹۴۳ء
کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

☆ ۱۳ جون ۱۹۴۳ء
کراچی میں سندھ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۲۰ جون ۱۹۴۳ء
کراچی میں سندھ مسلم کالج کا افتتاح کیا۔

☆ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء
کوئٹہ بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء
ایک خاکسار رفیق صابر نے قائد پر قاتلانہ حملہ کر دیا لیکن قائد اپنے بروقت اقدام سے محفوظ

ہو گئے۔

☆ ۲۲ ستمبر ۱۹۴۳ء

بمبئی میں ایک غیر ملکی اخبار نویس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے مسائل کا حل یہی ہے کہ پاکستان سکیم کو مان لیا جائے۔

☆ یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء

بمبئی سے مسلمانوں کے لیے پیغام عید دیا۔

☆ ۲ر اکتوبر ۱۹۴۳ء

بمبئی میں میمن چیمبر آف کامرس کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۸ نومبر ۱۹۴۳ء

دہلی میں مسلم لیگ کونسل کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ نومبر ۱۹۴۳ء

لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب میں کہا۔ کانگرسی مطالبات تسلیم کرنے کا مطلب اپنی موت کے حکم نامہ پر دستخط کرنا ہے جسے میں پسند نہیں کرتا۔

☆ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۳ء

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی پہنچے۔

☆ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء

کراچی میں مسلم لیگ کے اکتیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء

کراچی کارپوریشن کی جانب سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۳ء

کراچی سٹی مسلم لیگ کی طرف سے ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۹۴۳ء

برطانوی صحافی بیوریری نکولاس کو کہا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرق یہ ہے کہ ہندو گائے کی پوجا کرتے ہیں اور مسلامن اسے ذبح کر کے کھا جاتے ہیں۔

بلوچستان میں مسلم کانفرنس میں کہا۔ ''علم تلوار سے زیادہ تیز ہے۔''

☆ ۵فروری ۱۹۴۴ء/۱۳۶۳ھ

بمبئی ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک اجلاس میں تقریر کی۔

☆ ۲۹فروری ۱۹۴۴ء

نئی دہلی میں نیوکرانیکل (لندن) کے نمائندے سٹیورٹ ایمنی کو انٹرویو دیا۔

☆ ۹مارچ ۱۹۴۴ء

علی گڑھ مسلم سٹوڈنٹس یونین سے خطاب کیا۔

☆ ۱۰مارچ ۱۹۴۴ء

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے کہا پاکستان کا مطلب ہمارا تحفظ، ہماری نجات اور ہمارا مستقبل ہے۔

☆ ۱۳مارچ ۱۹۴۴ء

علی گڑھ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۸مارچ ۱۹۴۴ء

لاہور میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی سالانہ کانفرنس کی صدارت کی۔

☆ ۲۰مارچ ۱۹۴۴ء

لاہور میں پنجاب اسمبلی کے مسلمان ممبران کی کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۲۳مارچ ۱۹۴۴ء

یوم پاکستان کے موقع پر مسلمانوں کے نام ایک پیغام دیا۔

☆ ۲۴مارچ ۱۹۴۴ء

مسلم چیمبر آف کامرس لاہور کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۲۷مارچ ۱۹۴۴ء

لاہور میں اسلامیہ کالج برائے طالبات کی ایک تقریب میں خطاب کیا۔

ریلوے مسلم ایمپلائز ایسوسی ایشن لاہور سے بھی خطاب کیا۔

☆ ۳۱مارچ ۱۹۴۴ء

ایف سی کالج لاہور کے جلسے میں شریک ہوئے۔

☆ ۲۴راپریل۱۹۴۴ء
دہلی میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۷راپریل۱۹۴۴ء
لاہور میں جناح خضر حیات بات چیت کی ناکامی پر اخباری بیان جاری کیا۔

☆ ۳۰راپریل۱۹۴۴ء
سیالکوٹ میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۲۴مئی۱۹۴۴ء
کشمیری صحافیوں سے بات چیت کی۔

☆ جون۱۹۴۴ء
سری نگر میں کشمیری مسلم نیشنل کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۲۵جولائی۱۹۴۴ء
کشمیری مسلمانوں کی صورتِ حال کے بارے میں ایک اخباری بیان جاری کیا۔

☆ ۲۸جولائی۱۹۴۴ء
راولپنڈی کے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۳۱جولائی۱۹۴۴ء
لاہور میں مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۴راگست۱۹۴۴ء
مسلم لیگ پلاننگ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

☆ ۵راگست۱۹۴۴ء
لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔
پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نمائندوں کو انٹرویو دیا۔

☆ ۱۲نومبر۱۹۴۴ء
دہلی میں جناح فٹ بال ٹورنامنٹ کا افتتاح کیا۔

☆ ۶دسمبر۱۹۴۴ء

وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

☆ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۴ء

کراچی مسلم چیمبر آف کامرس کے ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۳ جنوری ۱۹۴۵ء/۱۳۶۴ھ

احمد آباد کے ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء

احمد آباد میں مسلم سٹوڈنٹس یونین کے ایک اجلاس میں صدارت کی۔

☆ ۱۶ جنوری ۱۹۴۵ء

احمد آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

☆ ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء

دہلی سے یوم پاکستان کے موقع پر قائد نے ایک پیغام میں مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ تخلیق پاکستان کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دیں۔

☆ ۲۱ مئی ۱۹۴۵ء

متھراں مسلم سکول کی تقریب تقسیم انعامات کی صدارت کی۔

☆ ۳ جون ۱۹۴۵ء

لبنان اور شام کی سیاسی صورتِ حال کے بارے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

☆ ۲۰ جون ۱۹۴۵ء

وائسرائے ہند نے آپ سے ملاقات کی۔

☆ ۲۵ جون ۱۹۴۵ء

شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ ۶/اگست ۱۹۴۵ء

بمبئی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۲/اگست ۱۹۴۵ء

بمبئی کے ایک جلسہ عام کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ الیکشن کے لیے چندہ جمع

کیا گیا۔

☆ ۳۰ راگست ۱۹۴۵ء

مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

☆ ۶ ستمبر ۱۹۴۵ء

کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب۔

☆ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

کوئٹہ کے مسلمانوں کی جانب سے ایک جلسہ میں شرکت کی۔

☆ ۱۰ راکتوبر ۱۹۴۵ء

بلوچستان کی مسلم لیگ کی جانب سے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۸ راکتوبر ۱۹۴۵ء

کوئٹہ میں بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں خطاب کیا۔

☆ ۲۷ راکتوبر ۱۹۴۵ء

احمد آباد ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۲۹ راکتوبر ۱۹۴۵ء

ایک اخباری بیان میں مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ جمعیت العلمائے ہند، احرار اور خاکساروں کے اجلاس میں شرکت سے اجتناب کریں۔

☆ یکم نومبر ۱۹۴۵ء

ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے ایک نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے پیشین گوئی کی کہ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوگی۔

☆ ۲ نومبر ۱۹۴۵ء

پشاور میں ایک جلسہ عام میں فرمایا۔ ہمارا کوئی دوست نہیں۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو بنئے پر۔

☆ ۲۱۔۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء

صوبہ سرحد کا دورہ، جس کے دوران کئی جلسوں سے خطاب کیا اور پارٹی کے صوبائی مسائل کو حل کیا۔

☆ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء

بمبئی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا جس میں میمن چیمبر آف کامرس اور دیگر کئی انجمنوں اور افراد کی طرف سے انتخابات کے اخراجات کی خاطر ۴۷ ہزار روپے کی ایک تھیلی پیش کی گئی۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء

میمن چیمبر آف کامرس نے قائد کی سالگرہ کی تقریب منانے کا اہتمام کیا۔ اس تقریب میں قائد نے خود شرکت بھی کی۔

☆ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء

اخباری بیان جاری کیا جس میں مرکزی اسمبلی کی مسلم نشستوں کے لیے مسلم لیگ کے نمائندوں کی کامیابی پر مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

☆ ۵ جنوری ۱۹۴۶ء/ ۱۳۶۵ھ

وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

☆ ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء

مسلم لیگ کے انتخابات میں کامیابی پر یوم فتح منانے کا فیصلہ۔

☆ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء

یوم فتح کے موقع پر دہلی میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب۔

☆ ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء

لاہور میں جلسہ عام سے خطاب۔

☆ ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء

حبیبیہ ہال لاہور میں خواتین کے اجلاس سے خطاب۔

☆ ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء

اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علموں سے خطاب کیا۔

☆ ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء

مسلم سنٹرل اسمبلی لیگ پارٹی کے لیڈر منتخب ہوئے۔

☆ ۳ فروری ۱۹۴۶ء

سری نگر سے ایک روزنامہ ہمدرد کے نمائندے کو انٹرویو دیا۔

☆ ۴فروری ۱۹۴۶ء

دہلی میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے طالب علموں کے ایک وفد سے خطاب۔

☆ ۹فروری ۱۹۴۶ء

دہلی میں آل انڈیا ریلوے مسلم ایمپلائز ایسوسی ایشن کے ایک جلسے سے خطاب۔

☆ ۲۰فروری ۱۹۴۶ء

اے پی آئی کے ایک نمائندے کو انٹرویو دیا۔

☆ ۲۲مارچ ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سکھ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر اور سیکرٹری سے ملاقات کی۔

☆ ۳۰مارچ ۱۹۴۶ء

نیوز کرانیکل لندن کے قارن ایڈیٹر نارمین کلف نے انٹرویو کیا۔

☆ ۳۱مارچ ۱۹۴۶ء

مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس دہلی کی صدارت کی۔

☆ ۱۹۴۶ء

بنگال اور آسام کا دورہ کیا جس کے دوران کئی جلسوں سے خطاب کیا۔

☆ ۳/اپریل ۱۹۴۶ء

بی بی سی کے نمائندہ ڈونلڈ ایڈورڈز کو انٹرویو دیا۔

☆ ۱۴/اپریل ۱۹۴۶ء

کابینہ مشن سے ایک ملاقات کی۔

☆ ۴۔۶/اپریل ۱۹۴۶ء

دہلی میں لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۷/اپریل ۱۹۴۶ء

دہلی میں لیگ لیجسلیٹرز کنونشن میں شرکت کی۔

☆ ۷۔۹/اپریل ۱۹۴۶ء

دہلی میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے مسلم ممبران کے کنونشن کی صدارت کی۔

☆ ۱۰/اپریل ۱۹۴۶ء
دہلی میں مسلم لیگ کی کونسل میٹنگ کی صدارت کی۔
☆ ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء
شملہ میں مسلم لیگ اور قائد کی جانب سے کابینہ مشن کا استقبال کرنے کے انتظامات کیے گئے۔
☆ ۲ مئی ۱۹۴۶ء
ایک بیان میں فلسطین کے مسئلے پر اینگلو امریکن کمیٹی رپورٹ پر نکتہ چینی کی اور اس مسئلے کی پر زور تردید کی۔
☆ ۷ مئی ۱۹۴۶ء
شملہ میں سرسٹیفورڈ اور وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔
☆ ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء
کابینہ مشن پلان کے بارے میں اخباری بیان جاری کیا۔
☆ ۳ جون ۱۹۴۶ء
نئی دہلی میں لیگ ورکنگ کمیٹی کی صدارت کی۔
☆ ۵۔۶ جون ۱۹۴۶ء
دہلی میں مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ کی صدارت کی۔
☆ ۸ جون ۱۹۴۶ء
وائسرائے ہند لارڈ ویول سے عبوری حکومت کے قیام کے سلسلے میں خط کتابت کی۔
☆ ۱۷ جون ۱۹۴۶ء
سیکرٹری آف سٹیٹ لارڈ پیتھک سے ایک ملاقات کی۔
☆ ۲۷ جون ۱۹۴۶ء
مسلم لیگ کونسل کے اجلاس بمبئی میں مسلمانوں کے اتحاد، ایمان اور تنظیم کے بارے فرمایا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اب مسلم لیگ کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ جب ہمارا نعرہ اتحاد، ایمان اور تنظیم ہونا چاہیے۔
☆ ۲۶۔۲۷۔۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء
بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کی صدارت کی۔

☆ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء

وزارتی مشن کو مسترد کرتے ہوئے راست اقدام کا اعلام اور تمام خطاب یافتہ اشخاص نے خطابات واپس کر دیئے۔

☆ ۱۵؍اگست ۱۹۴۶ء

پنڈت نہرو سے ملاقات۔

☆ ۱۶؍اگست ۱۹۴۶ء

ڈائریکٹ ایکشن ڈے منایا۔

☆ ۲۳؍اگست ۱۹۴۶ء

ماسٹر تارا سنگھ کو آزادانہ مذاکرات کی دعوت دی۔

☆ ۳۰؍اگست ۱۹۴۶ء

بمبئی میں نماز عید کے اجتماع سے خطاب۔

☆ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۶ء

قائد بمبئی سے نئی دہلی پہنچے۔

☆ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء

وائسرائے سے قائد نے ملاقات کی۔ یہ ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی۔

شیڈول کاسٹ فیڈریشن کے ایک وفد سے ملاقات کی۔

☆ اکتوبر ۱۹۴۶ء

لارڈ ویول اور جواہر لال نہرو خط و کتابت۔

☆ ۵؍اکتوبر ۱۹۴۶ء

وائسرائے ہند لارڈ ویول سے خط و کتابت ہوئی۔

☆ ۱۲ نومبر ۱۹۴۶ء

نئی دہلی سے اخباری بیان جاری کیا جس میں بہار کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ظالمانہ رویے پر اظہارِ افسوس کیا گیا۔

☆ ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء

کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب میں یہ تجویز پیش کی کہ اقلیتوں کی حفاظت اور

انھیں مظالم سے بچانے کے لیے آبادی کا تبادلہ کرلیا جائے۔

☆ یکم دسمبر ۱۹۴۶ء

کراچی سے کابینہ مشن پلان پر بات چیت کے ئے لندن کے لیے روانہ ہوئے اور ۲ دسمبر کو لندن پہنچے۔

☆ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء

رائٹر کے ایک سیاسی نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے پاکستان کی وکالت کی اور مطالبہ پاکستان کو دہرایا۔

☆ دسمبر ۱۹۴۶ء

لندن کانفرنس میں مسلم لیگ کے مطالبات کو قائد نے راست مطالبات قرار دیا۔

☆ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء

لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

مسلم لیگ کی جانب ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۱۹۴۶ء

قائد کا وائسرائے کی عیاری پر احتجاج۔

عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت۔

برطانوی وزیر ہند کے بلانے پر لندن کا دورہ۔

لندن سے واپسی پر مفتی اعظم فلسطین امین حسینی سے ملاقات۔

☆ ۲۹ جنوری ۲ فروری ۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ

کراچی میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ کی صدارت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ مسلم لیگ قانون ساز اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رکھے گی۔

☆ ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء

ایک بیان میں کہا کہ مسلم لیگ اپنی منزل مقصود پاکستان سے ایک انچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

☆ ۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء

مسلم جرنلسٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے قائد کو تاج محل ہوٹل میں عصرانہ دیا گیا۔

☆ ۱۷ مارچ ۱۹۴۷ء
پراونشل لیگ پنجاب سے درخواست کی کہ وہ امن کی کوششوں میں پورا پورا تعاون کریں۔

☆ مارچ ۱۹۴۷ء
ماؤنٹ بیٹن کی بطور وائسرائے اور گورنر جنرل ہندوستان آمد اور قائد سے ملاقاتیں' پاکستان کا پرزور مطالبہ۔

☆ ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء
ہندوستان کے نئے وائسرائے اور گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ملاقات کی۔

☆ اپریل ۱۹۴۷ء
دہلی میں فرمایا کہ پاکستان کے چھ صوبے ہونے چاہئیں۔
بنگال' آسام' پنجاب' سرحد' بلوچستان اور سندھ۔

☆ ۵ مئی ۱۹۴۷ء
گاندھی سے فرقہ وارانہ مسائل پر بات چیت کی۔

☆ ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء
سردار پٹیل کے بیان پر نکتہ چینی کی۔

☆ ۲ جون ۱۹۴۷ء
مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس۔

☆ ۳ جون ۱۹۴۷ء
تقسیم ہند کی ایک اسکیم کا اعلان۔
آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی سے قائد کی پہلی اور آخری تقریر اور تقسیم ہند کے منصوبہ پر تبصرہ۔
آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کے اختتام پر پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا۔
لیگ ورکنگ کمیٹی سیشن کی صدارت کی۔

☆ ۱۶ جون ۱۹۴۷ء
ملک کی تقسیم کے لیے فنڈز اور رائے شماری کی اپیل کی۔

☆ ۱۹ جون ۱۹۴۷ء
فیصلہ کیا کہ کراچی کو ریاست پاکستان کا دارالخلافہ بنایا جائے۔

☆ ۲۵ جون ۱۹۴۷ء

اپنی تقریر میں فرمایا' مسلمانوں کی نجات ان کے اتحاد' ایمان اور تنظیم میں پنہاں ہے۔

☆ جولائی ۱۹۴۷ء

قائد کی کوششوں سے مسلم کمرشل بینک وجود میں آیا۔

☆ ۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء

برطانوی وزیراعظم جنرل کلیمنٹ اٹیلی نے قائد کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کے طور پر تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔

ریڈیو اور خبر رسال ایجنسی سے یہ خبر شائع ہوئی۔ قائد پاکستان کے پہلے گورنر جنرل ہوں گے۔

☆ ۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء

قائد کی رہنمائی میں پاکستان سرکاری ملازمین کی ایک ٹرین نئی دیلی سے کراچی کے لیے روانہ ہوئی۔

☆ ۲۶ جولائی ۱۹۴۷ء

پاکستان آئین ساز اسمبلی قائداعظم کی سربراہی میں تشکیل دی گئی۔

☆ جولائی ۱۹۴۷ء

دارالعلوم میں قانون آزادی ہند کی منظوری۔

☆ ۷/اگست ۱۹۴۷ء

بحیثیت پہلے گورنر جنرل مملکت پاکستان روانگی۔

وائسرئے ہند کے طیارے ڈکوٹا میں کراچی پہنچے۔

☆ ۹/اگست ۱۹۴۷ء

سر غلام حسین ہدایت اللہ نے کراچی کلب میں قائداعظمؒ کے اعزاز میں پہلی ضیافت دی۔

☆ ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء

مجلس دستور ساز میں قائداعظمؒ کا خطبۂ صدارت، اسی روز قائداعظمؒ کی صدارت میں قومی پرچم منظور ہوا۔

کراچی میں پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے۔

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا افتتاح کیا۔

لیاقت علی خان کی قرارداد پر ''قائداعظمؒ'' کا سرکاری خطاب ملا۔
قائداعظمؒ نے ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں کراچی میں دعوت دی۔ اسی روز امریکی صدر نے قائداعظمؒ کو مبارک باد کا تار بھیجا۔

☆ ۱۲/اگست ۱۹۴۷ء

آئین ساز اسمبلی کے اجلاس میں یہ قرارداد منظور کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کے لیے قائداعظم کا لقب اختیار کیا جائے۔

☆ ۱۳/اگست ۱۹۴۷ء

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں ضیافت۔ قائداعظم کی تقریر۔

☆ ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء

قیامِ پاکستان کا اعلان۔
مجلس دستور ساز پاکستان کے افتتاح پر تقریر۔
ماؤنٹ بیٹن کا قائداعظم کو خراج تحسین۔

☆ ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء

قیامِ پاکستان پر قائداعظمؒ کا قوم سے خطاب۔
پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے عہدے کا حلف اٹھایا۔
پاکستان کا پہلا سرکاری گزٹ شائع ہوا۔
قائد کی زیر صدارت پاکستان کا قومی پرچم منظور ہوا۔

☆ ۱۷/اگست ۱۹۴۷ء

جمعتہ الوداع کے موقع پر تقریر

☆ ۱۸/اگست ۱۹۴۷ء

عیدالفطر کے موقع پر قوم کے نام ایک پیغام۔
جسٹس عبدالرشید نے قائداعظمؒ سے بحیثیت گورنر جنرل حلف لیا۔

☆ ۲۱/اگست ۱۹۴۷ء

صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان نے وزارت قائم کرلی۔ اسے بطور گورنر جنرل توڑ دیا۔

☆ ۲۵/اگست ۱۹۴۷ء

بلدیہ کراچی کے شہری استقبالیہ میں شرکت۔

☆ ۲۸/اگست ۱۹۴۷ء

بحیثیت گورنر جنرل پہلی مرتبہ لاہور آمد۔

☆ ۳۱/اگست ۱۹۴۷ء

نشری تقریر میں مشرقی پنجاب کے مہاجرین کو حوصلہ دلایا۔

☆ یکم ستمبر ۱۹۴۷ء

لاہور میں جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۲ ستمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظمؒ کے چھوٹے بھائی احمد علی کا انتقال ہوا۔

☆ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء

قومی فنڈ کے لیے قائداعظمؒ کی اپیل۔

☆ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم ریلیف فنڈ میں چندہ دینے کی اپیل کی۔

☆ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء

ولیکا ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ کراچی کا افتتاح۔

☆ ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء

افواجِ پاکستان کے افسروں سے خطاب۔

☆ ۲۴/اکتوبر ۱۹۴۷ء

عیدالضحیٰ کے موقع پر قوم کے نام پیغام۔

☆ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

رائٹر کے غیر ملکی نمائندے مسٹر ہوپر کو انٹرویو دیا۔

☆ ۲۶/اکتوبر ۱۹۴۷ء

لاہور آمد۔

☆ ۳۰/اکتوبر ۱۹۴۷ء
پنجاب یونی ورسٹی سٹیڈیم لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب۔
لاہور سے نشریاتی تقریر، آسٹریلیا کے ایک نامہ نگار کو انٹرویو
لاہور میں طلباء سے خطاب۔

☆ ۳۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء
مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک وفد سے ملاقات۔

☆ یکم نومبر ۱۹۴۷ء
لاہور میں مشترکہ دفاعی کونسل کے اجلاس کی صدارت
لاہور میں ماؤنٹ بیٹن سے کشمیر کے مسئلہ پر مذاکرات

☆ ۲ نومبر ۱۹۴۷ء
قائداعظم نے پاکستان نیشنل گارڈ آرڈی نینس جاری کیا۔
کل پاکستان تعلیمی کانفرنس کے نام پیغام۔

☆ ۸ نومبر ۱۹۴۷ء
افواجِ پاکستان سے خطاب۔

☆ ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء
کل پاکستان تعلیمی کانفرنس کے افتتاح پر پیغام۔

☆ ۳ دسمبر ۱۹۴۷ء
شاہِ افغانستان کے نمائندے کی تقریر کا جوابی خطاب۔

☆ ۶ دسمبر ۱۹۴۷ء
کراچی اور چٹا گانگ کی بندرگاہوں کو بطور رجسٹری بندرگاہیں تسلیم کیا۔

☆ ۸ دسمبر ۱۹۴۷ء
صدر امریکہ سے ایک خط میں اقوام متحدہ کی جانب سے فلسطین کی تقسیم کی فیصلے پر احتجاج کیا۔

☆ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء
کراچی میں لیگ کونسل کی آخری میٹنگ کی صدارت کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ، پاک و ہند دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

☆ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء

پاکستان بینکنگ کونسل آرڈی ننس جاری کیا۔

☆ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۷ء

پاکستان پراونشل لیجسلیٹر آرڈر ۱۹۴۷ء جاری کیا۔

☆ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء

انڈین انڈی پینڈنس آرڈی نینس جاری کیا۔

بی بی سی کے نمائندہ کو انٹرویو، اسی روز ایک بیان میں فلسطین اور پاکستان کے بارے میں برطانوی سرد مہری کا شکوہ کیا۔

☆ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء

پاکستان بوائے سکاؤٹس کی تنظیم وتشکیل پر پیغام۔

پاکستان کے پہلے چیف اسکاؤٹ کا حلف اٹھایا۔

☆ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء

شرقِ اردن کے سفیر کے استقبال میں تقریر۔

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم کی ۷۱ ویں اور آخری سالگرہ۔ اس موقع پر قوم کے نام پیغام۔

☆ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء

ریلوے افسران سے خطاب میں فرمایا اتحادٗ ایمان اور تنظیم ہمارے بنیادی اوصاف ہوتے جائیں۔

☆ ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء/۱۳۲۷ھ

اسلامیہ کالج پشاور کی ایک تقریب میں فرمایا۔ ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بل کہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جہاں ہم اسلام کے اصول آزما سکیں۔''

☆ ۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء

برما کے سفیر کی طرف سے اسناد سفارشات پیش کرنے کی رسم، کراچی میں آرمی افسران سے

خطاب۔

☆ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

کراچی میں پاک بحریہ سے خطاب۔

پاکستانی بحریہ کے جہاز ''دلاور'' کی رسم افتتاح۔

☆ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب۔

☆ ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء

گاندھی کے قتل پر اظہار افسوس۔

☆ ۲ فروری ۱۹۴۸ء

قائداعظمؒ نے مہاجرین کے مسائل پر تقریر کی۔

بنگال آئل ملز کا افتتاح۔

☆ ۳ فروری ۱۹۴۸ء

کراچی میں پارسی کمیونٹی سندھ کی جانب سے استقبالیہ دیا گیا۔

☆ ۴ فروری ۱۹۴۸ء

سیلون کی آزادی کے موقع پر مبارکباری کے پیغام میں خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔

☆ ۶ فروری ۱۹۴۸ء

کراچی میں مسلم لیگ کے شعبۂ خواتین سے خطاب۔

☆ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء

سبی میں سرکاری ملازمین سے خطاب۔

سبی میں بلوچستان کے پہلے دربار کی صدارت کی۔

سبی میں افسران حکومت سے خطاب۔

قانون ساز اسمبلی سے خطاب۔

☆ ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء

ملیر میں فوجی رجمنٹوں سے خطاب۔

☆ ۲۲فروری ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناحؒ آرٹلری ۵لائٹ رجمنٹ میں تشریف لے گئے۔ آج بھی یہ یونٹ ۲۲فروری کو"ڈے آف آنر" کے طور پر مناتی ہے۔

☆ ۲۴فروری ۱۹۴۸ء

پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کی۔

بنگال آئل ملز کراچی کا افتتاح۔

☆ ۲۶فروری ۱۹۴۸ء

امریکہ کے سفیر کی اسناد سفارشات قبول کی۔

ریڈیائی نشریئے میں امریکہ کے لوگوں سے خطاب۔

☆ یکم مارچ ۱۹۴۸ء

پاکستان کے پہلے اولمپک کھیلوں کی رسمِ افتتاح اور اس موقع پر پیغام۔

☆ ۴مارچ ۱۹۴۸ء

ترکی کے سفیر کے کاغذات تقرری وصول کئے۔

☆ ۱۱مارچ ۱۹۴۸ء

سوئٹزرلینڈ کے ایک صحافی کو انٹرویو دیا۔

☆ ۱۵مارچ ۱۹۴۸ء

پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی کا افتتاح۔

☆ ۱۷مارچ ۱۹۴۸ء

پشاور کے ایک قبائلی جرگہ سے خطاب کیا۔

☆ ۲۱مارچ ۱۹۴۸ء

ڈھاکہ میں تین لاکھ کے مجمع سے خطاب کیا جس میں دشمنوں، منافقوں اور کمیونسٹوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی نیز بنگالیوں کے سامنے اعلان کیا کہ قومی زبان اُردو ہوگی۔

☆ ۲۴مارچ ۱۹۴۸ء

ڈھاکہ یونی ورسٹی کی سالانہ تقریب تقسیم اسناد میں مہمان خصوصی۔

☆ ۲۵مارچ ۱۹۴۸ء

چٹاگانگ میں سرکاری افسران سے خطاب۔

☆ ۲۶مارچ ۱۹۴۸ء

چٹاگانگ میں شہریوں نے پُرجوش استقبال کیا۔

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن ڈھاکہ کے نام پیغام۔

☆ ۲۸مارچ ۱۹۴۸ء

ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے قوم کے نام خطاب۔

☆ ۳۱مارچ ۱۹۴۸ء

پاکستان کرنسی آرڈی ننس جاری کیا۔

☆ یکم اپریل ۱۹۴۸ء

پاکستان کے پہلے سکے اور نوٹ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔

☆ ۹/اپریل ۱۹۴۸ء

ایران کے ایک خیرسگالی وفد کے ارکان مسعودی قرامزئی اور ملا کی نے ملاقات کی۔

فرانس کے سفیر نے اسناد سفارشات پیش کیں۔

☆ ۱۱/اپریل ۱۹۴۸ء

صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔

☆ ۱۲/اپریل ۱۹۴۸ء

اسلامیہ کالج پشاور کے طلباء سے خطاب۔

☆ ۱۳/اپریل ۱۹۴۸ء

رسال پور میں رائل پاکستان ایئرفورس کے افسروں اور جوانوں سے خطاب۔

☆ ۱۴/اپریل ۱۹۴۸ء

گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں سول افسران سے خطاب۔

☆ ۱۵/اپریل ۱۹۴۸ء

پنجاب مشین گن رجمنٹ پشاور کو اعزازی کلر دیا۔

☆ ۱۸/اپریل ۱۹۴۸ء
ایڈورڈ کالج پشاور کے طلباء اور سٹاف سے خطاب۔

☆ ۱۹/اپریل ۱۹۴۸ء
فرانسیسی سفیر ایم۔ لیون مارشل سے اسنادِ سفارت وصول کیں۔

☆ ۲۰/اپریل ۱۹۴۸ء
پشاور میں ایک جلسہ عام سے خطاب۔

☆ ۲۳۔۲۲/اپریل ۱۹۴۸ء
کراچی میں پاکستان کے پہلے اولمپک کھیلوں کا افتتاح کیا۔

☆ ۸مئی ۱۹۴۸ء
افغانستان کے سفیر کے کاغذات تقرر وصول کئے۔

☆ ۱۲مئی ۱۹۴۸ء
سٹیٹ بنک آف پاکستان آرڈر کا اعلان۔

☆ ۲۵مئی ۱۹۴۸ء
کوئٹہ میں قائداعظم محمد علی جناح کا والہانہ استقبال کیا گیا۔

☆ ۱۳جون ۱۹۴۸ء
کوئٹہ میں پارسیوں کے ایک اجتماع سے خطاب۔

☆ ۱۴جون ۱۹۴۸ء
سٹاف کالج کوئٹہ کے افسران سے خطاب۔

☆ ۱۵جون ۱۹۴۸ء
کوئٹہ میونسپلٹی کی ایک تریب میں بطور مہمان خصوصی خطاب۔

☆ ۱۷جون ۱۹۴۸ء
کراچی سے زیارت علاج کی غرض سے تشریف لے گئے۔

☆ یکم جولائی ۱۹۴۸ء
سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر خطاب۔ یہ قائداعظمؒ کی زندگی کی آخری

سرکاری تقریب تھی۔

☆ ۳ جولائی ۱۹۴۸ء

پیراڈائز سینما میں دستاویزی فلم ''ہمارے درمیان'' دیکھی۔

☆ ۱۴ جولائی ۱۹۴۸ء

بلوچستان میں زیارت کے مقام پر تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے تشریف آوری۔

☆ ۶ راگست ۱۹۴۸ء

عید کے موقع پر قائداعظمؒ کا پیغام۔

☆ ۸ راگست ۱۹۴۸ء

قائداعظمؒ کی ان تھک محنت اور جدوجہد پر برطانوی اخبار ''برمنگھم پوسٹ'' کا تبصرہ کہ ''مسٹر جناحؒ، پاکستان کے لیے اولین اور بیش بہا اثاثہ ہیں۔''

☆ ۱۴ راگست ۱۹۴۸ء

پاکستان کی پہلی سالگرہ اور جشنِ استقلال کے موقع پر زیارت سے قوم کے نام پیغام۔

☆ ۱۷ راگست ۱۹۴۸ء

عراقی سفیر کا بیان کہ ''قائداعظمؒ اسلامی دنیا کے سب سے بڑے رہنما ہیں۔''

☆ ۳۰ راگست ۱۹۴۸ء

قائداعظم نے ناگزیر حالات کی وجہ سے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کیا۔

☆ یکم ستمبر ۱۹۴۸ء

قائداعظم کی صحت روز بروز بگڑتی گئی۔

☆ ۳ ستمبر ۱۹۴۸ء

قائداعظم نے پاکستان اور ہندوستان کی تاریخ آزادی کے بارے میں ''دی ورڈکٹ ان انڈیا'' کے مصنف بیورلی نکولس کو خط لکھا۔

☆ ۴ ستمبر ۱۹۴۸ء

پاکستان آرڈر ۱۹۴۸ء کے نفاذ کا اعلان۔

☆ ۹ ستمبر ۱۹۴۸ء

قائداعظم کی حالت خاصی تشویش ناک حد تک کمزور ہو گئی۔

قائداعظم نے چودھری محمد علی کو کوئٹہ میں بلایا۔

☆ ۱۱ستمبر ۱۹۴۸ء بروز ہفتہ

سوا چار بجے سہ پہر قائداعظم کو کوئٹہ سے کراچی لایا گیا۔

چھ بج کر دس منٹ پر گورنر جنرل ہاؤس کراچی پہنچے۔

دس بج کر پچیس منٹ پر انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

☆ ۱۲ستمبر ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناح کی تدفین ہوئی۔ ان کی نمازِ جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھائی جس میں پانچ لاکھ سے زائد فرزندانِ توحید نے شرکت کی۔ ۶ بج کر ۲۴ منٹ پر لیاقت علی خان نے دوسرے وزراء کی مدد سے میت قبر میں اُتاری جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں۔

☆-☆-☆

دانش وروں کا مدبرِ پاکستان کو خراجِ عقیدت

محترمہ فاطمہ جناح

قائداعظم کو لفظ ناکامی سے سخت چڑ تھی۔ان کا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں۔

سر عبدالقادر

قائداعظم مرے نہیں بل کہ جو مشعل انھوں نے فروزاں کی تھی۔وہ بدستور فروزاں ہے۔ وہ پاکستان کی شکل میں زندہ ہیں۔

سردار عبدالرب نشتر

میں نے قائداعظم سے زیادہ سیاسی بصیرت رکھنے والا شخص نہیں دیکھا۔انھوں نے اس قدر عظیم شخصیت ہونے کے باوجود نہایت سادہ زندگی گزاری۔

مولانا ظفر علی خان

تاریخ ایسی مثالیں بہت کم پیش کرسکے گی کہ کسی لیڈر نے مجبور و محکم ہوتے ہوئے انتہائی بے سروسامانی اور مخالفت کی تند و تیز آندھیوں کے دوران دس برس کی قلیل مدت میں ایک مملکت بنا کر رکھ دی ہو۔

مولانا محمد علی جوہر

کاش خداوند تعالیٰ جناح کے دل میں یہ یقین پیدا کردے کہ مسلمانوں کی رہنمائی اب اس کے سوا کوئی دوسرا نہ کرسکے گا۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

اورنگ زیب عالمگیر کے بعد ہندوستان نے اتنا بڑا مسلمان پیدا نہیں کیا جس کے غیر متزلزل ایمان اور اٹل ارادے نے دس کروڑ شکست خوردہ مسلمانوں کی مایوسیوں کو کامرانیوں میں بدل دیا ہو۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

ہندوستان میں بحیثیت مسلمان آپ ہی کی واحد ہستی ہے جس سے ملت اسلامیہ کو یہ توقع وابستہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ شمال مغربی یا پورے ہندوستان میں جو وقت آرہا ہے اس میں آپ ملت کی صحیح رہنمائی فرمائیں گے۔

سید سلیمان ندوی

ہر مریض قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ امید۔ ڈاکٹر اس کا اگر محمد علی جینا رہا۔

موہن داس کرم چند گاندھی: (۱۲را کتوبر ۱۸۶۹ء۔ ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء)

قائداعظم کو نہ کوئی خرید سکتا ہے اور نہ ملک وملت کے خلاف استعمال کر سکتا ہے۔

جی الانا

قائداعظم مشکلات، خطرات اور مزاحمتوں کے سامنے ہار ماننے والے نہ تھے۔ وہ مشکلات کا پامردی سے مقابلہ کرتے تھے۔

بیورلے نکولس

محمد علی جناح کی سیاست نے کانگرس اور برطانیہ کی متحدہ سیاسی چالوں کو ناکام بنادیا۔

جان گنتھر

قائداعظم ایشیا کے دبلے پتلے انسان ہیں لیکن اس ہندوستانی لیڈر کی زبان میں وہ جادو ہے کہ جب اس کے ہونٹوں سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ پاکستان ہمارا ہے تو دس کروڑ انسان پکار اٹھتے ہیں۔ ''پاکستان زندہ باد''

گے رامنز

ذاتی طور پر قائداعظم گاندھی سے زیادہ اثر ورسوخ رکھتے تھے ان کی آواز میں گاندھی سے زیادہ اثر وقوت تھی۔

ڈاکٹر سلطان شہریار: (وزیراعظم انڈونیشیا)

جناح مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں وہ تمام اسلامی ممالک کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

لارڈ پیتھک لارنس

قائداعظم کے مقابل شخصیت تاریخ میں صرف جارج واشنگٹن ہے۔

علامہ عنایت اللہ مشرقی

وہ ایک جری اور بے باک سپاہی تھا جو مخالفوں سے ٹکرانے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا تھا۔

گوپال کرشنا گوکھلے

ایک وقت آئے گا کہ جناح ہندو مسلم اتحاد کے قاصد بنیں گے اس لیے کہ وہ بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں۔

جنرل اسمتھ

گزشتہ چند ماہ میں نئی مملکت پاکستان کو بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن قائداعظم نے اپنی صحیح پالیسی سے اس کو دلدل سے نکال لیا ہے۔

آوان سان: (وزیراعظم برما)

میں آج تک جن لوگوں سے ملا ہوں ان سب میں سے مسٹر محمد علی جناح نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔

ونسٹن چرچل

قائداعظم بڑے ذہین وفطین سیاستدان ہیں اور میں مسلمانوں کے اس بڑے لیڈر کی یاد کو کبھی دل سے نہیں بھلا سکتا۔

ج گوپال اچاریہ

قائداعظم کوملک میں زبردست مقبولیت حاصل ہے ان کی اندھی پیروی کی جارہی ہے۔

رڈ مانٹیگو

جناح نہایت ذہین، بااصول اور قابل شخص تھے۔

ماسٹر تاراسنگھ

قائداعظم نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے بچالیا۔ اگر یہ شخص سکھوں میں پیدا ہوتا اس کی پوجا کی جاتی۔

سرسٹیفورڈ کرپس

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مسلم لیگ اور اس کے صدر جناح کے سوا اور کسی جماعت کو تسلیم نہیں کرتا۔

مسز وجے لکشمی پنڈت

اگر مسلم لیگ کے پاس سو گاندھی اور دوسو ابوالکلام آزاد ہوتے اور کانگرس کے پاس قائد اعظم جیسا صرف ایک لیڈر ہوتا تو ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہوتا۔

مسز سروجنی نائیڈو

وہ ایک عظیم انسان تھے ان کی ذاتی زندگی بالکل بے داغ اور پاکیزہ تھی۔

مسز اینی بیسنٹ

جناح جیسی شخصیت بنی نوع انسان کے گلے کا ہار ہے جس کی یاد ہمیشہ زندہ رہے گی۔

سرآغا خان

جناح کے پایہ کا رہنما روئے زمین پر ایک بھی نہیں۔ قدرت نے اسے بسمارک سے بھی وہ قوت فیصلہ عطا کی تھی۔

لانا ابوالکلام آزاد

وہ ہر مسئلہ کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیتے تھے۔ یہی ان کی کامیابی کا سب سے بڑا راز تھا۔

maablib.org

ہنری ایس ٹرومین

مسٹر جناح کو اپنی محنت اور جدو جہد کے عوض وہ مسلمان قوم اور ملک ملا جس کے وہ حق دار تھے۔

لارڈ اٹیلی

مسٹر جناح کا بے مثل جذبہ حریت اور شب و روز کی محنت ہی وہ سرمایہ ہے جس نے پاکستان کی بنیاد ڈالی۔

دادا بھائی نوروجی

جناح عام لوگوں کو ہی نہیں بڑی سے بڑی شخصیت کو بھی گفت گو کے سحر سے اور دلائل کی قوت سے متاثر کر کے ہم خیال بنانے میں کمال رکھتے تھے۔

لارڈ ویول

مسٹر جناح اپنے ارادوں اور اپنی رائے میں بے حد سخت ہیں ان کے رویے میں کوئی لوچ نہیں۔

لارڈ چیمسفورڈ

مسٹر جناح بہت ہوشیار اور سمجھ دار ہیں۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن

قائد اعظم اگر کسی فریق سے سمجھوتہ کرتے تھے تو جھک کر نہیں مردانہ وار سمجھوتہ کرتے تھے۔

جوائم

وہ دولت کے پجاری نہیں تھے۔ وکیل کی حیثیت سے جناح نے بڑی مستحکم پوزیشن حاصل کر لی تھی۔ وہ ہر تکلیف برداشت کرتے لیکن منہ سے اُف تک نہ کرتے اور نہ کسی سے اپنا دکھ بیان کرتے۔

چوہدری رحمت علی

وہ ایک فلسفی کی طرح سوچتے ایک منطقی کی طرح گفت گو کرتے۔

☆-☆-☆

مثال شمس و قمر جس کا نام ہے روشن
وہ تو ہے قائداعظم وہ تو ہے فخر وطن

وہ راہ حق کا مسافر وہ قائداعظم
وہ قافلہ کا جو تھا میر کارواں نہ رہا

کس کو ہے تیری عظمت و رفعت سے انحراف
روشن ہے مثل شمع تو گھر گھر مرے جناح

ملت کے ترجمان تھے محمد علی جناح
سالار کارواں تھے محمد علی جناح

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسّم کی پاکستان کے بارے میں کتب!

۱۔ قرارداد پاکستان کوئز
فروری ۱۹۹۰ء صفحات ۲۴۰، قیمت ۳۵ روپے

۲۔ نذرِ پاکستان
۱۰ فروری ۱۹۹۰ء، صفحات ۱۳۶، قیمت ۴۵ روپے

۳۔ قرارداد پاکستان سے قیام پاکستان تک
۱۵ فروری ۱۹۹۰ء، صفحات ۳۰۴، قیمت ۴۵ روپے

۴۔ اے وطن کے سجیلے جوانو
۷/اپریل ۱۹۹۱ء، صفحات ۱۲۰، قیمت ۵۰ روپے

۵۔ چھ ستمبر قوت ایمانی کا آئینہ دار
۱۲/اپریل ۱۹۹۱ء، صفحات ۱۱۲، قیمت ۵۰ روپے

۶۔ نصف صدی کے خواب اُدھورے
یکم اگست ۱۹۹۷ء، صفحات ۱۵۲، قیمت ۱۲۵ روپے

۷۔ پاکستان گولڈن کوئز
یکم اگست ۱۹۹۷ء، صفحات ۲۸۰، قیمت ۹۰ روپے

۸۔ تصورِ پاکستان

۴فروری ۱۹۹۸ء، صفحات ۱۹۲، قیمت ۱۵۰روپے

۹۔ اُجالوں کا سفیر

جنوری ۲۰۰۱ء، صفحات ۱۹۲، قیمت ۱۵۰روپے

۱۰۔ ''طفیل پاکستان''

۲۲مارچ ۲۰۱۳ء، صفحات ۲۸۸، قیمت ۴۹۰روپے

۱۱۔ ''پاکستان سب کے لیے''

۱۴راگست ۲۰۱۴ء، بروز جمعرات، صفحات ۲۸۸، قیمت ۴۸۰روپے

۱۲۔ ''سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں دفاعِ پاکستان''

۲۴دسمبر ۲۰۱۵ء، صفحات ۸۷۲، قیمت ۲۵۰۰روپے

۱۳۔ ''ارمغان وطن (نظمیں)''

۵فروری ۲۰۱۶ء، صفحات ۱۲۸، قیمت ۳۸۰روپے

۱۴۔ ''آؤ بچو! سیر کریں ہم اپنے پاکستان کی''

۱۴راگست ۲۰۱۶ء، صفحات ۳۸۴، قیمت ۸۰۰روپے

۱۵۔ ''ہلالِ استقلال''

مئی ۲۰۱۷ء، صفحات ۲۲۴، قیمت ۷۰۰روپے

۱۶۔ ''اسلام اور پاکستان''

۱۴راگست ۲۰۱۷ء، صفحات ۲۷۲، قیمت ۱۲۰۰روپے

۱۷۔ ''انوارِ پاکستان''

نومبر ۲۰۱۷ء، صفحات ۲۰۸، قیمت ۷۰۰روپے

۱۸۔ ''تفاخر پاکستان''

۲۳مارچ ۲۰۱۸ء، صفحات ۲۸۸، قیمت ۶۰۰روپے

☆-☆-☆



پروفیسر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

ولدیت : محمد ایوب مغل (۱۹۲۹ء۔۱۸ مارچ ۱۹۸۲ء)

تاریخ پیدائش : ۲/۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء

پتہ رہائش : ۳۱۹ وائی علامہ اقبال کالونی سرگودھا

فون ۳۷۱۱۷۱۷۔۰۴۸

میل : drharoonsgd@gmail.com

ریٹائرمنٹ : یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء (گریڈ ۲۰)

سابق صدر شعبہ اردو

گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودہا

ایم فل (اقبالیات: ۱۹۹۳ء)

پی ایچ ڈی (اردو: ۲۰۰۲ء)

کتب : ادبی: ۹۰

نصابی: ۲۷

ذمہ داریاں : صدر: بزم علم و فن سرگودھا

صدر: نظریہ پاکستان اکادمی سرگودھا

صدر: پاکستان ادب اکادمی سرگودھا

چیئرمین: پاکستان لٹریری کونسل

جنرل سیکرٹری: سرگودھا رائٹرز اکیڈمی

ڈپٹی چیف وارڈن: سول ڈیفنس سرگودھا

کمپیئر: ریڈیو پاکستان سرگودھا

خواب : شہادت

اشاعت : ۱۴/اگست ۲۰۱۸ء

Misaal PUBLISHERS
misaalpb@gmail.com

9 789695 814338